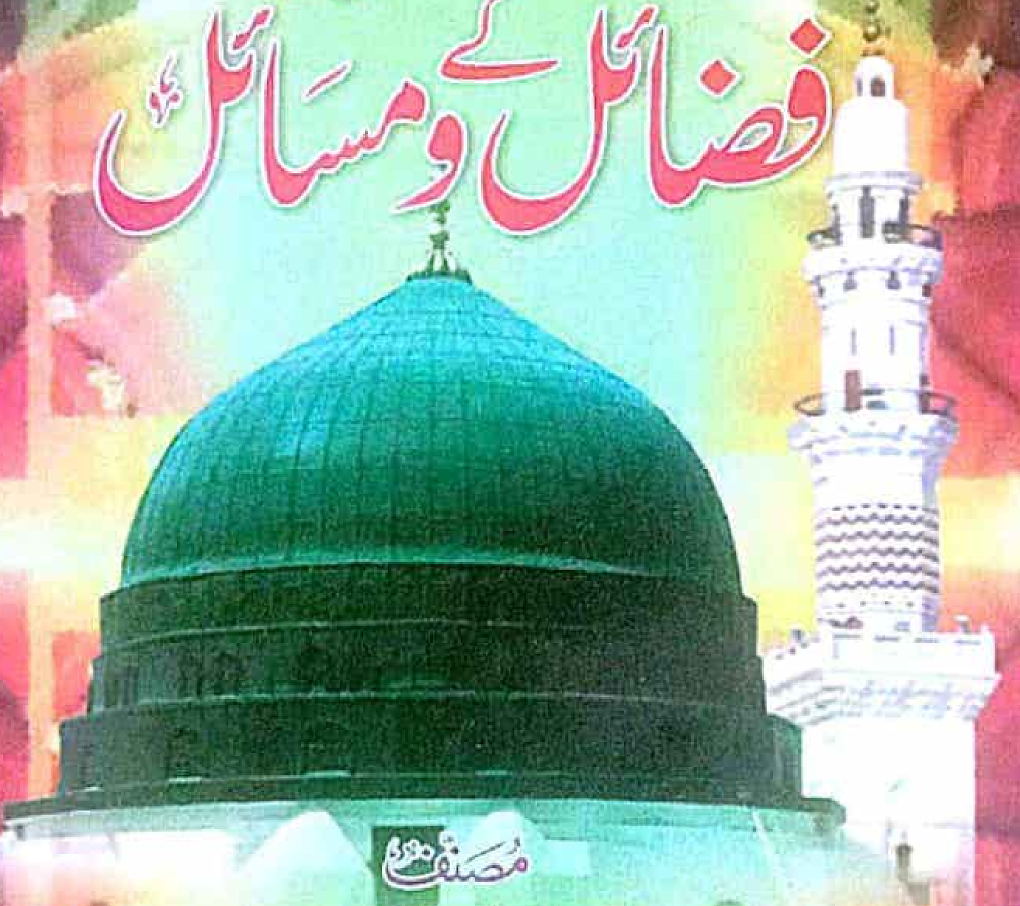
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

درود شریف کے فضائل و مسائل



مصنف

علامہ عبداللہ سراج الدین

مترجم

مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی

ناشر

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

درود شریف کے فضائل و مسائل

مصنف

علامہ عبد اللہ سراج الدین

مترجم

مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی

ناشر

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

نام کتاب: درود شریف کے فضائل ومسائل

مصنف: علامہ عبداللہ سراج الدین

مترجم: مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف

نظرثانی: مولانا قمرالدین اشرفی شیخ الادب جامع اشرف

کمپوزنگ: مولانا انور اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف، مولانا زین العابدین اشرفی سابق مدرس جامع اشرف، مولوی محمد عتیق اشرفی ٹیچر اوریئنٹل اسکول جامع اشرف

پروف وسیٹنگ: مولانا انور اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف

تعداد: 1000

ناشر: السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ شریف

سن اشاعت: 1439ھ مطابق 2018ء

صفحات: 288

قیمت: 200

ملنے کے پتے

☆ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ شریف

☆ مدینہ جامع مسجد، چکلہ، کشنگنج، بہار

☆ مکتبہ فیضان اشرف کچھوچھہ شریف امبیڈکرنگر، یوپی

☆ الاشرف اکیڈمی دہلی

☆ انڈیا بک اسٹور، چوڑی پٹی چوک، کشن گنج، بہار

(فون نمبر 9471275295,8507638594)

شرفِ انتساب

میں اپنی اس کوشش وکاوش کو اپنے پیر و مرشد صدر المشائخ، مخدوم العلماء، شیخ اعظم ابو المحمود حضرت علامہ ومولانا الحاج **سید شاہ محمد اظہار اشرف** اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جو درد مند دل، عمدہ بصیرت، کشادہ سینہ، اور روشن ذکر والے تھے، جن کا قلب اللہ ورسول کی محبت سے پر، جن کی زبان ذکر الٰہی سے تر۔ جن کی مجالس میں تصوف کی باتیں اور صالحین کے تذکرے ہوا کرتے تھے، جو عالم دین بھی تھے اور شیخ طریقت بھی، عاشق رسول بھی تھے اور مبلغ اسلام بھی، حامیٔ سنت بھی تھے اور ماحیٔ بدعت بھی، راست باز بھی تھے اور جاں باز بھی، راست گفتار بھی تھے اور اعلیٰ کردار بھی، امانت دار بھی تھے اور دیانت دار بھی۔ جلال والے بھی تھے اور جمال والے بھی۔ جو مخدومی چمن کے ان شگفتہ وخوشبودار پھولوں سے تھے جو چمن میں ایسی شادابی ودلکشی پیدا کرتے ہیں کہ نظارۂ چمن کے لیے اٹھنے والی تمام نظریں ان کے جمال کی دید میں محو ہو جاتی ہیں۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

جو ان لوگوں سے تھے جن کی شان یہ ہے:

روئے زمین بہ طلعت ایشاں منور است
چوں آسماں بز ہرہ وخورشید ومشتری

مولیٰ کریم ان کے مزار پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور اخروی درجات ومراتب میں بلندی عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان کرم سے مالا مال فرمائے۔

مشمولات کتاب

کلمات بابرکات

پیر طریقت قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف اشرفی جیلانی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سرکار کلاں و سربراہ اعلیٰ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جس کا ورد بندۂ مومن کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ومقرب بناتا ہے اور پڑھنے والے کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھاتا ہے، وہ محبت جو ایمان کی اصل اور جان ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین '' تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اللہ اور اس کے فرشتوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور نماز جو اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے اس کے قعدۂ اخیرہ میں اس عمل کی وضع اس کی اہمیت وفضیلت کی سب سے بڑی اور واضح دلیل ہے۔

زیر نظر کتاب میں درود شریف کے فضائل، مسائل، فوائد، احکام اور مواضع کو دلائل و براہین سے آراستہ کر کے درود ابراہیمی کے معانی ونکات پر بحث کی گئی ہے، نیز بزرگان دین سے منقول واقعات کی روشنی میں ان سعادت مندوں کا حسین تذکرہ بھی کیا گیا ہے جو اس عمل خیر کے سبب دنیا وآخرت میں مصائب سے بچائے گئے اور بشارت سے نوازے گئے ہیں۔

مترجم کتاب عزیز القدر مولانا نوشاد عالم جامعی بہار کے ضلع کشنگنج میں واقع گاؤں 'چکلہ' کے رہنے والے ہیں جہاں کے اکثر لوگ میرے اور والد صاحب کے مریدین ہیں، موصوف لائق دوم سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہمارے اسی ادارہ ''جامع اشرف'' سے حاصل کئے ہیں اور فراغت کے بعد سے مسلسل یہیں درس دے رہے ہیں، میں رب قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم ان کی صلاحیت ولیاقت میں مزید نکھار پیدا فرمائے، عمل خیر کی توفیق دے اور اس ترجمہ کو قبول ومقبول فرمائے۔

(دستخط)

(سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ)

۱۲ر فروری ۲۰۱۸ء

عالیجناب پروفیسر عبدالسلام جیلانی صاحب قبلہ

شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، یوپی

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

درود پاک ایک ایسا نیک عمل ہے جس میں بندہ اپنے خالق کی موافقت میں سعادت حاصل کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''۔ (سورة: الاحزاب: ۵۶) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا، سب سے زیادہ قریب ہے''۔

امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۷۰ھ اپنی کتاب مجموعہ درود پاک ''دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار'' کے تالیف کرنے کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ایک دن میں وضو کرنے کے لیے ایک کنویں کے پاس گیا، مگر وہاں کنویں سے پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا، میں پانی نکالنے کا ذریعہ تلاش کرنے میں سرگرداں تھا، اتنے میں ایک بچی میرے قریب آئی۔ اس نے مجھ سے میرا نام و پتہ پوچھا، میں نے اس کو اپنا پورا تعارف کرایا، اس نے کہا کہ آپ کا چرچا تو نیک لوگوں میں ہے ، پھر بھی آپ کنویں سے پانی نہیں نکال پا رہے ہیں؟ اس کے بعد بچی نے اپنا لعاب دہن کنویں میں ڈالا ۔ آہستہ آہستہ پانی کنویں کی گہرائی سے اوپر آگیا۔ میں نے وضو کیا پھر میں نے اس بچی سے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ تمہیں اس چھوٹی سی عمر میں یہ بلند مقام کیسے حاصل ہوا؟ اس نے کہا: اس ذات مقدس پر کثرت سے درود پاک بھیجنے کی وجہ سے۔

امام جزولی فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت یہ طے کرلیا کہ درود پاک کا ایک مجموعہ

تیار کروں گا۔

مذکورہ آیت، حدیث پاک اور واقعہ سے درود پاک کی فضیلت واہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

زیر نظر کتاب "درود شریف کے فضائل ومسائل" دراصل علامہ عبد اللہ سراج الدین کی عربی زبان میں تالیف جلیل "الصلاة على النبی صلى الله علیه وسلم احکامها وفضائلها وفوائدها" کا اردو ترجمہ ہے، اس کے مترجم علامہ محمد نوشاد عالم اشرفی جامعی ہیں، آپ جامع اشرف کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر (یوپی) میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

کتاب اپنی اہمیت وافادیت کی وجہ سے دوسری زبان میں منتقل کی جاتی ہے، اور اس کے منتقل کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ حاصل کریں، مگر اس کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مترجم موصوف کے پیش نظر دو غرضیں رہی ہوں گی۔ پہلی غرض تو وہی کہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا، دوسری غرض یہ رہی ہوگی کہ چوں کہ یہ کتاب فضائل وفوائد درود پاک پر مشتمل ہے، اس لیے اس کتاب کے پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کس معانی ومفاہیم کے ساتھ درود پاک کا نذرانہ پیش کر رہا ہے۔

برصغیر ہند و پاک میں چوں کہ اکثریت اردو داں طبقے کی ہے اس لیے مولانا موصوف نے اس مفید ومبارک کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں کر کے اردو داں طبقے پر احسان فرمایا کہ اردو زبان میں فضائل ومسائل درود پر انھیں اس کتاب کی شکل میں ایک بیش بہا تحفہ مل گیا۔

کسی کتاب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب کہ مترجم کو دونوں زبانوں (جس زبان میں کتاب ہے اور جس زبان میں وہ ترجمہ کر رہا ہے) میں یکساں دسترس حاصل ہو۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مترجم کو عربی اور اردو زبان پر عبور حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے اتنا سہل، سلیس اور شگفتہ ترجمہ ہوسکا۔

ترجمہ کے اندر عربی متن کی لذت بھی پائی جاتی ہے، عربی زبان کی شوکت بھی پائی جاتی ہے اور اردو زبان کی شیرنیت بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ مترجم اپنی کاوش میں پوری طرح کامیاب ہیں اور اہل دانش کی طرف سے مبارک بادی کے مستحق ہیں۔

اس حدیث پاک پر اپنی بات مکمل کرنا چاہتا ہوں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود بھیجا (تحریر کیا) تو فرشتے اس وقت تک اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں باقی رہے گا''۔ اس لیے مصنف و مترجم کتاب بڑے خوش نصیب ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے ذریعہ اپنا سرمایۂ نجات تیار کرلیا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مصنف و مترجم کے درجات کو بلند فرمائے، کتاب کو مفید عام بنائے اور یہ پاک وظیفہ ہم گنہگاروں کے بھی ورد زبان رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

ڈاکٹر عبد السلام جیلانی
شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یو پی

حضرت علامہ مفتی محمد شہاب الدین اشرفی جامعی خلیفہ حضور شیخ اعظم

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامع اشرف

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد!

تمام عبادات، اذکار ودعا میں صرف درود شریف کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کی مقبولیت قطعی ویقینی ہے۔ درود شریف کی مقبولیت کے قطعی ویقینی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! تو اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر وقت وہر آن اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرماتا رہتا ہے پس درود شریف پڑھ کر بندہ نے جس گھڑی اور جس آن جو کچھ مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کو پورا کردیا۔

علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار جلد دوم میں لکھا ہے:

"لِأَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" بِلَفْظِ الْمُضَارِعِ الْمُفِیْدِ لِلْاِسْتِمْرَارِ التَّجَدُّدِیْ مَعَ الْاِفْتِتَاحِ بِالْجُمْلَۃِ الْاِسْمِیَّۃِ الْمُفِیْدَۃِ لِلتَّوْکِیْدِ وَابْتِدَائِھَا بِاِنَّ لِزِیَادَۃِ التَّوْکِیْدِ وَھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی لَایَزَالُ مُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِمْتَنَّ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی عَلٰی عِبَادِہٖ الْمُؤْمِنِیْنَ حَیْثُ اَمَرَھُمْ بِالصَّلٰوۃِ اَیْضًا لِیَحْصُلَ لَھُمْ بِذٰلِکَ زِیَادَۃُ فَضْلٍ وَّشَرَفٍ وَّاِلَّا فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَغْنٍ بِصَلٰوۃِ رَبِّہٖ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَیَکُوْنُ دُعَآءُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِطَلَبِ الصَّلٰوۃِ مِنْ رَّبِّہٖ تَعَالٰی مَقْبُوْلًا قَطْعًا اَیْ مُجَابًا لِاِخْبَارِہٖ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی بِاَنَّہٗ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ بِخِلَافِ سَائِرِ اَنْوَاعِ الدُّعَاءِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْعِبَادَاتِ۔

ترجمہ: اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی

النَّبِيِّ ''اس صیغہ مضارع کے ذریعہ ارشاد فرمایا جو استمرار تجددی یعنی ہر نئے آن میں فعل کے برقرار رہنے کا فائدہ دیتا ہے. نیز جملہ اسمیہ سے شروع کیا جو تاکید کا افادہ کرتا ہے اور اس جملہ اسمیہ کے شروع میں ''اِنَّ'' لانا تاکید کو بڑھا دیتا ہے. یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرماتا رہتا ہے. پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر احسان فرمایا کہ ان کو بھی درود پڑھنے کا حکم دیا تا کہ درود پڑھنے کے سبب ان مومنین کو مزید فضل و شرف حاصل ہو ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے رحمت کاملہ نازل فرمانے کے سبب مومنین کے درود پڑھنے سے بے نیاز ہیں پس مومنین کا اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمانے کا مطالبہ کرنا (یعنی درود شریف پڑھنا) یقینی طور پر مقبول ہے کیوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ رحمت کاملہ نازل فرماتا رہتا ہے، برخلاف دیگر ادعیہ وعبادات کے کہ ان کی مقبولیت یقینی نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ العزیز کی مذکورہ عبارت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہی وہ واحد ذکر و عبادت ہے جس کی مقبولیت یقینی ہے، نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہمیشہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور مسلمانوں کو درود پڑھنے کا حکم دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مؤمنین کا اسکے حبیب پر درود شریف وہ ذکر ہے جو ان کے لیے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے جو دنیا و آخرت کی بہت بڑی سعادت و میابی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' جلد دوم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث: ''اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً'' کے تحت لکھا ہے: اَقُوْلُ: ''اَلسِّرُّ فِيْ هٰذَا اَنَّ النُّفُوْسَ الْبَشَرِيَّةَ لَابُدَّ لَهَا مِنَ التَّعَرُّضِ لِنَفَحَاتِ اللّٰهِ وَلَاشَيْئَ فِي التَّعَرُّضِ لَهَا كَالتَّوَجُّهِ اِلٰى اَنْوَارِ التَّدَلِّيَاتِ وَاِلٰى شَعَائِرِ اللّٰهِ

فِی اَرْضِہٖ وَالتَّکَفُّفِ لَدَیْھَا وَالاِمْعَانِ فِیْھَا وَالْوُقُوْفِ عَلَیْھَا لَاسِیَّمَا اَرْوَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ اَفَاضِلُ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَوَسَائِطُ جُوْدِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ بِالْوَجْہِ الَّذِیْ سَبَقَ ذِکْرُہٗ“۔

وَذِکْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّعْظِیْمِ وَطَلَبُ الْخَیْرِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی حَقِّہٖ اٰلَۃٌ صَالِحَۃٌ لِلتَّوَجُّہِ اِلَیْہِ مَعَ مَا فِیْہِ مِنْ سَدِّ مَدْخَلِ التَّحْرِیْفِ حَیْثُ لَمْ یَذْکُرْہُ اِلَّا بِطَلَبِ الرَّحْمَۃِ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں: ”اس کا راز یہ ہے کہ نفوس بشریہ کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کے جھونکوں کے قریب کرنے میں کوتاہی نہ کریں، ان جھونکوں سے مستفیض ہونے اور اس کی رحمت کی ہوا کھانے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ آدمی تجلیات الٰہی (تجلیات نزول) اور شعائر اللہ کی طرف اپنی توجہ منعطف کرنے میں دریغ نہ کرے جو اس کی زمین میں پائے جاتے ہیں، اس سے میری مراد خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان مقربین بندوں کی ارواحِ طیبہ ہیں جو اس وقت (جسد خاکی سے جدا ہونے کے بعد) ملأ اعلیٰ کے افاضل میں شمار ہوتے ہیں، یہی لوگ کامل بشریت والے ہیں جو زمین پر اللہ تعالیٰ کے فیضانِ جود کے وسائل ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم کے ساتھ ذکر کرنا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرنا (یعنی درود وسلام پڑھنا) ان کی جانب متوجہ ہونے کا اچھا ذریعہ ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس سے تحریف کا راستہ نہیں کھلتا، اس لیے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان کے لیے رب تبارک وتعالیٰ کی رحمت طلب کرنے کے لیے ہی کیا ہے“۔

زیر نظر کتاب یعنی ”درود شریف کے فضائل ومسائل“ کتاب ”الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کا اردو ترجمہ ہے، ”الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ میں مصنف علیہ الرحمہ نے درود شریف کے فضائل، احکام اور اس کے فوائد کو حسین

پیرایہ میں مفصل و مدلل بیان کیا ہے۔اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں درود شریف سے متعلق ہر گوشہ پر قرآن کریم،احادیث طیبہ اور اقوال سلف کی روشنی میں بحث کی گئی ہے اور اس سے متعلق مسائل اس قدر واضح کر دئے گئے ہیں کہ اہل ذوق صاحب نظر کو اس کے مطالعہ کے بعد کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں ہوتی ہے۔اس عظیم المرتبت کتاب کی گونا گوں خصوصیات اور قابل ذکر اوصاف نے اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم عالم جامع اشرف کے ممتاز و قابل فخر استاذ مولانا نوشاد عالم اشرفی کو اس قدر متاثر کیا کہ انھیں اپنے قلم کو جنبش دے کر اس کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے پر مجبور کر دیا۔اردو زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا ایک اہم محرک یہ بھی ہے کہ مولانا موصوف کو درود شریف سے قلبی لگاؤ ہے اور اردو زبان میں درود شریف کے موضوع پر کوئی ایسی کتاب منظر عام پر نہیں آئی ہے جس میں درود شریف کی اہمیت وافادیت اور اس کے احکام کو واضح کرنے کے ساتھ اس کے ہر پہلو سے متعلق نکات کو قرآن وحدیث سے اخذ کر کے اسلاف کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا گیا ہو۔

کتاب مذکور کا ترجمہ سلیس اور آسان اردو میں کرنے کی مستحسن کوشش کی گئی ہے۔اردو ترجمہ میں اصل کتاب کے مزاج،انداز بیان اور تعبیر کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ زبان کی چاشنی اور شیریں بیانی مفہوم کی ادائیگی کے ساتھ باقی رہے،عربی زبان کے مقابل اردو زبان کا دامن تنگ ہونے کے باوجود اردو ترجمہ کو عربی عبارت سے بہت حد تک ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا نوشاد عالم اشرفی کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ان کے اقبال و درجات میں بلندی عطا فرمائے اور مزید تصنیف وتالیف کے مواقع فراہم فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شہاب الدین اشرفی شیخ الحدیث وصدر مفتی جامع اشرف

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب قبلہ اشرفی

خلیفۂ حضور شیخ اعظم

شیخ الادب جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد!

زیر نظر کتاب ''درود شریف کے فضائل و مسائل'' عربی زبان میں نہایت ہی اہم کتاب ہے۔ جس کا اردو میں ترجمہ کر کے مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف نے یقینا گرانقدر کارنامہ انجام دیا ہے، مولانا نوشاد صاحب نے کئی سال پیشتر جب کتاب کا ترجمہ کیا تو اسے نظر ثانی کے لیے مجھے دیا میں نے اسے بالاستیعاب دیکھا اور جہاں مناسب سمجھا اصلاح و ترمیم بھی کی۔ درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے:

حضرت ابو بکر محمد بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک شبلی آگئے تو ابو بکر بن مجاہد ان کے لئے کھڑے ہو گئے، ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا: یا سیدی! بغداد کے تمام لوگ تو شبلی کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپ نے اس کی اس قدر تعظیم کی؟ انھوں نے کہا: میں نے اس کے ساتھ وہی کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک دن خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اتنے میں شبلی آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ شبلی کی اس قدر عزت افزائی کر رہے ہیں! آپ نے فرمایا: یہ شخص ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ: ۱۲۸) اس آیت کے بعد تین بار مجھ پر درود پڑھتا ہے۔

پھر جب میرے پاس شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا: آپ ہر نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟ تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا۔ (جلاء الافہام ص ۲۵۸)

الغرض درود شریف دنیا وآخرت سنوارنے کا نہایت ہی اہم مشغلہ ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے۔

آخر میں دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس عظیم علمی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بتاریخ ۱۱ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

بمطابق 2/ اکتوبر 2017ء

بروز دوشنبہ

احقر محمد قمر الدین اشرفی

استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

ای میل qamaruddinashrafi@yahoo.in

موبائل نمبر 9793365978

کلماتِ تقدیم

پیش نظر کتاب'' درود شریف کے فضائل و مسائل'' ایک عرب مصنف کی عربی کتاب''
الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، احکامھا، فضائلھا ،فوائدھا'' کا
اردو ترجمہ ہے جس کے مصنف علامہ عبداللہ سراج الدین ہیں ،انھوں نے یہ کتاب ۱۴۰۰ھ
میں لکھی ہے جو مکتبہ دارالفلاح حلب ،اقیول .سے ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی ہے
مصنف کے تفصیلی حالات مجھے معلوم نہیں ہیں تاہم کتاب کے مطالعہ سے درج ذیل باتیں
واضح ہیں۔

(۱) آپ عرب نژاد ہیں اور ملک شام کے باشندہ ہیں ظاہر یہ ہے کہ آپ حلب کے رہنے والے
ہیں۔

(۲) آپ اپنے دیار میں اہل سنت و جماعت کے ایک بڑے عالم دین ہیں، حدیث ،تفسیر
اور علم قرآن پر آپ کی گہری نظر ہے .آپ علم شریعت کے ساتھ علم طریقت کے بھی غواص
ہیں۔

(۳) یہ آپ کا اخلاص ہے کہ اتنی عظیم اور عمدہ کتاب لکھی لیکن نہ خود اپنے حالات لکھے اور نہ کسی
سے لکھوائے بلکہ فقط اپنے نام عبداللہ سراج الدین پر اکتفا فرمایا۔

(۴) آپ کا اسلوب بیان نہایت عمدہ اور دلوں کو موہ لینے والا ہے۔

(۵) کتاب '' الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،احکامھا ،فضائلھا
،فوائدھا'' کے علاوہ بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔

کتاب '' الصلوٰۃ علی النبی'' کے آخر میں ''کتب للمؤلف'' کے عنوان سے آپ کی جن
تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) الایمان بعوالم الآخرۃ و مواقفھا۔

(۲) الایمان بالملائکة علیهم السلام، ومعه بحث مختصر حول عالم الجن

(۳) تلاوة القرآن المجید۔

(۴) الدعاء: فضائله، آدابه، ماورد فی المناسبات ومختلف الاوقات۔

(۵) سیدنا محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: شمائله الحمیدة، خصاله المجیدة۔

(۶) شرح المنظومة البیقونیة فی مصطلح الحدیث۔

(۷) شهادة لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: فضائلها، معانیها، شواهدها ومشاهدها، مطالبها۔

(۸) صعود الاقوال ورفع الاعمال الی الکبیر المتعال ذی العزة والجلال۔

(۹) الصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احکامها، فضائلها، فوائدها۔

(۱۰) الصلاة فی الاسلام: منزلتها فی الدین، فضائلها، آثارها، آدابها۔

(۱۱) هدی القرآن الکریم الی الحجة والبرهان۔

(۱۲) التقرب الی اللّٰه تعالیٰ: فضله، طریقه، مراتبه۔

کتاب کے اردو ترجمہ کا محرک یہ ہے کہ ۲۰۰۳ء کے اواخر میں جامع اشرف کے مختار اشرف لائبریری میں مدرسین جامع اشرف کی ایک نشست ہوئی جس میں ان عربی کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے پر تبادلہ خیال ہوا جو عوام اہل سنت کے لیے مفید اور کارآمد ہوں اس میٹنگ میں شریک علماء میں، میں ایک نو فارغ مدرس تھا میرے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پایا جانا ایک لازمی امر تھا پس اپنے طور پر کتاب کے انتخاب میں لگ گیا، میری تلاش اور جستجو کو میرے مخلص دوست مولانا کاتب جابر حسین جامعی لائبریرین مختار اشرف لائبریری نے بھانپ لیا اور انھوں نے میری رہنمائی درود شریف کے فضائل و فوائد پر مشتمل کتاب "الصلاة

علی النبی "کی جانب کی جب میں نے اس کے مندرجات کا مطالعہ کیا تو میرا دل باغ باغ ہوگیا اور محسوس ہوا کہ اردو زبان میں درود شریف کے عنوان پر ایسی بلند پایہ علمی تحقیقی ،فکری اور استدلالی کتاب موجود نہیں ہے ،اگر اس کا اردو ترجمہ ہو جائے تو اردو داں حضرات کے لیے ایک گراں قدر تحفہ اور عربی سے اردو میں منتقل علوم وفنون کے سرمایہ میں اضافہ ہوگا۔ یقیناً اس میں مذکور واقعات واحادیث سے عوام کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہوگی اور اس کے بیش قیمت تفسیری مباحث اور تشریحی نکات سے اہل علم جھوم اٹھیں گے۔ میں نے اللہ کا نام لے کر ترجمہ کا آغاز کر دیا اور بڑی برق رفتاری سے اپنا کام مکمل کیا چنانچہ ۱/ جنوری ۲۰۰۴ء مطابق ۷ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ بروز جمعرات کو شروع ہونے والا ترجمہ ۱۳/ جولائی ۲۰۰۴ء مطابق ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز منگل کو مکمل ہوگیا فللہ الحمد والمنۃ۔

اور چوں کہ یہ میری پہلی کوشش تھی اس لیے کسی ماہر فن سے اصلاح و تصحیح کرالینا ضروری تھا لہٰذا میں نے جامع اشرف کے شیخ الادب اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا محمد قمر الدین اشرفی کی خدمت حاصل کی آپ نے کثیر مصروفیات کے باوجود انکار نہ کیا اور کچھ ہی دنوں میں پوری کتاب کی اصلاح و تصحیح فرما کر واپس کر دی اور میں نے اسے واضح اور خوشخط تحریر میں لکھ کر کمپوز کرنے کے لیے ایک کمپوزر کے حوالے کر دیا وہ بہار کے ایک علاقہ کا رہنے والا تھا گھر گیا تو پھر لوٹ کر نہیں آیا اور پھر کبھی اس سے کوئی رابطہ بھی نہ ہو سکا ،اور میں نے بھی فی الحال اس کی اشاعت کا خیال دل سے نکال دیا یہاں تک کہ جب جامع اشرف میں دارالتحقیق والتصنیف قائم ہوا تو حضرت مولانا قمر احمد اشرفی ناظم اعلیٰ جامع اشرف نے مجھ سے امام بیہقی کی ایک کتاب کا ترجمہ کرنے کے لیے کہا تو میں نے سوچا کہ پہلے دارالتحقیق والتصنیف سے اپنے سابق ترجمہ کو شائع کر دوں۔

واضح رہے کہ جب میں نے "الصلوٰۃ علی النبی" کا ترجمہ کیا تھا اس وقت ایک نو فارغ مدرس تھا میرے اس وقت اور اب کے زبان و بیان میں کافی فرق تھا مجھے محسوس ہوا کہ ترجمہ کو مزید سلیس کرنے اور حشو وزوائد کو حذف کرنے کی ضرورت ہے بس دو تین مہینوں میں یہ کام مکمل کر کے مسودہ کی تبییض کے لیے جامع اشرف کے درجہ سوم کے دو طالب علم محمد آفاق اشرفی اور محمد شعیب اشرفی اور کمپوزنگ کے لیے مولوی محمد عتیق اشرفی .مولانا زین العابدین اشرفی اور مولانا محمد انور اشرفی کی خدمات حاصل کیں .پروف کا کام میں نے خود مولانا انور اشرفی کے ساتھ مل کر کیا اور جب سارا کام مکمل ہو گیا تو میں نے اپنے مخدوم حضرت قائد ملت ،شیخ طریقت ،علامہ سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ وسرپرست اعلیٰ جامع اشرف کی خدمت میں پیش کیا اور السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف سے شائع کرنے کی درخواست کی ،آپ نے ترجمہ کو استحسان کی نظروں سے دیکھا اور میری کوشش کو سراہا۔

یہاں میں اس حقیقت کو واضح کر دوں کہ کسی بھی کتاب کا ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کے لیے نہایت محنت ومشقت ،یکسوئی اور توجہ تام کی ضرورت ہوتی ہے پھر بھی بسا اوقات محاورات اور ضرب الامثال کے ترجمے فصاحت وبلاغت سے عاری وخالی رہ جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات صحیح معنیٰ ومفہوم کی ادائیگی نہیں کرتے ،میں نے صحیح اور سلیس ترجمہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ اہل علم قارئین کے سپرد ہے،نمونہ کے طور پر کتاب کے صفحہ ۷۹ تا ۸۱ کی ایک عبارت اور اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

عبارت: الثانی عشر: الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عند طنین الاذن۔

عن ابی رافع رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: اذا طنت اذن احدکم فلیذکرنی ولیصل علی ولیقل: ذکر اللّٰہ من ذکرنی بخیر، وفی روایۃ: ”ذکر اللّٰہ بخیر من ذکرنی“۔

وقد شرح العلامۃ المناوی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”فلیذکرنی“ قال: بأن یقول: محمد رسول اللّٰہ، أو نحوہ، ”ولیصل علی“ أی یقول: صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

قال الزیلعی: فیہ عدم الاکتفاء بالذکر حتی یصلی علیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولیقل ”ذکر اللّٰہ من ذکرنی بخیر“ قال: وذلک أن الارواح ذات طہارۃ ونزاہۃ ولہا سمع وبصر متصل ببصر العین ولہا سطوع فی الجو تجول وتحول ثم تصعد الی مقامہا الذی بدأت فاذا تخلصت من شغل النفس أدرکت من أمر اللّٰہ تعالیٰ مایعجز عنہ البشر فہمًا ولولا شغلہا رأت العجائب لکنہا تدنست بما تلبست فتوسخت بما تقمصت من ثیاب الذات وتکدرت بما تشربت من کأس حب الخطیئآت۔

وسیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما قیل لہ: الیٰ این؟ قال: ”الیٰ سدرۃ المنتہیٰ“ فہو ہناک یقول: ”رب امتی امتی“ حتی ینفخ فی الصور النفخۃ الاولی أو الثانیۃ۔

فطنین الاذن من قبل الروح تجدہ لخفتہا وطہارتہا وسطوعہا وشوقہا الی المقام الذی فیہ المصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاذا طنت

الاذن فانظر لما جاءت من الخير فلذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم: "فليصل علی "لانه صلی اللہ علیہ وسلم ذکره عند اللہ فی ذلک الوقت وطلب له منه شيئا استوجب به الصلاة فيصلی عليه اذا الحقه صلی اللہ علیہ وسلم۔

نعم هذا كله بالنسبة للمؤمنين المتعلقة قلوبهم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتعارفة ارواحهم بروحه الشريفة صلی اللہ علیہ وسلم فی عالم الارواح كما اشار الی ذلک صلی اللہ علیہ وسلم بقوله: "الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف"۔

وأما غير المؤمنين فطنين آذانهم لها اسباب اخرى روحية ولكنها ظلمانية سفلية وليست بعلوية ولا سدرية۔

ترجمہ: بارہواں مقام: کان بھنبھنانے کے وقت درود شریف

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کان بھنبھنائے تو وہ میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود پڑھے اور کہے: اللہ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا بھلائی کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے: اللہ بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا۔ (۱)

علامہ مناوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "وہ میرا ذکر کرے" کی تشریح میں کہا: بایں طور کہ کہے: "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" یا اسی طرح کا کوئی لفظ اور "مجھ پر درود پڑھے" کی تشریح میں کہا: یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔

زیلعی نے کہا: اس میں یہ ہے کہ ذکر پر اکتفا نہ کرے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے اور یہ بھی کہے: اللہ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا بھلائی کے ساتھ

(۱) طبرانی

انھوں نے کہا: اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روحیں طہارت ونزاہت والی ہیں اور ان کے لیے سماعت و بصارت ہے جو آنکھ کی بصارت سے متصل ہے اور فضا میں بلند ہوتی ہیں جہاں گشت کرتی اور چکر لگاتی ہیں، پھر اپنے مقام کی طرف چڑھتی ہیں جہاں سے آئی تھیں، تو جب جسم کے کام سے چھٹکارا پاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس چیز کا ادراک کر لیتی ہیں جس سے انسان کی سمجھ عاجز ہے، اگر ان کے لیے مشغولیت نہ ہوتی تو وہ عجائب (حیرت انگیز چیزیں) دیکھتیں، لیکن وہ میلی ہوگئیں اس لباس سے جو چڑھا رکھی ہیں اور گندی ہوگئیں اس قمیص سے جو پہن رکھی ہیں یعنی ذات کا لبادہ اور گدلی ہوگئیں گناہوں کی محبت کے جام سے جو پیا کرتی ہیں۔

اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کدھر کا قصد ہے؟ تو آپ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کا، تو آپ وہاں بھی کہہ رہے ہیں: اے رب! میری امت، میری امت، یہاں تک کہ پہلی یا دوسری بار صور پھونکی جائے۔

لہٰذا کان کا بھنبھنانا روح کی طرف سے ہے، جس کو کان روح کی خفت وطہارت اور اس کے اس مقام کی طرف بلند ہونے اور شوق رکھنے کی وجہ سے پاتا ہے جس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لہٰذا جب کان بھنبھنائے تو آنے والی خیر (بھلائی) کو دیکھ، تو اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھ پر درود پڑھے'' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار گاہ الٰہی میں اس وقت اس کا ذکر فرمایا اور اس کے لیے رب سے ایک چیز طلب کی جس سے آپ درود کے مستحق ہو گئے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت درود پڑھے۔

واضح ہو کہ یہ چیزیں مومنین کی نسبت سے ہیں جن کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی تعلق ہے اور جن کی روحیں عالم ارواح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریف سے

متعارف ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے اس جانب اشارہ فرمایا:
"اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَاتَنَا كَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ
"روحیں مخلوط و مجتمع لشکر ہیں، تو ان میں سے جس کا جس سے تعارف ہوا (عالم ارواح میں) اس کی اس سے الفت ہوئی (دنیا میں) اور جس کی جس سے دوری رہی (عالم ارواح میں) وہ اس سے الگ رہی (دنیا میں)۔

رہا غیر مسلموں کے کانوں کا بھنبھنانا تو اس کے دوسرے روحی اسباب ہیں لیکن وہ تاریکی سے پر اور سفلی ہیں، علوی اور سماوی نہیں۔

میں آخر میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے تعاون سے یہ ترجمہ معرض وجود میں آ کر منظر عام پر آیا بالخصوص عربی زبان و ادب کے ماہر استاذ حضرت مولانا قمر الدین اشرفی شیخ الادب جامع اشرف کا جنھوں نے نظر ثانی فرما کر اسے لائق اشاعت اور مستند بنایا۔

اور ناظم اعلیٰ جامع اشرف، مفکر اسلام علامہ قمر احمد اشرفی کا جنھوں نے اس کی طباعت و اشاعت پر آمادہ کیا جن کی نظامت میں جامع اشرف کا علمی کارواں بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔

اور پیکر علم و عمل، سراپا اخلاص و محبت، ماہر منطق و فلسفہ، بارع علوم آلیہ و عالیہ، فقہ و فتاویٰ کے انسائیکلو پیڈیا، رئیس الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد شہاب الدین اشرفی جامعی شیخ الحدیث و صدر مفتی جامع اشرف کا جنھوں نے اپنی قیمتی تقریظ لکھ کر کتاب کی اہمیت و افادیت کو دوبالا کر دیا۔

اور نہایت مشکور و ممنون ہوں پیکر اخلاق و محبت عالی جناب پروفیسر عبد السلام صاحب شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا جنھوں نے نہایت ہی قلیل وقت میں گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنے وقیع تاثرات کے ذریعہ ترجمہ کے حسن و صحت کی تصدیق فرمائی اور زبان و بیان کی سلاست و شگفتگی کی شہادت دی جس سے مجھے بے حد مسرت ہوئی اور حوصلہ بلند ہوا۔

اور میں اس موقع پر اپنے تمام اساتذہ کا شکر گزار ہوں جن سے علم حاصل کیا خواہ چھوٹی کتاب پڑھی یا بڑی کتاب بلکہ خواہ ایک ہی حرف پڑھا کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: "مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَقَدْ صَيَّرَنِي عَبْدًا" جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے غلام بنالیا (لطائف اشرفی) یقیناً اگر مجھ پر ان کی توجہ خاص نہ ہوتی تو میں عالم اسلام کی شہرۂ آفاق درسگاہ جامع اشرف میں پڑھانے کا اہل نہ ہوتا۔

اور آخر میں سب سے بڑے محسن و مربی، عالم شریعت وطریقت، مخدوم اشرف کی امانتوں کے امین، کچھوچھہ شریف کے مسند نشین، تاجدار اہل سنت، سراپا عشق ومحبت، قائد ملت حضرت علامہ ابوالمختار سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سرپرست اعلیٰ جامع اشرف کا جن کی مثال اس شمع کی سی ہے جس کے ارد گرد ہزاروں پروانے رقص کرتے ہیں اور اپنی محبوب ترین جان اس پر قربان کردینا ہی اپنی شناخت اور اپنے لیے اعزاز وافتخار سمجھتے ہیں، جن کی عظمتوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اس مخدوم اشرف کے سجادہ نشین ہیں جنھوں نے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے سمنان کے تخت سلطنت کو خیرباد کہہ کر فقر و درویشی کی راہ اختیار فرمائی اور پھر رب کے فضل وعطا سے غوثیت کے مقام پر فائز ہوئے، حضور قائد ملت اسی مخدوم کے مخدومی مشن کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہے ہیں اور مادہ پرستی کے سبب سسکتی بلکتی انسانیت کو ہدایت کی راہ بتا کر سکون واطمانینت کی لازوال دولت سے روشناس فرماتے ہیں اور اپنی علمی، دینی اور تبلیغی خدمات اور معاشرتی وسماجی کارناموں کے ذریعہ اس حقیقت کا شعور دلاتے ہیں:

مدینے کا کچھ کام کرنا ہے سید
مدینے سے بس اس لیے جا رہا ہوں

اور سب سے آخر میں اپنے شفیق ومہربان، خیر خواہ و دعاگو والدین کریمین (محمد علیم الدین اشرفی سابق متولی مدینہ جامع مسجد چکلہ کشنگنج اور بی بی صابرہ خاتون) کا جن کے

احسانات سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور جن کے حقوق کو کما حقہ کبھی ادا نہیں کر سکتا، پروردگار عالم ان کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے اور ایمان پر ان کا خاتمہ فرمائے۔

اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولی کریم اپنی بارگاہ میں اس ترجمہ کو قبول فرمائے اور اسے میرے اور میرے والدین اور میرے تمام اساتذہ ومشائخ اور مصنف کتاب علامہ عبد اللہ سراج الدین کی مغفرت وبخشش کا سامان بنائے۔آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوشاد عالم اشرفی جامعی کشنگنجوی، خلیفہ حضور قائد ملت، استاذ جامع اشرف
تاریخ:6-10-2017بمطابق15-1-1439بروز جمعہ
موبائل:9794256496
ای میل:naushad979425@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین وأفضل الصلاۃ وأکمل التسلیم علیٰ سیدنا محمد خاتم الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وأصحابہ والتابعین الیٰ یوم الدین وبعد:

اس مختصر اور مفید کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے متعلق احکام،فضائل وفوائد اور اس کے بعض اسرار نیز دلیل کے طور پر احادیث وروایات کا بیان ہے۔

اس کو میں نے مختصر کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس کے پڑھنے اور اتباع کرنے میں دلچسپی ہو اور اس کے مطابق عمل کرنے میں معاون ثابت ہو۔

یقیناً درود شریف کے فضائل اور اس کے اسرار وانوار کا مکمل بیان تو نہیں ہوسکتا لیکن "مالایدرك كله لایترك كله" جس چیز کا مکمل حصول ناممکن ہو اس کو بالکلیہ چھوڑا بھی نہیں جاسکتا۔

میں نے اس مختصر میں جاہل کو باخبر کرنے والی،غافل کو بیدار کرنے والی اور عامل صالح کے عزم کو ابھارنے والی چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

امید ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھے گا جس سے مجھے بھی فائدہ ہوگا اور اسے بھی،کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جو اپنے بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرے تو اس پر مقررہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور تیرے لیے بھی اسی کے مثل ہے"۔

اللہ تعالی سے اس کے اسم اعظم،اس کے نور اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واسطے سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور اس کتاب کے پڑھنے والے یا اس پر غور کرنے والے کو رحمت وبخشش سے مالامال کردے۔احسان اور خوشنودی کی بارش برسائے اور عقل ونگاہ سے حجاب کو دور کردے تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں اسرار وانوار کی تصدیق ومشاہدہ کریں اور ہمیں قیامت کے دن حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب کرے۔آمین۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ کے معانی:

رب تعالیٰ کے ارشاد" اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " پر گفتگو کی متعدد صورتیں ہیں:

آیت کریمہ پر گفتگو کی پہلی صورت

آیت کریمہ اولاً خبر اور ثانیاً امر یعنی حکم پر مشتمل ہے خبر کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبے کی خبر دی ہے جو آپ کو رب کے نزدیک ملاء اعلیٰ میں حاصل ہے کہ ان پر وہاں مقربین کے نزدیک رب درود بھیجتا ہے اور تمام فرشتے بھی ان پر درود بھیجتے ہیں. صرف اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کے نزدیک ملاء اعلیٰ میں بلند مقام، برتر درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔

پھر اللہ سبحانہ نے زمین والوں کو آپ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا تاکہ عالم علوی اور عالم دنیاوی دونوں کی طرف سے آپ کے لیے تعریف، تکریم اور تعظیم جمع ہو جائے اور خبر کا آغاز "اِنَّ" سے کیا گیا، جس سے اس کی تاکید اور عظمت مقصود ہے۔

اور بعض محققین نے کہا ہے کہ آیت کریمہ دو خبروں پر مشتمل ہے جیسا کہ اس کا آخر دو عظیم حکموں پر مشتمل ہے۔

پہلی خبر یہ ہے کہ اللہ رب العزت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور دوسری خبر یہ ہے کہ فرشتے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو آیت کی تقدیر یوں ہوگی "اِنَّ اللّٰہَ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ وَاِنَّ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" اور اس تقدیر کا سبب اللہ کا درود اور فرشتوں کا درود دونوں کی حقیقتوں کا مختلف ہونا ہے کیوں کہ ملائکہ کا درود رب کے درود کی طرح نہیں اور نہ دونوں کے درمیان کوئی مشابہت ہے۔

لیکن جنھوں نے باری تعالیٰ کے قول "یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" کو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دونوں کے متعلق خبر قرار دیا ہے تو یہ "اطلاق المشترك على افرداه

المختلفة“ کے باب سے ہے یا عموم مجاز کے قبیل سے لیکن قول اول زیادہ بلیغ ہے اور لوگوں کا مذہب ان کی اپنی سمجھ ہے۔

بہر دو تقدیر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف منزلت و کرامت اور فضیلت کا اعلان فرماتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ اس کا اعلان ملاء اعلیٰ میں فرماتا ہے پھر اس اعلان کو آسمان اور زمین میں اتارتا ہے جس سے پوری کائنات گونجتی ہے اور یہ آیت پوری کائنات کو بتا رہی ہے کہ رب کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت و کرامت اور عظمت و فضیلت کو ظاہر کرنے کے لیے ان پر درود بھیجتا ہے اور فرشتے شرفِ درود سے مشرف ہونے، برکت حاصل کرنے، اس کے انوار میں اپنے آپ کو رنگنے اور اس کے اسرار و رموز میں غوطہ زن ہونے کے لیے درود بھیجتے ہیں۔

ادھر جب زمین والوں نے اس کو سنا تو ان کے دل نرم ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے شرف سے مشرف ہونے، اس کی فضیلت و انوار حاصل کرنے اور اس کے اسرار سے اپنی ذات کو بھرنے کے لیے ان کے عزم و ارادے حرکت میں آئے اور وہ زبان حال سے پکار اٹھے اے ہمارے رب جس نبی پر درود کے شرف سے فرشتے مشرف ہوئے ہمیں اجازت عطا فرما کہ ہم بھی اس نبی پر درود کے شرف سے مشرف ہوں۔

تو ندائے الٰہی آئی: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“ لہٰذا یہ ذوق بعدِ شوق کے قبیل سے ہوگا اور شوق جب ذوق پر مقدم ہو تو صاحبِ ذوق کے نزدیک ذوق زیادہ کامل و اکمل اور زیادہ بلند و شیریں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو انہیں میں سے بنائے۔ آمین۔

عربی میں لفظِ ”یا“ دور والے کو پکارنے کے لیے ہے اور قریب والے کو ہمزہ (أ) یا ”أی“ سے پکارا جاتا ہے مگر ”یا“ کے ذریعہ کبھی قریب والے کو بھی پکارا جاتا ہے دور والے کی طرح یا تو منادی کے عظیم حیثیت اور بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے جس کی مثال یہ آیت ہے یا منادیٰ کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے جس کی مثال ہے ”یا رَب“ یا غفلت اور سہو کی وجہ

سے قریب کو بعید سمجھا جاتا ہے۔

اور قرآن مجید میں "یَاَیُّھَا" سے بکثرت ندا آئی ہے جو بائے تنبیہ پر مشتمل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سبب سے اپنے بندوں کو پکارتا ہے یعنی اوامر و نواہی اور وعد و وعید وہ بڑے معاملات اور عظیم حادثات ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ اس کے لیے پورے طور پر بیدار ہوں اور اپنے دلوں کے ساتھ اس کی طرف مائل ہوں لہٰذا مقتضائے حال یہ ہے کہ ان کو اس ندا سے پکارا جائے جو مؤکد اور ابلغ ہو کیوں کہ "یَاَیُّھَا الرَّجُلُ اِتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی" اقویٰ اور ابلغ ہے "یَارَجُلُ اِتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی" سے اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْکُرُوا اللّٰہَ. یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ. یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اس بات کو ذہن نشیں کریں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے صفتِ ایمان کے ساتھ ندا کیا ہے اس کا مقصد ندا کے بعد آنے والے حکم کو بجالانے پر شدت کے ساتھ ابھارنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ یہی ان کے ایمان و دین کا مقتضیٰ ہے لہٰذا جس نے اس حکم کو چھوڑا اور اس سے کترایا تو اس نے اپنے ایمان کو مخدوش کیا جس کی مثال یہ آیتیں ہیں:

(۱) "یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (پ:۱۷، س: حج آیت: ۷۷) **ترجمہ:** اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمھیں چھٹکارا ہو۔ (کنز الایمان)

(۲) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (پ:۲، س: البقرہ، آیت: ۱۸۳) **ترجمہ:** اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمھیں پرہیزگاری ملے (کنز الایمان)

(۳) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (پ:۲ س: البقرہ آیت: ۱۵۳) **ترجمہ:** اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے (کنز الایمان) اور اس میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

ارشاد " صَلُّوْا عَلَیْهِ "میں اس کے حکم (درود) کو بجالانے کا تقاضا ایمان کا تقاضا ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کا تقاضا نہیں۔

آیت " اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ "جملہ اسمیہ ہے جس سے دوام اور استمرار کی طرف اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا درود اور اس کے فرشتوں کا درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ جاری رہے گا کبھی ختم نہیں ہوگا۔

اور بعض محققین کا قول ہے کہ یہ جملہ " اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ " اپنے اسم کے اعتبار سے دوام اور استمرار کا فائدہ دیتا ہے اور اپنی خبر کے اعتبار سے جو جملہ فعلیہ ہے تجدد کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اس کا مطلب ہوگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ اور فرشتوں کے درود کا استمرار اور وقتاً فوقتاً اس کا تجدد نہ کہ نفاد اور انقطاع۔

آیت " اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بجائے صفت کا بیان ہے جب کہ انبیا کی خبروں میں نام کا استعمال ہوا ہے اس سے یہاں ان کی خصوصی کرامت اور درجہ و مرتبہ کی بلندی کا بیان کا مقصود ہے اور اس کو "الف لام" سے مؤکد فرمایا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہی نبی حقیقۃً وصفِ نبوت سے معروف ہیں۔

دیگر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے ان کے نام کا استعمال کیا ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: " یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ " الآیۃ (پ:۱،س:البقرۃ آیت:۳۵) **ترجمہ**: "اے آدم تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو"۔ (کنزالایمان)

اور حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا: " قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیْكَ " الآیۃ (پ:۱۲،س:ھود، آیت:۴۸) **ترجمہ**: "فرمایا گیا اے نوح! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ"۔ (کنزالایمان)

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے فرمایا: " وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا " الآیۃ (پ:۲۳،س:الصّٰفّٰت آیت:۱۰۴-۱۰۵) **ترجمہ**: "اور ہم نے اسے نداء فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا"۔ (کنزالایمان)

اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا: ''یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ '' (پ:۲۰،س: القصص، آیت:۳۱) ترجمہ: ''اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے امان ہے''۔ (کنزالایمان)

اور حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: ''یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ '' الآیۃ (پ:۲۳،س: ص، آیت:۲۶) ترجمہ: ''اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا''۔ (کنزالایمان)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ''اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ '' الآیۃ (پ:۳،س: آل عمران، آیت:۵۵) ترجمہ: ''یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا''۔ (کنزالایمان)

اور حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا تو مدح وثنا کے القاب کے ساتھ اور وصف نبوت ورسالت کے ساتھ فرمایا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا '' (پ:۲۲،س: الاحزاب، آیت:۴۵) ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر، ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا''۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ '' الآیۃ (پ:۶،س: المائدۃ، آیت:۴۱) ترجمہ: ''اے رسول! تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں''۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا '' (پ:۲۹،س: المزمل، آیت:۲،۱) ترجمہ: اے چادر لپیٹنے والے رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجیے مگر تھوڑا۔ (ضیاء القرآن)

اور فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ '' (پ:۲۹،س: المدثر، آیت:۲،۱) ترجمہ: ''اے چادر لپیٹنے والے اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرائیے''۔ (ضیاء القرآن) آپ کو وصف کے ساتھ پکارا آپ کے ساتھ نرمی اور انسیت کا اظہار فرمانے کے لیے۔

اور ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اخبار الٰہیہ بھی وصفِ نبوت ورسالت کے ساتھ آئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: ''لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ''الآیۃ (پ:۱۰، س: التوبۃ، آیت:۸۸) **ترجمہ**: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مالوں، جانوں سے جہاد کیا (کنز الایمان)

اور ارشاد ہے: ''وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ''الآیۃ (پ:۲۶، س: الحجرات، آیت:۷) **ترجمہ**: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں (کنز الایمان)

اور ارشاد ہے: ''اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''الآیۃ (پ:۳، س: آل عمران، آیت:۶۸) **ترجمہ**: بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے (کنز الایمان)۔

اور اسی قبیل سے ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ''(پ:۲۲، س: الاحزاب، آیت:۵۶) **ترجمہ**: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (کنز الایمان) اور اس میں آپ کو دیگر انبیا پر فضیلت دینا، شرافت کا اظہار کرنا اور آپ کے مقام کی بلندی کو بتانا ہے۔

اور ارشادِ باری ''عَلَى النَّبِيِّ'' میں (نبی کو) معرف باللام لایا گیا ہے اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام نبوتوں کے خاتم ہیں وہی درحقیقت اس وصف کے ساتھ معروف ہیں اور حکم کی علت بتانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب نبوت اس قدر بلندی کا حامل ہے کہ اس کے کمالات کو سوائے باری تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

ہاں! ضرور آپ ہی سے نبوت کی ابتدا ہے اور آپ ہی پر انتہا بھی ہے۔

انتہا پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ''(پ:۲۲، س: الاحزاب، آیت:۴۰) **ترجمہ**: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

ابتدائی دلیل ترمذی شریف کی حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ "مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ" آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: "وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس کی تفسیر مسند امام احمد میں اس طرح ہے: عبد اللہ بن شقیق راوی ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ "مَتٰی جُعِلْتَ نَبِيًّا" آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ نے فرمایا: "وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔
اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم ارواح میں ہی نبی بنا دیا تھا۔

اور امام احمد نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى بِيْ وَرُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ فِی الْمَنَامِ وَكَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ"۔

ترجمہ: یقیناً میں اللہ کے نزدیک اس وقت آخری نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں پڑے ہوئے تھے اور میں تم کو اس امر کے آغاز سے آگاہ کرتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور اپنے حق میں عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو انھوں نے دیکھا اور انبیا کی مائیں اسی طرح دیکھتی ہیں۔

اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند کے ساتھ اس طرح ذکر کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ" یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں اور آخری نبی اور یقیناً آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے، بقیہ حدیث ویسی ہی ہے البتہ اس میں یہ زائد ہے: "اِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ" یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے حضور کی ولادت کے وقت ایک ایسی روشنی دیکھی جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

اور ابو نعیم نے صنابحی سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور ابن سعد نے شعبی سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! "مَتٰی اسْتُنْبِئْتَ؟ اَیْ اُعْطِیْتَ النُّبُوَّۃَ" آپ کو کب نبوت دی گئی؟ آپ نے فرمایا: "وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ حَیْثُ اُخِذَ مِنِّی الْمِیْثَاقُ" جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے جہاں مجھ سے میثاق لیا گیا۔

اور ارشادِ الٰہی: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ" میں ملائکہ کی اللہ سبحانہ کی طرف اضافت سے اولاً اشارہ ہے ان کے عموم اور تمام افراد کی طرف اور ثانیاً جیسا کہ اس اضافت میں اشارہ ہے ان کی کثرت کی طرف اشارہ ہے ان کے درجات و مراتب کی بلندی کی طرف بھی، کیوں کہ وہ مضاف ہیں اللہ سبحانہ کی طرف اور یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو مستلزم ہے کیوں کہ یہ تمام بڑے اور معزز فرشتے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

نیز اس پر تنبیہ ہے کہ فرشتوں کی اس عظیم جماعت کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنوں اور زمانوں کے تجدد کے ساتھ ہر وقت اور ہر آن میں درود پہنچتا ہے جس کی انتہا کا علم صرف اللہ کو ہے اور یہ تعظیم و تکریم میں زیادہ بلیغ اور زیادہ بلند ہے۔

اور اس میں اعلان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ الٰہی میں عظیم فضیلت کا اور ملاء اعلیٰ و ادنیٰ میں آپ کے مقام کی بلندی کا بایں طور کہ وہ تمام فرشتے جو آسمانوں اور زمین میں اور عرش و فرش میں ہیں جن کی تعداد کو اللہ کے علاوہ کوئی شمار نہیں کر سکتا وہ سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

اور نصوص قرآنیہ و نبویہ میں فرشتوں کی کثرت کا بیان موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ" (پ: ۲۹، س: المدثر، آیت: ۳۱) **ترجمہ**: اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا (کنز الایمان) اور حدیث معراج جو

متفق علیہ ہے اس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کے بارے میں ارشاد فرمایا: "یَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ" اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر وہ دوبارہ داخل نہیں ہوتے۔

اور وہ حدیث جس کو امام ترمذی اور امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور آسمان بھر دیا گیا اور اس کا حق ہے کہ اس کو بھر دیا جائے۔ یعنی فرشتوں کی کثرت سے آسمان بھر گیا ہے۔ آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جس میں کوئی فرشتہ اللہ کے لیے اپنی پیشانی کو سجدہ کی حالت میں رکھا ہوا نہ ہو"۔ اور طبری اور طبرانی کی روایتوں میں مزید یہ ہے کہ ساتوں آسمانوں میں قدم برابر یا بالشت برابر یا ہتھیلی برابر ایسی جگہ نہیں ہے جس میں قیام یا رکوع یا سجدے کی حالت میں کوئی فرشتہ نہ ہو۔

پھر اس خبر عظیم کے بعد کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے تمام فرشتے بھی حضور پر درود بھیجتے ہیں ربِ عرشِ عظیم کی طرف سے آپ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم آیا اور اس میں حکم کی تاکید اور کما حقہ اس کو ادا کرنے اور اس سے پیچھے نہ ہٹنے کی طرف سخت تنبیہ ہے، جس پر "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" دلیل ہے جیسا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کے امر کی تاکید ہے کیوں کہ اس کو مصدرِ مؤکد کے ساتھ لایا چنانچہ فرمایا: "وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے امر کو مصدر کے ساتھ نہیں ملایا جیسا کہ سلام کے امر کو ملایا اس کی وجہ یہ ہے کہ آیتِ کریمہ میں درود اور سلام کے امر میں سے ہر ایک میں تاکید حاصل ہے یہ اور بات ہے کہ تاکید کے مختلف طریقے ہیں کیوں کہ خبر کا آغاز "اِنَّ" سے کرنے میں تاکید ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ سبحانہ اور تمام ملائکہ کے درود کی خبر میں بھی درود کے امر کی تاکید ہے کیوں کہ کوئی بھی عقل مند جب اللہ اور فرشتوں کے متعلق اس خبر کو سنے گا

تو وہ جان جائے گا کہ اس نبی کی اللہ اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ایک عظیم شان ہے اور اس وقت وہ حضور پر درود بھیجنے میں جلدی کرے گا اگرچہ اس کو صراحۃً حکم نہ ہو، اس کے لیے اشارہ وتلویح کافی ہوگا. پھر جب اس کے بعد حکم آیا تو حکم کو مؤکد کرنے کی ضرورت نہیں رہی لہٰذا فعل امر کو مصدرِ مؤکد کی حاجت نہ رہی برخلاف امر سلام کے کیوں کہ اس کو مصدر کے ساتھ مؤکد کیا گیا ہے تاکہ وہ امر کی تقویت اور اس کی بجا آوری میں تنبیہ کی شدت پر دلالت کرے ۔اور اسی کے ساتھ یہ کہ فعل کی مصدر سے تاکید اس کی تکرار کے قائم مقام ہے جیسا کہ درود کے امر کی تاکید خبر میں اشارۃً اور نصِّ امر میں صراحۃً حاصل ہے۔

آیتِ کریمہ پر گفتگو کی دوسری صورت

آیتِ کریمہ کا ماقبل سے تعلق ہے:

یہ آیتِ کریمہ ان متعدد آیتوں کے بعد آئی جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کو بیان فرمایا اور من جملہ ان احکام اور بلندیِ مقام کو جن کے ساتھ اللہ نے آپ کو خاص فرمایا پھر ان آیات کے بعد یہ آیتِ کریمہ آئی تاکہ وہ ان فضائل وکمالات کے وجوہ واسباب کو ظاہر کردے جن کے ساتھ اللہ نے آپ کو خاص فرمایا۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ یعنی سورۂ احزاب کی ابتدا میں مومنین کی طرف نسبت کرتے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بیان فرمایا اور یہ کہ ان کا درجہ ان کے آباء واجداد کے درجہ سے زیادہ بلند و بالا اور ارفع واعلیٰ ہے اور یہ کہ وہ ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب اور زیادہ عزیز ہیں چنانچہ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ'' (پ:۲۱، س: الاحزاب، آیت: ۶)

ترجمہ: ''نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواجِ مطہرات کو حرمت واحترام، تعظیم وتکریم اور مرتبہ میں

مومنوں کی ماؤں کا درجہ عطا فرمایا اور یہ ضمناً اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ان کے باپ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجے کو ان کے آباء واجداد، اولاد وامجاد اور خود ان کی جانوں سے بلند قرار دیا چنانچہ ارشاد فرمایا: ''اَلنَّبِیُّ اَولٰی بِالْمُؤمِنِینَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' تو آپ کے لیے آباء واجداد کا بلکہ محبت اور تعظیم میں ان سے بھی اوپر کا مقام ہے اور چاہت و رحمدلی میں اولاد وامجاد سے بڑھ کر اور ایثار ومحبت میں اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر آپ کا مقام ہے اس لیے کہ آپ ان کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں بنسبت ضعیف العقل آباء واجداد اور اولاد وامجاد کے۔

پھر اللہ سبحانہ نے عام طور پر تمام انبیائے کرام سے اور خاص طور پر اولو العزم رسولوں سے جو رسولوں میں افضل ہیں اپنے لیے ہوئے عظیم میثاق وایثار کا ذکر فرمایا اور ان میں سب سے اول، سب سے افضل اور سب کے امام ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا'' (پ:۲۱،س: الاحزاب، آیت: ۷) **ترجمہ:** اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔ (کنز الایمان)

اور اولو العزم پر آپ کے ذکر کو مقدم فرمایا تاکہ یہ تقدم ظاہر کر دے کہ آپ ان سب پر افضل ہیں جیسا کہ آپ ان انبیا و مرسلین سے افضل ہیں جو پہلے والے باب سے ہیں۔

پھر پروردگارِ عالم نے ذکر فرمایا کہ مدد اور تائید کے ذریعہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیے ہوئے وعدہ کو کیسے سچ کر دکھایا چنانچہ جنگِ احزاب کے دن لشکروں کے مقابلے کے لیے اس نے (افواج) بھیجے، ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو وہ دیکھ نہیں سکے یعنی فرشتوں کو اور یہی چیز ان کے شکست سے دوچار ہونے اور ان کے منتشر ہونے کا سبب بنی حالاں کہ وہ ایک دوسرے سے معاہدہ کر چکے تھے، متفق ہو گئے تھے اور

ایک دوسرے سے قسم لے چکے تھے (کہ بغیر فتح کے لوٹنا ہی نہیں ہے) اور مومنین کو اس نعمت کی یاد دلایا جس کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرماتے ہوئے ان کو اعزاز بخشا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ''(پ: ۲۱، س: الاحزاب، آیت ۹) ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمھیں نظر نہ آئے اور اللہ تمھارے کام دیکھتا ہے''۔ (کنزالایمان) اور اس کے بعد کی آیتیں۔

اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کے مدد کرنے اور حضور کی طرف سے دفاع کرنے اور آپ کے دشمنوں کو رسوا کرنے اور ان کو ان کی ایڑیوں کے بل نامراد لوٹانے کا بیان ہے، پس معزز فرشتوں اور بڑی آندھیوں وغیرہ میں سے ہر ایک ایسے لشکر ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔

پھر اللہ سبحانہ نے ذکر فرمایا کہ کامل واچھا اسوہ اور افضل و بہتر نمونہ وہ رسول کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے اس لیے کہ وہی سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ فضیلت والے، سب سے زیادہ علم والے اور سب سے بڑھ کر کمال والے ہیں تو وہی حقدار ہیں کہ تمام مخلوق کے امام ہوں کیوں کہ وہ قسم قسم کے فضائل وکمالات کے جامع ہیں، خلق عظیم والے، عمدہ تہذیب والے، معتدل طریقے والے، سیدھا راستہ والے، دلیل قطعی والے اور چمکدار روشنی والے ہیں تو جس نے آپ کے ساتھ ہمدردی کی اور آپ کی پیروی کی وہ کھلی روشنی اور ہدایت ویقین کے راستے پر چلا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''(پ: ۲۱، س: الاحزاب، آیت ۲۱) ترجمہ: بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان) اس سے زیادہ اچھا اور اس سے زیادہ کامل کوئی اسوہ، نمونہ اور پیروی نہیں۔ اے

اللہ! ہمیں اعمال واقوال اور احوال واخلاق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا: ”یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا“ (پ:۲۱،س: الاحزاب، آیت: ۲۸،۲۹) **ترجمہ:** اے غیب بتانے والے (نبی) آپ اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمھاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان) اور ان آیات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج کی مدح وثنا اور ان کی فضیلت وشرافت اور نزاہت کا اعلان ہے کیوں کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار فرمایا اور معمولی عیش وآرام اور دنیوی زیب وزینت اور خوشحالی وآسودگی سے کنارہ کش ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں محبت اور آخرت میں رغبت رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہیں۔

اور اس میں ان کے ایمان ویقین کی قوت اور اللہ اور اس کے رسول سے ان کی بے لوث محبت پر سچی شہادت ہے اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دنیوی عیش وعشرت کے ہوتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔

پھر اللہ سبحانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے اپنی تعریف اور ان کے تقویٰ وطہارت اور مروت کا ذکر فرمایا اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ وہ افضل الانبیاء، امام المرسلین، مہبط اسرار ومنبع انوار، اللہ کے خلیل اعظم وحبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا: ”یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ''(پ:۲۱،۲۲س: الاحزاب، آیت: ۳۰، ۳۱) **ترجمہ:** اے نبی کی بیبیو! جوتم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے اور جوتم میں فرماں بردار ہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (کنزالایمان)

اور ظاہر ہے کہ ان کے سپرد نہیں کیا گیا مگر اچھائی تقویٰ اور عمل صالح تو ان کے لیے اللہ سبحانہ کی طرف سے مؤکد، حتمی وعدہ ہے کہ ان کے لیے دوگنا اجر ہے اور ان کے لیے ربِّ کریم کی طرف سے بہتر رزق ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا '' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۳۲، ۳۳، ۳۴)

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکات دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔ (کنزالایمان)

اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی عظمت کو ظاہر کرتے ہوئے اور ان کو غیرت

دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی اور ہدایات کی گئی ہیں باںس سبب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب کی بیویاں ہیں اور بلاشبہ وہ ان ارشادات پر ثابت اتریں اور ان تعلیماتِ الٰہیہ کو مکمل طریقے سے عملی جامہ پہنایا۔

اور ان ارشادات اور تعلیماتِ الٰہیہ کے ضمن میں ان کی بڑی تعریف ہے جیسا کہ یہ کہ اللہ سبحانہ نے ان کی مدح فرمائی اور ان کے لیے محمدی گھرانہ کی شرافت و کرامت کو ثابت فرمایا تو ظاہر ہوگیا کہ وہ محمدی گھرانہ سے ہیں جو تمام گھرانوں میں اشرف، افضل اور اطہر ہے اور وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ الآیہ'' اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی گھر کے والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے''۔ خطاب الٰہی کے سیاق و سباق کے اعتبار سے ازواجِ مطہرات کے لیے ہے تو یقیناً وہ جملہ اہلِ بیت میں داخل ہیں، انھیں اہلِ بیت سے خارج قرار دینا جائز نہیں ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان اس پانی کے پاس جس کو خم کہا جاتا ہے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد وعظ و نصیحت کی پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں عنقریب میرے پاس میرے رب عزوجل کا فرستادہ آئے گا اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ عزوجل کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے تو کتابِ الٰہی کو لو اور اس کو مضبوطی سے پکڑو تو آپ نے کتابِ الٰہی پر ابھارا اور اس میں رغبت دلائی اور (دوسری) میرے اہلِ بیت، میں تم کو اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، تو ابن سبرہ نے کہا: اے زید بن ارقم! آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا حضور کی بیویاں حضور کے اہلِ بیت سے نہیں ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: بے شک آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت سے ہیں لیکن آپ کے اہلِ بیت سے وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے انھوں نے کہا اور وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد

ہیں ،انھوں نے کہا کیاان میں سے ہر ایک پر صدقہ حرام ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں یقیناً اہلِ بیت سے ہیں اس میں صحابہ میں سے کسی نے شک نہیں کیا جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے۔

پھر اللہ سبحانہ نے اپنی بارگاہ میں مومن مردوں اور عورتوں کے درجہ کی فضیلت کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا''(پ:۲۲،س:الاحزاب،آیت:۳۵)

ترجمہ: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''۔(کنزالایمان)

اور اِس میں ان عورتوں کی فضیلت کا بیان و اعلان ہے جو آیت میں مذکور اِس تعریف میں داخل ہیں اور اس امر کا اظہار ہے کہ ان سب میں افضل وہ ہیں جن کا دخول آیتِ کریمہ میں دخولِ اولی ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اس لیے کہ یہ مدح وثنا ان کے ذکر کے بعد آئی ہے تو وہی اصل سبب ہیں اس آیت کے نزول کے اور سبب یقیناً داخل ہے لیکن سبب کا خصوص لفظ کے عموم سے مانع نہیں ہے۔

اور اس پر دلیل وہ روایت ہے جس کو امام احمد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا بات

ہے کہ مردوں کی طرح ہمارا ذکر قرآن میں نہیں آتا؟ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نے مجھے کسی دن اس کا جواب نہیں دیا مگر آپ کی آواز منبر پر (گونج رہی تھی) وہ فرماتی ہیں اور میں اپنے بالوں میں کنگھا کر رہی تھی تو میں نے اپنے بالوں کو لپیٹ لیا پھر اپنے کمرے کی طرف نکلی اور اپنا کان سوراخ سے لگا لیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے ہیں: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ'' الآیہ. تو یہ اس بات پر نص ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اس مدح وثنا میں داخل ہیں جو آیت میں مذکور ہے جیسا کہ اہلِ بیت میں بھی داخل ہیں۔

پھر اللہ سبحانہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے پہلے یہ بیان فرمایا کہ ہر مومن اور مومنہ پر واجب ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالائے اور اس میں اُس کو اختیار نہیں ہے اور انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے ڈرایا اور حکم کی بجا آوری کے وجوب اور حکم سے روگردانی سے ڈرانے میں اللہ سبحانہ نے اپنے نامِ پاک کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ پاک کو ملایا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ سلم کی عظمتِ شان کا اظہار مقصود ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا'' (پ: ۲۲،س: الاحزاب، آیت: ۳۶) **ترجمہ:** اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنز الایمان)

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فضل اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں دینے کا ذکر وا اعلان فرمایا اور اس کی حکمت بھی بتائی. چنانچہ ارشاد فرمایا: ''فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا'' الآیہ (پ: ۲۲،س: الاحزاب، آیت: ۳۷)

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمھارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے۔ (کنز الایمان) اور اسی وجہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمھارا نکاح تمھارے گھر والوں نے کرایا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کرایا جیسا کہ بخاری میں ہے۔

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی مقام کا ذکر فرمایا جو تمام انبیا و مرسلین میں آپ کو حاصل ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۴۰)

ترجمہ: ''ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے''۔ (کنز الایمان) یعنی اللہ سبحانہ جو ازل سے عالم ہے اس کے علم میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی مقامِ ختمِ نبوت کے لائق ہیں کوئی اور نہیں۔ اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر اللہ کے انعامات و اکرامات کا بیان فرماتے تو کہتے: مجھے دوسرے نبیوں پر چھ چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی گئی، مجھے جوامع الکلم دیے گئے، میری مدد رعب کے ذریعہ کی گئی، میرے لیے غنیمت کے مالوں کو حلال کر دیا گیا، میرے لیے روئے زمین کو پاک اور مسجد بنا دی گئی، میں تمام مخلوق کے لیے رسول ہوں اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

پھر اللہ سبحانہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمی ذمہ داریوں کا ذکر فرمایا کہ وہ گواہی دینے والے، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی اجازت سے بلانے والے اور روشن چراغ ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ‏ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۴۵، ۴۶) **ترجمہ:** اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر، ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (کنز الایمان) ان میں سے ہر ایک کی کچھ تفصیلات اور احکامات

ہیں جس کا ذکر ان شاء اللہ ایک الگ کتاب ''مواقف النبی'' میں آئے گا۔

پھر اللہ سبحانہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا کہ کوئی عورت اگر اپنے آپ کو بغیر مہر کے آپ کے حوالے کر دے اور آپ چاہیں تو آپ کے لیے حلال ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ'' الآیہ (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۵۰) **ترجمہ:** اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمھارے لیے ہے امت کے لیے نہیں۔ (کنزالایمان)

پھر اللہ سبحانہ نے بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ ہبہ کرنے والی عورتیں اور بیویاں جو آپ کے پاس ہیں ان کے درمیان باری مقرر کریں یا نہ کریں، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۵۱) **ترجمہ:** پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمھارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔ (کنزالایمان) کچھ علما کا قول ہے کہ یہ اختیار ہبہ کرنے والیوں میں ہے جب کہ کچھ علما کا قول ہے کہ یہ اختیار ان عورتوں میں ہے جو آپ کے پاس ہیں کہ ان کے درمیان باری مقرر کریں یا نہ کریں۔ حافظ ابن جریر وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت دونوں کے لیے عام ہے، حافظ ابن کثیر نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہی حسن، جید اور قوی ہے اور احادیث کے درمیان تطبیق کی یہی صورت ہے کیوں کہ کچھ حدیثوں میں ہے کہ یہ آیت ہبہ کرنے والیوں کے حق میں ہے اور کچھ حدیثوں میں ہے کہ یہ آیت پہلے سے موجود بیویوں کے حق میں ہے، حافظ ابن کثیر نے کہا اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۵۱) **ترجمہ:** یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انھیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب

راضی رہیں۔(کنزالایمان) یعنی جب وہ عورتیں یہ جانیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے باری مقرر کرنے کا حرج اٹھالیا تو اگر آپ چاہیں تو باری مقرر کریں اور اگر چاہیں تو نہ کریں، آپ پر کچھ حرج نہیں جو چاہیں کریں پھر اس کے باوجود اگر آپ اپنی طرف سے ان کے لیے باری مقرر کرتے ہیں نہ کہ بطور وجوب تو اِس سے ان عورتوں کو خوشی اور مسرت ہوگی اور وہ اس سلسلے میں آپ کی نیکی کی تعریف کریں گی اور ان کے لیے آپ کے باری مقرر کرنے، ان کے درمیان آپ کے برابری قائم کرنے اور ان میں آپ کے عدل وانصاف جاری کرنے میں وہ اپنے اوپر آپ کے احسان کا اعترف کریں گی۔

پھر اللہ سبحانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب، تعظیم وتکریم اور ان کو تکلیف دینے والے امور سے دوری کے وجوب کا بیان فرمایا اور مومنوں کو آپ سے اجازت لینے اور آپ کے پاس آنے کا طریقہ سکھایا اور یہ بھی بتادیا کہ ایسے وقت میں نہ آئیں جس میں آپ کو کچھ حرج ہو، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا''(پ:۲۲،س: الاحزاب،آیت:۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانا کے لیے بلائے جاؤ، نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو، ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ، بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو اِس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں

اور ان کے دلوں کی اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (کنز الایمان)

اس میں آپ کی بیویوں کی بھی حرمت و احترام کے وجوب کا بیان ہے کیوں کہ جو دنیا میں آپ کی بیویاں ہیں وہ آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ امہات المومنین ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات پر مشتمل آیتوں کے بعد یہ آیتِ مبارکہ آئی:

''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۵۶) **ترجمہ:** بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان) جس میں ان خصائصِ نبویہ اور کمالاتِ محمدیہ کے اسباب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور کی عظمت کا بیان ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ جو نہایت بلند و بالا ہے وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔

اور اِس بنا پر اِس آیت کے مضمون کی ابتدا یہیں سے ہے اور اسی لیے وہ بغیر عطف کے آئی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں نہایت ہی فضیلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ مقام اور علوِّ شان کا بیان ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ سارے عالم میں جو عظمت ان کو حاصل ہے اس کا بیان کیا جائے تو بالکل الگ بیان کیا جائے۔

اس حکمِ الٰہی میں مومنوں کے واسطے متعدد تنبیہات ہیں:

پہلی تنبیہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سے ان کو باخبر کرنا اور ان کے عظیم شرف کا اعلان کرنا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر درود بھیج کر ان کو شرف بخشا اور فرشتے اور مومنین کو بھی درود کے ذریعہ شرف عطا کیا۔

دوسری تنبیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنی محکم آیات میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور دوسرے انبیا پر نہیں تاکہ تمام انبیا و مرسلین میں جو امتیازی مقام آپ کو حاصل ہے اس سے آگاہ فرما دے۔

تیسری تنبیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حق کی وجہ سے درود بھیجنے کا حکم دیا جو آپ کا مومنین پر ہے کیوں کہ حکمِ الٰہی کے بموجب وہ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ''(پ:۲۱،س: الاحزاب، آیت:۶) **ترجمہ**: نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ جیسا کہ وہ ان پر حریص ہیں، ارشادِ الٰہی ہے: ''حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ''(پ:۱۱،س: التوبہ، آیت:۱۲۸) **ترجمہ**: تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنزالایمان) اور بے شک جب آیت ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ''نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مومن مرد اور مومن عورت ایسی نہیں کہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ اس کے قریب نہ ہوں، پڑھو اللہ کا ارشاد: ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ''الآیہ۔

درود کے معانی:

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں فرمایا کہ ابو العالیہ نے کہا: اللہ کا درود فرشتوں کے نزدیک حضور کی تعریف بیان کرنا ہے اور فرشتوں کا درود ان کے لیے دعا کرنا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یُصَلُّوْنَ یُبَرِّكُوْنَ ''بخاری سے تعلیقاً مروی۔

حافظ نے ''فتح ''میں فرمایا: ابن ابی حاتم کے نزدیک مقاتل بن حیان سے مروی، انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا درود حضور کی مغفرت ہے اور فرشتوں کا درود استغفار ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رب کے درود کا معنیٰ رحمت اور فرشتوں کے درود کا معنیٰ استغفار ہے اور ضحاک بن مزاحم نے کہا: اللہ کا درود اس کی رحمت ہے اور انھیں سے ایک روایت

میں ہے کہ مغفرت ہے اور فرشتوں کا درود دعا ہے۔

پھر حافظ نے کہا: اور تمام اقوال میں سب سے بہتر وہ ہے جو ابو العالیہ سے گزرا کہ اللہ تعالیٰ کے درود کا معنیٰ ہے اس کا نبی کی تعریف بیان کرنا اور فرشتوں اور دوسروں کے درود کا معنیٰ ہے ان کا اللہ تعالیٰ سے حضور کے لیے مزید درود طلب کرنا۔

دوسرے لفظوں میں چوں کہ اللہ تعالیٰ کا درود اپنے نبی کریم پر ہمیشہ جاری رہتا ہے ختم نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ'' لہٰذا اللہ سبحانہ ہمیشہ اپنے نبی و حبیب پر درود بھیجتا ہے، لہٰذا فرشتوں اور دوسری مخلوق کے درود کا معنیٰ ہے رب سے مزید درود طلب کرنا۔

اور کوئی شک نہیں کہ علمائے سلف رضی اللہ عنہم سے اللہ کے درود کے بارے میں منقول تمام معانی حق اور صحیح ہیں اور ان تمام اقوال کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، کیوں کہ ان میں سے ہر ایک میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے درود کے معانی میں سے کسی نہ کسی گوشے کا ضرور بیان ہے، اس لیے کہ رب العالمین کے درود کا معنیٰ ہے تعریف، تعظیم، تکریم، خاص مہربانی، خاص رحمت، خاص مغفرت اور اس کے علاوہ بھی معانی ہیں مثلاً ہر طرح کا خیر، فضیلت، انعام، مدح و ثنا اور نور و ضیا۔

جاننا چاہیے کہ مخلوق پر رب العالمین کے درود کی متعدد قسمیں ہیں۔ بعض خاص ہیں، بعض خاص الخاص ہیں اور بعض عام ہیں۔ اللہ سبحانہ کا درود اپنے انبیا پر خاص ہے جو ان کے مقام نبوت کے لائق ہے اور اپنے مقربین اور اولیا پر بھی خاص ہے جو ان کے مقام کے لائق ہے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص الخاص ہے جو ان کے مقامِ خاص کے لائق ہے اور عام مومنین پر عام ہے، ارشادِ الٰہی ہے: ''هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا'' (پ: ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمھیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

آیتِ کریمہ پر گفتگو کی تیسری صورت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ الٰہی: ''یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا'' کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ'' (پ: ۱۴،س: النحل، آیت: ۴۴) **ترجمہ:** ''اور اے محبوب! ہم نے تمھاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جوان کی طرف اترا''۔ (کنزالایمان)

اور ارشاد ہے: ''اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ'' (پ: ۲۹،س: القیامہ، آیت: ۱۷، ۱۸، ۱۹) **ترجمہ:** ''بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے''۔ (کنزالایمان)

تو جس طرح اللہ سبحانہ نے قرآنِ کریم کی حفاظت اور اس کو آپ کے پاک دل اور سینہ مبارک میں محفوظ کرنے کی ذمہ داری لی، اسی طرح قرآنِ کریم کے نصوص کے معانی بھی بیان کرنے کا ذمہ لیا، چنانچہ اللہ سبحانہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں سے بیان کریں جو آپ پر نازل کیا گیا جیسا کہ اللہ نے آپ سے اس کو بیان کیا، اِس طرح قرآن کے بیان کا مرجع حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي'' تم نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح مناسکِ حج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ'' ''اپنے مناسکِ حج کو مجھ سے سیکھو''۔ تو جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا'' نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس کی مراد پوچھی تو آپ نے اپنے اوپر درود وسلام بھیجنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے

فرمایا: جب" اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیہ" نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس طرح کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگی والا ہے۔

قَالَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَیْنَا مَعَھُم: راوی کہتے ہیں کہ ہم "وَعَلَیْنَا مَعَھُم" بھی پڑھتے ہیں" یزید جو حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں جن کی روایت ابن ابی لیلیٰ سے ہے انھوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ عَلَیْنَا مَعَھُم کا اضافہ ابن اَبی لیلیٰ نے اپنی جانب سے کیا یا کعب بن عجرہ سے روایت کیا۔

اور امام مسلم نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی، انھوں نے کہا: میری ملاقات کعب بن عجرہ سے ہوئی تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یہ تو ہم جان چکے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں لیکن آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا اس طرح کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ہم سعد بن عبادہ کی

مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو بشیر بن سعد نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا تو ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو ہمیں لگا کہ آپ سے اِس کا سوال نہ کرنا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کہو: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' اس کے بعد آپ نے فرمایا: سلام تو تم لوگوں کو معلوم ہی ہے۔

اور مسلم نے ابوحمید ساعدی سے بھی روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہو: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی بیویوں اور ان کی ذریت پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی بیویوں اور ان کی ذریت پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگی والا ہے۔

اور اِس میں اِس بات پر دلیل ہے کہ صحابہ نے ارشادِ الٰہی: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالایا اور اِس حکم کو اُس طریقے پر بجا لانے میں جلدی کی جس کو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا اور جس کا ان کو حکم دیا۔

امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کو تو سلام کے بارے میں معلوم ہے، لیکن درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس طرح کہو: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' ترجمہ:

اے اللہ! اپنی مہربانیاں، اپنی رحمت اور اپنی برکتوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر کر دے جیسا کہ تو نے اس کو ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کر دیا، بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگی والا ہے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ آیت میں دو حکم ہے درود کا اور سلام کا تو انھوں نے حکمِ الٰہی کی بجا آوری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا معنیٰ پوچھا، عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً آپ نے ہم سب کو سکھا دیا ہے کہ ہم آپ پر کیسے سلام بھیجیں یعنی اے اللہ کے رسول بلاشبہ آپ نے ہمیں تشہد سکھا دیا ہے، جس میں سلام کی کیفیت کا بیان موجود ہے کہ ہم کہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

حافظ نے ''فتح'' میں کہا: روایت میں جو ''قَدْ عَلِمْنَا'' ہے اس میں اول کا فتحہ اور لام کا کسرہ مشہور اور لام مخفف ہے اور بعض نے اول کا ضمہ اور (ثانی کی) تشدید بھی جائز قرار دی ہے صیغہَ مجہول بنا کر (پہلی تقدیر پر بابِ سَمِعَ سے فعل ماضی قریب جمع متکلم معروف کا صیغہ ہو گا، جس کا معنیٰ ہو گا یقیناً ہم نے جان لیا ہے اور دوسری تقدیر پر بابِ تفعیل سے فعل ماضی قریب جمع متکلم مجہول کا صیغہ ہو گا، جس کا معنیٰ ہو گا یقیناً ہم سکھا دیے گئے ہیں) اور ابن عیینہ کی روایت میں جو یزید بن ابی زیاد سے ہے جسے ہم نے ''الخلعیات'' میں بیان کیا ہے شک کے ساتھ وارد ہے یعنی ''قَدْ عَلِمْنَا اَوْ عُلِّمْنَا'' اور ایسے ہی سراج نے لفظِ ''عَلِمْنَاهُ اَوْ عُلِّمْنَاهُ'' سے تخریج کی ہے۔

اور شیخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور لفظ مسلم کا ہے: انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قرآن کی سورت کی طرح تشہد سکھاتے تھے جو اس طرح ہے: ''اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور ابن مسعود کی روایت میں "وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" آیا ہے۔ **ترجمہ:** "بابرکت تحیتیں اور پاکیزہ نمازیں اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

الغرض جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم میں انہیں سلام کا طریقہ سکھا دیا تو انھوں نے درود کا طریقہ جاننا چاہا، کیوں کہ حضور پر درود وسلام کا حکم اللہ کی طرف سے آیا ہے، لہٰذا اس کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے بیانِ الٰہی کی طرف رجوع ضروری ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ" الآیہ (پ: ۱۴، س: النحل، آیت: ۴۴) **ترجمہ:** تاکہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا۔ (کنزالایمان)

ہر نیکی کا فائدہ ملتا ہے:

ابن ابی الدنیا نے اور ان کی سند سے ابن بشکوال نے ابن ابی فدیک سے ذکر کیا، انھوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس کھڑا ہو کر اس آیت کی تلاوت کرے "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" پھر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ" اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے" ستر ۷۰ بار کہے تو اس کو ایک فرشتہ آواز دے گا: "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَکَ حَاجَۃٌ" اے فلاں اللہ تم پر رحمت نازل کرے تیری کوئی ضرورت ساقط نہیں ہوئی یعنی تیری مانگ تجھے عطا کردی گئی اور تیری ضرورتیں پوری کردی گئیں۔ (القول البدیع)

اور مناسب ہوگا کہ نامِ پاک کو لقبِ سیادت کے ساتھ ملائے (یعنی سیدنا بھی

کہے) کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا، جیسا کہ ارشاد ہے "وَتُوَقِّرُوْهُ" الآیہ (پ:۲۶،س: الفتح، آیت:۹) ترجمہ: "اور رسول کی توقیر کرو" (کنزالایمان) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ سیادت کا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضیلت بخشی اعلان بھی فرمایا اور آپ نے ہمیں اس کی تعلیم دی جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار رہوں۔" الحدیث" تو آپ اس صفت سے سرکار کو کیسے نہیں موصوف کریں گے جس سے وہ متصف ہیں؟ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔

اور یہ اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ سید کی شان یہ ہے کہ لوگ اہم امور اور ضرورتوں میں ان کی طرف رجوع کریں، جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

يَا رُكْنَ مُعْتَمِدٍ وَعِصْمَةَ لَائِذٍ	وَمَلَاذَ مُنْتَجِعٍ وَجَارَ مُجَاوِرٍ

ترجمہ: اے اعتماد کرنے والے کا اعتماد اور پناہ لینے والے کی عزت اور طالبِ پناہ کی پناہ گاہ اور پڑوسی کا مددگار۔

يَا مَنْ تَخَيَّرَهُ الْإِلٰهُ لِخَلْقِهٖ	وَحَبَاهُ بِالْخُلُقِ الذَّكِيِّ الطَّاهِرِ

ترجمہ: اے وہ جن کو اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے منتخب فرمایا اور پاک اور ہوشیار مخلوق کے ذریعہ جن کی حفاظت فرمائی۔

أَنْتَ النَّبِيُّ وَخَيْرُ عُصْبَةِ آدَمَ	يَا مَنْ يَّجُوْدُ كَفَيْضِ بَحْرٍ زَاخِرٍ

ترجمہ: آپ نبی ہیں اور آدم علیہ السلام کی جماعت میں سب سے بہتر، اے وہ جو سخاوت کرتے ہیں بھرے ہوئے سمندر کے بہاؤ کی طرح۔

مِيْكَالُ مَعَكَ وَجِبْرَئِيْلُ كِلَاهُمَا	مُدَدٌ لِنَصْرِكَ مِنْ عَزِيْزٍ قَادِرٍ

ترجمہ: آپ کے ساتھ میکائیل اور جبرئیل ہیں، دونوں غالب، قدرت والے کی طرف سے آپ کی مدد کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ (الاستیعاب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے احکام

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کبھی فرض ہے اور کبھی واجب اور کبھی سنت مؤکدہ اور کبھی مستحب۔

پہلا حکم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود فرض ہے:

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فرضیت اس آیت سے ثابت ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" **ترجمہ**: "اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔ (کنز الایمان) کیوں کہ امر فرضیت کو چاہتا ہے اور امر تکرار کو نہیں چاہتا ہے جب تک اس کے اسباب متکرر نہ ہوں، پس یہ فرضیت ایک بار رہے گی جیسا کہ احناف کا مذہب ہے۔

اسی طرح نماز کے آخر میں درود شریف پڑھنا امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ کے نزدیک فرض ہے۔ امام نووی نے فرمایا: اور ہمارے اصحاب یعنی شوافع نے ارشادِ الٰہی: "صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" سے استدلال کیا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو واجب کر دیا یعنی فرض کر دیا اور درود کی تمام حالتوں میں بہتر نماز کی حالت ہے۔

اور امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہمارا مذہب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تشہد کے اخیر میں فرض ہے اور اِس کو ہمارے اصحاب نے حضرت عمر بن خطاب اور ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ اور شیخ ابو حامد نے اِس کو ابن مسعود اور ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور بیہقی غیرہ نے اِس کو شعبی سے روایت کیا اور یہی امام احمد سے بھی ایک روایت ہے۔ (المجموع)

عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں جس نے نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا۔ یہ روایت حافظ ابن عبد البر نے کتاب "التمہید" میں نقل کی ہے۔

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا ہوں کہ میری نماز مکمل ہوئی، جب تک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نہ پڑھ لوں۔ یہ روایت عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سندِ متصل کے ساتھ ذکر کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: تشہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسے حسن بن شبیب نے اپنی سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اور عمری نے "عمل الیوم واللیلہ" میں ابن عمر سے مرفوعاً عمدہ سند کے ساتھ تخریج کی، انھوں نے فرمایا: قرات اور تشہد اور درود کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔ (الفتح)

بیہقی نے "الخلافیات" میں سندِ قوی کے ساتھ شعبی جو کبارِ تابعین سے ہیں ان سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں درود نہیں پڑھا تو چاہیے کہ وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے۔

دار قطنی اور ابو حفص بن شاہین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن مسعود کے لیے تعلیمِ تشہد کی حدیث، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی حدیث کو اس طرح بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا جیسا کہ آپ ہمیں قرآن کا سورہ سکھاتے تھے "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ بَیْتِہٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ بَیْتِہٖ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ"۔

ترجمہ: تحیتیں، نمازیں اور پاکیزہ چیزیں اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تعریف کیا ہوا، بزرگی والا ہے، اے اللہ ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمت بھیج، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے گھر والوں پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تعریف کیا ہوا، بزرگی والا ہے، اے اللہ ان کے ساتھ ہم پر بھی برکت بھیج۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس شخص کا وضو نہیں جس نے اس پر اللہ کا نام نہیں لیا اور اس شخص کی نماز نہیں جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا اور اس شخص کا درود نہیں جس نے انصار سے محبت نہیں رکھی۔(۱)

اور ان دلائل میں جن کے ذریعہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ تشہد میں نمازی کے قول: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، سے، اور ایسے ہی جب یہ آیت: ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' نازل ہوئی تو اس میں صحابہ نے غور کیا تو انھوں نے دیکھا کہ آیت میں دو لازمی اور حتمی حکم ہے، درود کا حکم اور سلام کا حکم پھر انھوں نے سلام کے حکم میں غور کیا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے طریقے اور محل کی تعلیم دی اور وہ نماز کے تشہد میں، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے حکم کے بارے میں پوچھنے لگے کہ اس کا کیا طریقہ ہوگا؟ تو انھوں نے کہا کہ جب آیت: ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا: ہم کو تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں لیکن آپ پر درود کیسے بھیجیں

(۱) جلاء الافہام

؟یعنی ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ اس تشہد کے ضمن میں معلوم ہو چکا ہے جس کی آپ نے ہمیں تعلیم دی ہے جیسا کہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم دیتے تھے جیسا کہ ہمیں قرآن کے سورہ کی تعلیم دیتے تھے"الحدیث" تو انھوں نے کہا: ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ نے ان کو سکھایا کہ اس طرح پڑھو:"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" آخر تک تو جس طرح نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام واجب وضروری ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی واجب ہے کیوں کہ دونوں کے وجوب کا حکم ایک ہی آیت میں آیا ہے اور جو مزید دلائل کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ وہ فقہ کی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

اور ان اشعار کے قائل پر اللہ رحم فرمائے۔

اِذَا کُنْتَ فِیْ بَابِ النَّبِیِّ فَلَا تَخَفْ	وَاِنْ عَارَضَتْکَ الْجِنُّ یَا خِلُّ وَالْاِنْسُ

ترجمہ: اے دوست! جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے میں ہو تو مت ڈرو، اگر چہ جن وانس تمہارے مقابلے کو آجائیں۔

تَعَرَّفْ لِاَقْوَامٍ یَدِیْنُوْنَ حُبَّہٗ	وَبَاعِدْ اُنَاسًا قَدْ تَخَبَّطَھُمْ مَسٌّ

ترجمہ: ان قوموں کو پہچان جو ان کی محبت کو دین سمجھتے ہیں اور ایسے لوگوں سے دور رہو جن کو جنون نے مخبوط کر دیا ہے۔

فَاِنَّ مُحِبَّ الْحَقِّ یَاْوِیْ لِاَھْلِہٖ	بِلَا رَیْبَۃٍ وَّ الْجِنْسُ یَالِفُہُ الْجِنْسُ

ترجمہ: کیوں کہ بلاشبہ حق کا محب اہل حق کی پناہ لے گا اور جنس جنس سے مانوس ہوتا ہے۔

مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر وصف سیادت کے ساتھ ہو

ذہن نشیں رہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اور تمھیں بتا دیا کہ جو خصوصی مقامات ومراتب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ان میں سے ایک سیادت عامہ کا مقام ہے جس کا آپ علانیہ ذکر فرماتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت الٰہی کا چرچا کرتے ہوئے ان بقیہ خصائص

ومقامات کا ذکر فرماتے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص فرمایا مگر فخریہ نہیں، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے چرچا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ارشاد فرمایا: "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" (پ: ۳۰،س: الضحیٰ، آیت: ۱۱) **ترجمہ**: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔ (کنزالایمان)

تو آپ ارشاد فرماتے: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور صاحبِ شفاعت ہوں گا فخریہ نہیں (کہہ رہا ہوں) "الحدیث"۔

اور ارشاد فرماتے: میں لوگوں میں سب سے پہلے نکلنے والا ہوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ وفد بن کر چلیں گے اور میں ان کو خوش خبری سنانے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہوں گے، اس دن لواء الحمد میرے ہاتھوں میں ہوگا اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ فخریہ نہیں (کہہ رہا ہوں)۔

اور ارشاد فرماتے: سب سے پہلے جنت کے دروازے کے حلقے کو میں پکڑوں گا پھر اس کو کھٹکھٹاؤں گا۔ (ترمذی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم من جملہ ان مراتب کے جن کے ذریعہ آپ خاص ہوئے ارشاد فرماتے: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی، جیسا کہ "صحیح مسلم" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ان کے حقیقی مقام کے اعلان کے لیے ان کے نام کے ساتھ سیدنا لگایا جائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" (پ: ۲۶،س: الفتح، آیت: ۹) **ترجمہ**: "تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو" (کنزالایمان) تو ارشادِ الٰہی "وَتُعَزِّرُوْهُ" کا معنی حضرت ابن عباس کے فرمان کے مطابق: **تُعَظِّمُوْهُ** ہے "یعنی تم ان کی تعظیم کرو اور: تُوَقِّرُوْهُ کا معنی ہے: تَحْتَرِمُوْهُ وَتَهَابُوْهُ" یعنی تم ان کا

احترام کرو اور عزت کرو۔ اور یہ تمام اس بات کا متقاضی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کو سیادت کے ساتھ ملایا جائے۔

اعتراض: کیا اس سلسلہ میں کوئی مرفوع یا موقوف حدیث بھی ہے؟

جواب: یقیناً ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو اچھی طرح درود بھیجو، کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ شاید وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، تو لوگوں نے عرض کیا، آپ ہمیں سکھائیے، تو آپ نے فرمایا: کہو "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ، اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُہٗ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔

ترجمہ: اے اللہ! اپنی بخششوں، اپنی رحمت اور اپنی برکتوں کو رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کردے، جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، بھلائی کے امام، نیکوئی کے رہبر اور رحمت کے رسول ہیں، اے اللہ! انھیں مقام محمود عطا فرما جس کی وجہ سے ان پر اولین و آخرین رشک کریں، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے، اے اللہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے۔ حافظ منذری نے کہا کہ اس کو ابن ماجہ نے موقوفاً اسنادِ حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور ابن ابی عاصم نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر سلام کے طریقے کی معرفت رکھتے ہیں، لیکن درود کیسے بھیجیں؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس طرح کہو: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُہٗ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْہُ الْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ مِنَ الْجَنَّۃِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَہٗ وَفِی الْاَعْلَیْنَ ذِکْرَہٗ اَوْ قَالَ دَارَہٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ' اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔

ترجمہ: اے اللہ! اپنی مغفرت، اپنی رحمت اور اپنی برکتوں کو رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، بھلائی کے امام اور رحمت کے رسول ہیں، اے اللہ! انھیں مقامِ محمود عطا فرما، جس کی وجہ سے آپ پر اولین و آخرین رشک کریں، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور انھیں وسیلہ اور جنت کا بلند درجہ عطا فرما، اے اللہ! منتخب بندوں میں ان کی محبت، مقرب بندوں میں ان کی مودت اور اعلیین میں ان کا ذکر، یا فرمایا: ان کا گھر کر دے اور سلام ہو ان پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے، اے اللہ! تو برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی

ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے عرض کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس طرح کہو: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! اپنی مغفرتوں اور اپنی برکتوں اور اپنی رحمت کو رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، بھلائی کے امام اور نیکوئی کے رہبر ہیں، اے اللہ! انھیں قیامت کے دن مقام محمود عطا فرما، جس کے سبب ان پر اولین و آخرین رشک کریں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے۔

حافظ سخاوی نے کہا: اور بے شک نسائی کی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سہل بن حنیف کا قول یَا سَیِّدِی موجود ہے۔ (عمل الیوم واللیلہ)

نیز متفق علیہ حدیث میں حضرت حسن کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اِنَّ ابْنِی هٰذَا سَیِّدٌ" بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان دو عظیم جماعتوں کی اصلاح فرمائے گا۔

اور صحیحین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ" اپنے سردار یعنی سعد بن معاذ کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

(۱) مسند احمد بن منیع

اور حضرت سیدہ کریمہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے حضور کا ارشاد ہے: "اَمَا تَرضَینَ اَن تَکُونِی سَیِّدَۃَ نِسَاءِ الجَنَّۃِ" کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ؟۔

مذکورہ دلائل کی بنیاد پر فقہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کے ذکر کے وقت سیادت کے (ذکر کے) مستحب ہونے پر تصریح کی ہے چنانچہ "الدر المختار" اور "رد المحتار" میں آیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیادت مستحب ہے اس لیے کہ اخبار بالواقع کی زیادتی عین سلوکِ ادب ہے، لہٰذا وہ اس کے ترک سے افضل ہے، اس کا ذکر رملی شافعی نے اپنی "منہاج النووی" کی شرح میں کیا ہے اور وہ جو منقول ہے: "لَاتُسَوِّدُونِی فِی الصَّلَاۃِ" یعنی مجھ کو نماز میں سردار نہ بناؤ تو وہ کذب ہے یعنی باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور "لَاتُسَیِّدُونِی" یا کے ساتھ وہ کذب ہے اور لحن بھی اس لیے کہ وہ واوی العین ہے "سَادَیَسُودُ" سے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے کے قول: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" الخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالانا ہے کیوں کہ آپ ہی نے ان کو سکھایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہو: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" اور اس میں اخبار بالواقع کی زیادتی ہے جس کا اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" میں کیا اور شک نہیں کہ وہ عین ادب ہے جو افضل واکمل ہے۔

دوسرا حکم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب ہے

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کا ذکر کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ذکر کرنے والے اور سننے والے دونوں پر واجب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود کے واجب ہونے پر علما نے چند امور سے استدلال کیا ہے۔

پہلا استدلال: اس تاکیدی حکم سے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وارد ہے، چنانچہ نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو چاہیے کہ وہ مجھ پر درود بھیجے۔ "الحصن الحصین" میں اس کو نسائی کی طرف اور طبرانی کی "الاوسط" کی طرف منسوب کیا اور امام نووی نے "الاذکار" میں کہا: اس کی اسناد جید ہے اور بیہقی نے کہا: اس کے رجال یعنی راوی ثقہ ہیں۔

دوسرا استدلال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور پر درود نہ بھیجنے والے کے لیے اس سخت وعید سے ہے جو منقول ہے اور وہ متعدد احادیث میں آئی ہے مثلا دور ہونا، خاک آلود ہونا، بد بخت ہونا، بخیل ہونا، بد اخلاق ہونا اور جنت کے راستے سے بھٹک جانا۔ اللہ کی پناہ

دوری کی وعید:

دوری کی وعید متعدد صحابہ سے متعدد اسنادوں کے ساتھ متعدد احادیث میں آئی ہے، انھیں میں سے وہ ہے جس کو ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں حضرت مالک بن حسن بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو جب ایک زینے پر چڑھے تو کہا آمین، پھر دوسرے پر چڑھے تو کہا آمین، پھر تیسرے زینے پر چڑھے تو کہا آمین، پھر ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے رمضان پایا پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی تو اللہ اس کو دور کرے، تو میں نے کہا آمین انھوں نے کہا: اور جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا، پھر وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے، تو میں نے کہا آمین، انھوں نے کہا: اور جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا، پھر اس نے آپ پر درود نہ پڑھا تو اللہ اس کو دور کرے کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو تین بار

آمین کہا، پھر ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو میں نے آمین کیوں کہا؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو عرض کیا: بے شک جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا پھر اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا تو اللہ اس کو دور کرے اور اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین، انھوں نے عرض کیا: جس نے اپنے بوڑھے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان دونوں سے نیکی کا برتاؤ نہیں کیا، جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے اور ہلاک کرے، میں نے کہا : آمین انھوں نے عرض کیا: اور جس نے رمضان پایا، پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی، وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے اور ہلاک کرے، تو میں نے کہا: آمین۔ اس کو طبرانی نے اسنادِ لَیِّن یعنی کمزور سند کے ساتھ روایت کیا۔

نیز اس کو طبرانی اور بزار نے ایک دوسری سند سے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کیا۔

اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سب منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ، تو ہم حاضر ہو گئے، تو جب آپ سیڑھی پر چڑھے تو کہا: آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے، تو کہا: آمین، پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو کہا: آمین، تو جب آپ اترے تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی چیز سنی جو ہم نہیں سنتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک جبریل میرے پاس آئے تو عرض کیا دور ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو انھوں نے کہا: دور ہو وہ شخص جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا پھر اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، تو میں نے کہا: آمین، پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو انھوں نے عرض کیا: دور ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو اپنے پاس بوڑھا پایا پھر ان دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا، میں نے کہا: آمین۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، تو آپ نے فرمایا: آمین، آمین، آمین، پھر ارشاد فرمایا: بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو عرض کیا: جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی تو وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے، کہیے آمین، تو میں نے کہا: آمین، اور جس نے اپنے بوڑھے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان دونوں سے نیکی کا برتاؤ نہ کیا تو مرا اور جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے کہیے، آمین، تو میں نے کہا آمین اور جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا تو وہ مرا اور جہنم میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے، کہیے آمین، تو میں نے کہا: آمین۔ اس کو ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا ہے اور الفاظ ابن حبان کے ہیں جیسا کہ منذری کی ''ترغیب'' میں ہے۔

ان احادیث میں اس بات پر صریح دلالت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور پر درود واجب ہے کیوں کہ اس سے اعراض کرنے والے کے لیے رب تعالیٰ کے دور کرنے اور ہلاک کرنے کا ذکر ہے اور اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذکر کے وقت درود نہ پڑھنے والے کو بڑی خطاؤں اور بڑے گناہ والوں کی جماعت میں ذکر فرمایا اور وہ بڑے گناہ گار اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے ہیں، بایں طور کہ انھوں نے ان سے بڑھاپے کے وقت نیک سلوک نہیں کیا اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے رمضان پایا پھر اس میں اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ اور اپنے گناہوں سے استغفار نہیں کیا کہ ان کو ماہِ رمضان میں اللہ کی رحمت ومغفرت حاصل ہوتی، بلکہ انھوں نے سستی کی اور اعراض کیا اور اِسی وجہ سے ابن حبان کی روایت مین آیا جیسا کہ گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں جماعتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: پھر وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے، لہٰذا اس سے یہ حکم نکلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والے کے لیے جہنم کی وعید ہے۔

درود نہ پڑھنے والے کی ناک خاک آلود ہو:

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس رمضان آیا اور وہ اس کی مغفرت سے پہلے گزر گیا اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے پاس اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور ان دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا۔

حافظ منذری نے کہا: "رغم" غین معجمہ کے کسرہ کے ساتھ ہے یعنی وہ ذلیل اور رسوا ہونے کے لیے مٹی سے مل جائے۔ اور ابن الاعرابی نے کہا کہ وہ غین کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے ذلیل ہو۔

اور علامہ قرطبی نے اپنی "شرح مختصر مسلم" میں کہا: احتمال ہے کہ اس کا معنی ہو: اللہ تعالیٰ اس کو ناک کے بل پچھاڑے، تو اس کو ہلاک کر دے اور یہ اس شخص کے حق میں ہوگا جس نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور ہو سکتا ہے کہ اس کا معنی ہو: اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے، اس لیے کہ جس نے اپنی ناک کو جو اشرف الاعضاء ہے مٹی سے ملایا جو چیزوں میں خسیس ہے، جس کو قدموں سے روندا جاتا ہے تو وہ ذلت میں انتہائی درجہ تک پہنچ گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والا بد بخت ہے:

ابن سنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو وہ بد بخت ہوا بد بخت ہونا خیر سے محروم ہونا اور شر میں واقع ہونا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے

وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والا بد بخت اس لیے ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا، جو جنت کے دخول سے قریب کرنے والا اور جہنم سے دور کرنے والا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر اپنے کو جنت سے قریب نہ کرنا اپنے آپ کو جہنم سے قریب کرنا ہے۔

اور علامہ ابن علان علیہ الرحمہ کی ''شرح الاذکار'' میں ہے کہ ابن صعد تلمسانی نے اپنی کتاب ''مفاخر اھل الاسلام'' میں کہا: اگر کہا جائے کہ ایک قسم کی سزا یعنی ہلاکت اور جو اس کے ہم معنی ہے یعنی دوری اور ذلت اس میں والدین سے نیک سلوک نہ کرنے والے، رمضان کا حق پامال کرنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والے کی شرکت کا سبب کیا ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ جرم ایک ہونے کی وجہ سے سزا ایک ہے، کیوں کہ تینوں میں سبب ایک ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم کا فقدان۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے: ''اَلَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ'' الآیۃ (پ:۲،س: البقرہ، آیت: ۱۸۵) **ترجمہ:** جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ (کنز الایمان) تو جس نے اس کی تعظیم کی اور اس کے حق کو ایمان وثواب سمجھ کر ادا کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور مغفرت کی فضیلت کے ساتھ خاص ہوا اور حضور کے ارشاد ''فلم یغفر لہ'' میں فا کا معنی استبعاد ہے یعنی جو شخص عقل اور ایمان سے متصف ہے اس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ تعظیم کی کوئی راہ پائے تو اس کی مخالفت میں اس کی عزت وحرمت کی پامالی کرے اور اس کے حق کا ناجائز استعمال کرے، پھر اگر وہ ایسا کرے اور اپنی ذمہ داری ادا نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوری اور ذلت وخواری کا مستحق ہوگا۔

یہی حال والدین سے نیک برتاؤ کا ہے کیوں کہ ان دونوں سے نیک برتاؤ ان دونوں

کی تعظیم وتوقیر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتنزیہ کو مستلزم ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے حسن سلوک کرنے کو اپنی توحید اور عبادت کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا'' (پ:۱۵،س: بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) **ترجمہ**: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (کنز الایمان) اور حضور کے ارشاد ''فلم یدخلاہ الجنۃ'' میں بھی ''فا'' کا معنیٰ استبعاد ہے یعنی ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں سے یہ بات بہت بعید ہے، خصوصاً ان کے بڑھاپے کے وقت کیوں کہ دونوں کا حق ادا کرنا اور دونوں کی خوب عزت کرنا فرض ہے، پھر اگر وہ اس سے محروم رہا بایں طور کہ ان کی توہین کی اور ان کے حق کو چھوٹا جانا تو وہ اہل جنایات سے ہوا لہٰذا وہ محرومی اور تمام بھلائیوں سے دوری کا مستحق ہوا۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تو اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے حضور کی عظمت چاہنا اور وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ'' (پ:۵،س: النساء، آیت: ۸۰) **ترجمہ**: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان) لہٰذا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اور آپ کے احترام اور آپ کے درجے کی بلندی کو ظاہر کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت اور اونچے درجے کا مستحق ہوا اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن فضیلت کو، ان کے چاند ٹکڑے کرنے کو اور ان کا نام سننے پر درود پڑھنے کو معمولی سمجھا تو وہ دھتکار اور اہانت ورسوائی کا مستحق ہوا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے کی صورت میں دوری اور خوف کی سزا کے لائق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''فلم یصل علیؐ'' میں بھی ''فا'' کا معنیٰ استبعاد ہے یعنی ایمان کا اعتقاد رکھنے والے سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ اپنی زبان پر چند گنے چنے کلمات کو جاری کرنے پر قادر ہو جن کے ذریعہ وہ اللہ عزوجل کی دس رحمتوں کا مستحق ہوتا ہو اور جن کے بدلے میں اس کو فائدہ اور

درجات کی بلندی ملتی ہو پھر وہ اس کو دیدہ ودانستہ ترک کرے یہاں تک کہ اس سے یہ خیر کثیر فوت ہو جائے تو ایسا شخص ذلت وغضب اور دوری ہی کے لائق ہے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔ اس کو ترمذی نے بیان کیا اور حسن صحیح غریب کہا۔ اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں اور نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت سے صحیح قرار دیا جیسا کہ منذری کی ''ترغیب'' میں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے بخیل کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔ حافظ منذری نے کہا کہ ابن ابی عاصم نے اس کو کتاب ''الصلاۃ'' میں علی بن یزید کی سند سے روایت کیا جن کی روایت قاسم سے ہے۔ اور ابونعیم نے بھی اس کو روایت کیا ہے جیسا کہ ''جلاء الافہام'' میں ہے۔

علامہ فاکہانی نے کہا: یہ بدترین بخیلی ہے، اس کے بعد کوئی بخیلی ہے ہی نہیں سوائے کلمہ شہادت کی بخیلی کے، اللہ ہمیں اور تمام مومنین کو اپنی پناہ میں رکھے، انھوں نے کہا اور یہ اس شخص کے قول کو تقویت دیتا ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ جب جب حضور کا ذکر ہو تب تب درود واجب ہے اور اسی طرف میں راغب ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا

کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمت بھیجے گا۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔ ''جلاء الافہام'' میں ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس سے وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

سعید بن منصور نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہیں پڑھتا ہے وہ جنت کے راستے سے خطا کر جاتا ہے:

اس سلسلے میں چند احادیث ہیں:

حضرت امام حسین بن امام علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنے سے خطا کر گیا، تو وہ جنت کے راستے سے خطا کر گیا۔ (طبرانی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، تو وہ جنت کے راستے سے خطا کر گیا۔ حافظ منذری نے کہا: ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہ نے اس کو جبارہ بن مغلس سے روایت کیا اور اس سے استدلال میں اختلاف کیا گیا ہے اور اِس کو ان کے مناکیر سے شمار کیا گیا ہے۔

اور عبد اللہ (عبد اللہ سراج الدین مؤلفِ کتاب) کہتا ہے: لیکن متعدد صحابہ سے متعدد سندوں کے ساتھ روایت، اس کو قوی اور حسن بنا دیتی ہے اور اسی وجہ سے حافظ سیوطی نے ''الجامع الصغیر'' میں اس کے حسن کی طرف اشارہ کیا اور یہی حق ہے۔

علامہ مناوی نے کہا: یہاں بھولنے سے چھوڑنا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بدکار کو دھتکارتے ہوئے فرمایا: ''اَتَتۡكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيۡتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى'' (پ: ۱۶،

س:طٰہٰ، آیت:۱۲۶) **ترجمہ**: تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔(کنزالایمان) یعنی تم نے ہماری آیتوں کو چھوڑ دیا تو تمھارا بدلہ یہ ہے کہ تم رحمت سے چھوڑ دیے جاؤ اور عذاب میں رکھ دیے جاؤ اور یہاں بھولنے سے غفلت مراد نہیں ہے، اس لیے کہ بھولنے والا یعنی اپنے حفظ سے غافل رہنے والا مکلف نہیں ہے یعنی اس پر مواخذہ نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہ بھیجنا بداخلاقی ہے:

قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بداخلاقی یہ ہے کہ میں کسی شخص کے پاس ذکر کیا جاؤں پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔(مصنف عبدالرزاق)

حافظ سخاوی نے کہا: حضور کا ارشاد "من الجفاء" جیم کے فتحہ اور مد کے ساتھ ہے اور وہ نیکی اور صلہ رحمی کو ترک کرنا ہے، نیز اس کا اطلاق طبیعت کی سختی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بد سلوکی پر ہوتا ہے۔

لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھنے والے پر اس قدر شدید انکار اور سخت وعید اس بات پر صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود واجب ہے۔علاوہ ازیں اس سلسلے میں امر صریح آیا ہے اور امر وجوب کو چاہتا ہے جب تک اس سے کوئی پھیرنے والا نہ ہو، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو چاہیے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے، کیوں کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمت بھیجے گا۔(ترمذی، طبرانی، ابن سنی) اور حافظ سیوطی نے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا اور نووی نے "الاذکار" میں کہا: اس کی اسناد جید ہے اور ہیثمی نے کہا: اس کے رجال ثقہ ہیں۔

علما نے ان گزری ہوئی اور اِس قسم کی دوسری احادیث سے اِس بات پر استدلال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ذکر کیا جائے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے اور یہ وجوب چند

صورتوں سے ثابت ہے۔

پہلی صورت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر درود نہ پڑھنے والے کے حق میں جبریل علیہ السلام کی بددعا پر آمین کہی، کیوں کہ اس نے حضور کے ذکر کے وقت حضور پر درود بھیج کر تعظیم نہیں کی تو اس کا بدلہ ذلیل ہونے کی بددعا تھی، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب ہے، کیوں کہ اگر وہ مستحب کا تارک ہوتا تو ذلت وخواری کی بددعا کا مستحق نہ ہوتا۔

دوسری صورت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو فرمایا: آمین، آمین، آمین، پھر ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا، پس وہ مرا اور جہنم میں داخل ہوا تو اللہ اس کو دور کرے، کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ (صحیح ابن حبان) تو یہ ذکرِ رسول پر درود شریف واجب ہونے کی دلیل ہے، کیوں کہ اس کا چھوڑنے والا جہنم اور ہلاکت کا حقدار ہے۔

تیسری صورت: بہت ساری احادیث ایسی ہیں جن سے یہ ظاہر ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود شریف نہیں پڑھا تو یقیناً وہ بخیل ہے بلکہ سب سے بڑا بخیل ہے، بلکہ اس کے بخیل ہونے کے لیے یہی کافی ہے، کیوں کہ اس سے بڑا بخیل کوئی نہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس ذکر کیا جاؤں پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

قاسم بن اصبغ نے بھی حضرت حسن تک اپنی متصل سند کے ساتھ روایت کی، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے بخیل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درود نہ پڑھنے والے کو بخل سے بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب ہے کیوں کہ بخل سب سے بڑی ناپسندیدہ نفسی بیماری ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَیُّ دَاءٍ اَدوَأُمِنَ البُخلِ ''؟کون سی بیماری ہے جو بخل سے بھی بڑی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بخیل کو مغرور اور متکبر کہا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِنِ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ''(،پ: ۲۷،س: الحدید، آیت: ۲۳،۲۴) **ترجمہ** :اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور، شیخی باز کو جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں۔ (ضیاء القرآن) اور اس لیے کہ بخیل اپنے حق کو روکنے والا ہے، کیوں کہ جس نے اپنی ذمہ داری مکمل طور پر ادا کی اُس کو بخیل نہیں کہا جاتا، تو اس شخص کا کیا ہوگا جو اُس ذات کا حق ادا نہیں کر رہا ہے جس کا حق مخلوق کے تمام حقوق سے بڑا اور عظیم ہے؟ ہوشیار! وہ ذات ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت کا سبب ہیں، جو عالمین کے لیے ہادی اور مومنین کے لیے رحمت اور انسان کو دنیا کی خرابیوں اور اس کے فسادات ونقصانات اور آخرت کی مصیبتوں، اس کے خطرات، اس کی پریشانیوں اور اس کے عذاب سے نجات دینے والا اور انسانیت کو اس کی جہالتوں، اس کی ظلمتوں، اس کی ناانصافیوں، اس کی گمراہیوں اور اس کی سرکشیوں سے چھڑانے والا بن کر تشریف لائے، تو کیا یہ رسولِ عظیم، محسن کریم اور رؤف رحیم اِس بات کا مستحق نہیں کہ ان کی تعظیم وتعریف کی جائے؟ بلکہ ان کے ذکر کے وقت ان کے شکر ومدح میں پوری طاقت صرف کر دی جائے، لہٰذا جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو کم سے کم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لیا جائے۔

چوتھی صورت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود کے واجب ہونے پر جو دلائل ہیں اُن میں سے ایک دلیل وہ احادیث ہیں جن کی دلالت اس بات پر ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو چھوڑتا ہے وہ جنت

کے راستے سے خطا کرتا ہے اور کوئی شک نہیں کہ جو جنت کے راستے سے خطا کر گیا تو اس کو پھر پا نہیں سکتا، کیوں کہ اس کے آگے جہنم کا راستہ ہے اس لیے کہ دو ہی راستے ہیں تیسرا کوئی راستہ نہیں۔

پانچویں صورت: وہ حکم ہے جو حدیث میں گزرا کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بد سلوکی کی، کیوں کہ کسی بھی مومن کے ساتھ بدسلوکی جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی کرے، لہٰذا وہ سخت حرام ہے اور وہ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے منافی ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے نفس اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں پر اور مال اور قبیلہ وغیرہ پر مقدم کرنے کے منافی ہے جو مسلمان پر واجب ہے، چنانچہ صحیح میں ثابت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سوائے میری جان کے مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: نہیں اے عمر! جب تک میں تیری جان سے بھی زیادہ تمھیں محبوب نہ ہو جاؤں، تو حضرت عمر نے عرض کیا: بخدا ضرور اب مجھے آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب ہوا اے عمر۔

اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی اُس واجب محبت کے منافی ہے بلکہ اس توقیر کے منافی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد "وَتُوَقِّرُوْهُ" سے واجب کیا ہے۔

چھٹی صورت: یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود نہیں پڑھا وہ بد بخت ہوا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گزرا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو بیشک وہ بد بخت ہوا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ بندہ بد بخت ہوا جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

ساتویں صورت: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اِس بات سے منع فرمایا کہ وہ رسول کو اس طرح پکاریں جیسا آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، ارشاد فرمایا: "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" الآیۃ (پ: ۱۸، س: الفرقان، آیت: ۶۳) **ترجمہ:** رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

تو اللہ سبحانہ نے لوگوں کو اِس بات سے منع فرمایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نام یا لقب سے اس طرح پکاریں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، بلکہ انھیں تعظیم وتکریم کے لقب سے پکاریں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: لوگ کہتے تھے اے محمد، اے ابو القاسم تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار فرماتے ہوئے لوگوں کو اس سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ اے اللہ کے نبی، اے اللہ کے رسول کہہ کر پکارو اور مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح کی روایت ہے۔

قتادہ نے کہا: اللہ نے حکم دیا کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی جائے، ان کا احترام کیا جائے اور ان کو سردار مانا جائے یعنی لقب سیادت کے ساتھ پکارا جائے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

مقاتل نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ

بَعْضِكُمْ بَعْضًا'' کے متعلق فرمایا کہ اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم انھیں پکارو تو نام نہ لو، اے محمد اور اے ابن عبد اللہ نہ کہو، بلکہ تعظیم کرو اور اے اللہ کے نبی، اے اللہ کے رسول کہو۔

امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ انھوں نے: ''وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا'' کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول کی تعظیم کرنے کا حکم دیا یعنی انھیں یہ حکم دیا کہ وہ رسول کو تعظیم وتکریم کے القاب سے مخاطب کریں۔

کوئی شک نہیں کہ یہ تمام (معانی و تفاسیر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے وجوب کے باب سے ہیں تو جس طرح حضور کے خطاب اور دوسروں کے خطاب میں فرق کرنے کے لیے حضور کو وصفِ رسول اور نبی کے ساتھ پکارنے کا حکم ہے، اسی طرح حضور کے نام اور دوسروں کے نام میں فرق کرنے کے لیے حضور کے نام کو درود کے ساتھ ملانا بھی ضروری ہوگا، پس اگر حضور کے ذکر کے وقت حضور پر درود بھیجنا واجب نہ ہو تو آپ کا ذکر دوسروں کے ذکر کی طرح ہوجائے گا حالاں کہ یہ ممنوع ہے۔

مذکورہ بالا آیت کی وہ تفسیر جس سے ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے اور مخاطب کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو واجب بتایا ہے وہ جمہورِ سلف رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے۔

اور یہاں آیتِ کریمہ کے بارے میں ایک دوسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت کا معنی ہے: رسول کے تمھارے پکارنے کو تم اپنے میں سے ایک کے دوسرے کو پکارنے کی طرح نہ بنالو کہ جواب دینے میں بیماری اور مشغولیت اور حیلے، بہانے پیش کر کے دیر کرو، بلکہ جب تمھیں پکاریں تو اطاعت میں عجلت اور جواب میں جلد بازی کر کے ان کی طرف تیزی سے بڑھو، تو اس قول کی بنیاد پر دعا جو مصدر ہے وہ فاعل کی طرف مضاف ہوگا اور قولِ اول کی بنیاد پر مفعول کی طرف مضاف ہوگا۔

اور قولِ اول ہی اصح اور درست ہے، اس لیے کہ قولِ ثانی میں ایک خاص آیت آئی

ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ "(پ:۹،س: الانفال، آیت: ۲۴) **ترجمہ**: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمھیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشے گی۔ (کنز الایمان) اور بے شک قرآنِ کریم تکرار سے پاک ہے بلکہ آیت کریمہ کا سیاق ہر آیت کی مناسب جہت معنی کا تعین کرتا ہے۔

اور یہاں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا "میں ایک قول اور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اعتقاد مت رکھو کہ دوسروں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا دوسرے کی بد دعا کی طرح ہے، کیوں کہ ان کی دعا مقبول ہے، تو تم اس سے ڈرو کہ کہیں تمھارے لیے بد دعا نہ کر دیں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ لیکن قولِ اول ہی زیادہ واضح ہے، کیوں کہ اللہ سبحانہ نے "كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" فرمایا "كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ عَلٰی بَعْضٍ" نہیں فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علما کا اختلاف ہے کہ کیا جب جب حضور کا ذکر ہوگا تب تب حضور پر درود واجب ہوگا اگر چہ ایک مجلس میں ایک ہزار بار ہو یا بار بار ذکر پر ایک بار واجب ہوگا اور ہر بار مستحب ہوگا؟

التنویر، الدر المختار، اور اس کے حاشیہ رد المحتار، میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ طحاوی اور کرخی کے نزدیک حضور کا نام بیان کرنے والے اور سننے والے پر درود شریف واجب ہونے میں اختلاف ہے کہ جب جب حضور کا ذکر کیا جائے، تب تب درود واجب ہوگا یا نہیں؟ تو طحاوی اور احناف کی ایک جماعت، حلیمی اور شوافع کی ایک جماعت، مالکیہ کے لخمی و ابن عربی اور حنابلہ کے ابن بطہ کا قول یہ ہے کہ احوط یہ ہے کہ بار بار واجب ہوگا، اگر چہ مجلس ایک ہو، اس لیے نہیں کہ امر تکرار کو چاہتا ہے بلکہ اس لیے کہ اس کا سببِ وجوب یعنی اسم شریف کا ذکر متکرر رہے پس اس کے تکرر سے وجوب متکرر رہوگا اور چھوڑ دینے سے دین (ذمہ میں لازم) ہو جائے گا پس قضا لازم ہوگی کیوں کہ وہ حق العبد ہے جیسا کہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا یعنی چونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے لہٰذا اس کی قضا لازم ہوگی جیسا کہ چھینکنے

والے کے لیے یَرحَمُکَ اللّٰہُ کہنا۔(۱)

انھوں نے کہا (ابن عربی نے): اور فقہا کا مذہب یہ ہے کہ جب ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کی تکرار ہو تو درود شریف کی تکرار مستحب ہے یعنی واجب ایک بار ہے لیکن بار بار مستحب ہے، ''الدر'' میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔

''الدر المختار'' میں یہ بھی ہے کہ مذہب میں سے معتمد طحاوی کا قول ہے یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کا ذکر بار بار ہو تو درود بھی بار بار واجب ہوگا، رد المحتار میں ہے کہ ''خزائن'' میں بحوالہ تحفہ اسی کو صحیح قرار دیا اور ''الحاوی'' میں اسی کو اکثر کا قول قرار دیا اور ''شرح منیہ'' میں ہے کہ یہی اصح ہے اور عینی نے ''شرح مجمع'' میں کہا یہی میرا مذہب ہے اور باقلانی نے کہا یہی مذہب معتمد ہے اور ''بحر'' میں اسی کو راجح قرار دیا۔

حافظ ابن صلاح علیہ الرحمہ نے کہا: ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی پابندی کی جائے اور اس کی تکرار کے وقت بار بار درود پڑھنے سے بیزار نہ ہو کیوں کہ اس کے بے شمار فوائد ہیں جس کو حدیث کے طلبہ اور راویان سب سے پہلے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: جو اس سے محروم رہا وہ عظیم حصہ سے محروم رہا اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم جو درود لکھتے ہیں تو ہم اس کو ایک دعا سمجھتے ہیں نہ کہ وہ کلام جس کی ہم روایت کرتے ہیں لہٰذا اس کو روایت کے ساتھ مقید نہیں کیا جائے گا اور جو اصل میں ہے اس پر اکتفا نہیں کیا جائے گا اور یہی حال ہے اللہ عزوجل کے نام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کا۔

حافظ سخاوی علیہ الرحمہ نے کہا: ابو القاسم تیمی نے اپنی ''ترغیب'' میں ابو الحسن حرانی کی سند سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ ابو عروبہ حرانی جس سے بھی احادیث بیان کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ترک نہ کرتے، اس کو ضرور بیان کرتے اور وہ کہتے تھے: حدیث کی برکت دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت اور آخرت میں ان شاء

---

(۱) کہ اگر فوراً کہا تو ٹھیک ہے ورنہ قضا لازم ہوگی، مترجم

اللہ جنت کی نعمت ہے، انھوں نے کہا: اور ہمیں ابن بشکوال وغیرہ کی سند سے وکیع بن جراح کی روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا: اگر حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہوتا تو میں کسی سے حدیث بیان نہ کرتا۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا: اگر حدیث میرے نزدیک تسبیح سے افضل نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: اگر میں جانتا کہ نماز یعنی نفل نماز حدیث سے افضل ہے تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔

تیسرا حکم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مسنون ہے

متعدد جگہوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سنت ہے، درود سے غفلت برتنے والوں کو متنبہ کرنے کے لیے ہم چند مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اذان کے بعد:

اس لیے کہ حدیث میں آیا جس کو مسلم اور اصحاب سنن نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم موذن کو سنو تو ویسا ہی تم بھی کہو جیسا وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیوں کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ اس پر اس کی وجہ سے دس رحمت بھیجے گا، پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو، کیوں کہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو ایک ہی بندہ کے لیے خاص ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہوں گا، تو جو میرے لیے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرے گا تو اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اذان کے بعد کہے گا: ”اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّي رِضًا لَا سَخَطَ بَعْدَهٗ“ اے

اللہ اِس کامل دعا اور نفع بخش نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج اور مجھ سے راضی ہو ایسی رضا جس کے بعد ناراضگی نہیں'' تو اللہ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن سے اذان سن لیتے تو کہتے: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِہٖ سُؤْلَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' ''اے اللہ اِس کامل دعا اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج اور قیامت کے دن انھیں ان کی مانگ عطا کر'' اور اسے ارد گرد کے لوگوں کو سناتے اور چاہتے تھے کہ وہ بھی اذان سن کر اس طرح کے کلمات کہیں، راوی نے کہا: اور جو مؤذن سے اذان سننے کے بعد اس طرح کے کلمات کہے گا تو اس کے لیے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اذان سنے پھر کہے ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَلِّغْہُ دَرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃِ عِنْدَکَ وَاجْعَلْنَا فِی شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج اور ان کو اپنے نزدیک وسیلہ تک پہنچا اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت میں کر دے'' تو اس کے لیے شفاعت واجب ہو جائے گی۔

(۲) دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا کی ابتدا، درمیان اور آخر میں درود مسنون ہے اور دعا میں ان تمام کو جمع کرنا دعا کی قبولیت اور اجر وثواب کے دگنا کرنے میں اثر پیدا کرتا ہے۔ لیکن دعا کے آغاز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا مستحب ہونا اس حدیث کی وجہ سے ہے جو فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے آئی، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر کہا: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ''[۲۸] اے

اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی، جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو اللہ کی حمد کرو جس کا وہ اہل ہے اور مجھ پر درود پڑھو پھر اس سے دعاء کرو، فضالہ نے کہا: پھر اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی تو اللہ کی حمد کی اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نمازی اللہ سے دعا کر تمھاری دعا قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، ابوداود، نسائی)

ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکر وعمر موجود تھے، تو جب میں بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی ثنا سے شروع کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، پھر میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مانگو تمھیں وہ دیا جائے گا۔

اب رہا دعا کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا مستحب ہونا اور دعا کو دو درودوں کے درمیان کرنا تو امام غزالی نے حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انھوں نے فرمایا کہ دعا کو دو درودوں کے درمیان کرنا اس لیے مستحب ہے کہ درود رد نہیں کیا جاتا ہے اور کریم کے لیے مناسب نہیں کہ دونوں کناروں کو قبول کرے اور درمیانی حصہ کو رد کردے۔

حسن بن عرفہ نے اپنی اِسناد کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، انھوں نے فرمایا: نہیں ہے کوئی دعا مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان ایک حجاب ہے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لیا جائے، تو جب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لیا جائے تو حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا قبول ہو جاتی ہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔

ترمذی نے سعید بن مسیب سے اور انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: بے شک دعا آسمان و زمین کے درمیان رہ جاتی ہے، جب تک وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا ہے۔

اور دعا میں افضل طریقہ یہ ہے کہ دعا کے آغاز، درمیان اور آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے صرف آخر میں درود پر اکتفا نہ کیا جائے اور یہ اس حدیث کی وجہ سے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ کو سوار کے پیالے کی طرح نہ بنالو بے شک سوار اپنے پیالے کو بھر لیتا ہے، پھر جب وہ خالی ہو جاتا ہے تو اس کو لٹکا کر رکھ لیتا ہے، اگر اس میں پانی رہتا ہے تو ضرورت کے مطابق پیتا ہے یا وضو بنا لیتا ہے ورنہ اس کا پانی بہا دیتا ہے، لہٰذا مجھ کو دعا کے آغاز اور درمیان میں کر لو اور مجھ کو اس کے آخر میں نہ کرو (یعنی صرف آخر میں نہ کرو)۔(۱)

(۳) مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت:

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے، اس لیے کہ سیدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے اور کہتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" "اے میرے رب! میرے لیے میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دے" اور جب نکلتے تو اپنے اوپر درود بھیجتے اور کہتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَافْتَحْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ" "اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازوں کو کھول دے"۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور یہ انھیں کے الفاظ ہیں۔

اور ابن ماجہ وغیرہ میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ" "اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام بھیج۔ الحدیث

اور ابن خزیمہ نے اپنی "صحیح" میں اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

---

(۱) شعب الایمان

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ کہے: "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دے اور جب نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ کہے: "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" "اے اللہ مجھ کو ملعون شیطان سے پناہ دے"۔

اور مسند کی روایت میں سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکتوں سے نفع پہنچائے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے: "بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِی ،وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" "اللہ کے نام سے، اور سلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے اللہ! میرے لیے میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دے" اور جب نکلتے تو کہتے: "بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِی وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ فَضْلِکَ" "اللہ کے نام سے، اور سلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے اللہ! میرے لیے میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازوں کو کھول دے"۔

(۴) مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی سے ملتے وقت:

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آپس میں ایسے کوئی بھی دو محبت کرنے والے بندے جو ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ابھی وہ ایک دوسرے سے جدا بھی نہیں ہوتے کہ دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔

حافظ سخاوی نے "القول البدیع" میں کہا: اور رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھائیوں کے آپس میں ملتے وقت درود پڑھنا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے راستے میں آپس میں ایسے کوئی بھی دو محبت کرنے والے بندے اور ایک روایت میں ہے: ایسے دو مسلمان جن میں سے ایک اپنے ساتھی سے ملتا ہے اور ایک روایت میں ہے: دونوں ملتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں تو ابھی دونوں ایک دوسرے سے جدا بھی نہیں ہوتے کہ دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اس کی تخریج حسن بن سفیان اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسندوں میں، ابن حبان نے "الضعفاء" میں اور ابن بشکوال اور رشید عطار نے کی، پھر انھوں نے کہا: فاکہانی سے روایت ہے کہ ایک صوفی نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ ارشاد فرمایا؟ اللہ کے راستے میں آپس میں ایسے کوئی بھی دو محبت کرنے والے بندے ملتے ہیں، پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے مصافحہ کرتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا بھی نہیں ہوتے کہ دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور وہ دعا جو دو درودوں کے درمیان ہو رد نہیں کی جاتی۔

(۵) مجلسوں میں جمع ہوتے وقت:

مسلمانوں کے آپس میں جمع ہونے کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور اپنی مجلسوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ذریعہ مزین کرنا مسنون ہے، مجلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت اور اس کے عظیم ثواب سے متعلق متعدد احادیث آئی ہیں، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو چھوڑنے اور قوم کے اپنی مجلسوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے پہلے جدا ہونے سے ڈرانے کے بارے میں کئی احادیث آئی ہیں۔

مجالس ومحافل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت سے متعلق احادیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے لیے فرشتوں کا ایک قافلہ ہے جو ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے ہیں، تو جب وہ

ان کے پاس آتے ہیں تو ان کو گھیر لیتے ہیں پھر وہ اس حال میں کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کے ہاتھ آسمان کی طرف رب العزت تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھے ہوتے ہیں پھر وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب ہم تیرے ایسے بندے کے پاس آئے جو تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے ہیں، تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور وہ تجھ سے اپنی آخرت اور اپنی دنیا کے لیے سوال کرتے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان کو میری رحمت کی چادر اڑھا دو، کیوں کہ وہ ایسے ہم نشین ہیں جن سے ان کا ہم نشین نامراد نہیں ہوتا۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود کے ذریعہ مزین کرو، کیوں کہ مجھ پر درود پڑھنا تمھارے لیے قیامت کے دن نور ہے۔(۲)

وہ احادیث جو مجلسوں اور محفلوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے چھوڑنے سے ڈرانے والی ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قوم ایسی جگہ بیٹھی جس میں اس نے اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تو درود کے ثواب کے لیے ان کو قیامت کے دن حسرت ہوگی، اگر چہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حافظ منذری نے کہا: اس کو احمد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں اور حاکم نے روایت کی اور انھوں نے اس کے بارے میں کہا: بخاری کی شرط پر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھی جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی صلی اللہ

(۱) بزار (۲) مسند الفردوس

علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تو وہ بیٹھنا ان پر تاوان ہے تو وہ اگر چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو ان کو بخش دے۔ اِس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور لفظ انھیں کا ہے اور انھوں نے اس کو حدیثِ حسن کہا۔

اور منذری نے کہا: "تِرَةٌ" تائے مثناۃ فوقیہ کے کسرہ کے ساتھ اور "ر" کی تخفیف کے ساتھ ہے اس کا معنیٰ ہے نقصان اور کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ ہے تاوان۔(۱)

نسائی نے اپنی "سنن کبریٰ" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قوم بھی اکٹھی ہوئی پھر اللہ عز وجل کے ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بغیر جدا ہوگئی تو وہ مردار کی بدبو کے ساتھ اٹھی۔

علامہ مناوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: لہٰذا مجلس سے اٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مؤکد ہے اور کسی بھی ذکر و درود سے سنت ادا ہو جائے گی لیکن بہتر ذکر یہ ہے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" "تیری پاکی اے اللہ! اور تیری حمد کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں" جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور درود میں بہتر تشہد کے بعد والا ہے یعنی درودِ ابراہیمی، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس کی تعلیم دی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اس کو اپنی نماز میں شامل کریں جو تمام عبادتوں میں افضل ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھتے وقت:

کسی بھی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ اس کے ساتھ درود شریف بھی ملا کر لکھیں اس سلسلے میں کئی حدیثیں ہیں مثلاً:

(۱) ابن حجر ہیتمی نے کہا اس سے مراد حسرت ہے جیسا کہ دوسری روایت میں آیا اور بعض نے اس کا معنیٰ جہنم کی آگ اور بعض نے اس کا معنیٰ گناہ بیان کیا ہے، مترجم

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے ہمیشہ اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

سلیمان بن ربیع نے اپنی اِسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا ہمیشہ اس کے لیے درود جاری رہے گا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے گا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

اور بے شک بہت سے محققین علمائے محدثین نے بہت سے سلفِ صالحین ائمۂ محدثین سے ان کی موت کے بعد قسم قسم کے خواب نقل کیے ہیں، جو ان عظیم بشارتوں اور بڑے فضل پر مشتمل ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کو لکھنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے سبب فرمایا ہے اور شرعاً یہ بھی معلوم ہے کہ خواب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت ہے اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور وہ جو نبوت کا جز ہو تو یقیناً اس کی تکذیب نہیں کی جائے گی جیسا کہ ''صحیح بخاری'' وغیرہ میں آیا ہے۔

چند حکایات: ''جلاء الافہام'' میں حسن بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو انھوں نے مجھ سے کہا: اے ابو علی! اگر تم کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے درود کو دیکھتے کہ وہ کس قدر ہماری آنکھوں کے سامنے چمکتا ہے۔ حافظ سخاوی نے کہا: اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابوالحسن بن علی میمونی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسن بن عیینہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے ہاتھوں کی انگلیوں پر سونا یا زعفران کے رنگ سے کوئی چیز لکھی ہوئی ہے میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا اور کہا: اے میرے استاذ میں آپ کی انگلیوں پر ایک لکھی ہوئی چیز دیکھ رہا ہوں، وہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھنے کی وجہ سے ہے، یا انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کی وجہ سے ہے۔ (۱)

ابوسلیمان حرانی فرماتے ہیں: میرے ایک پڑوسی جس کا نام ابوالفضل تھا اور بہت روزے نماز والا تھا، اس نے کہا: میں حدیث لکھتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھتا تھا، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے ارشاد فرمایا: جب میرا نام لکھا جاتا ہے یا میرا ذکر کیا جاتا ہے تو تو مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھتا؟ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بار خواب میں دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمھارا درود مجھے پہنچ گیا ہے، تو تم جب مجھ پر درود پڑھو یا میرا ذکر کرو تو کہو: صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲)

سفیان ثوری نے کہا: اگر صاحبِ حدیث کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے سوا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ضرور وہ کافی ہوتا کیوں کہ جب تک اس کتاب میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' رہے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے گا۔

محمد بن ابی سلیمان نے کہا: میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: ابا جان اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے فرمایا: مجھے بخش دیا، تو میں نے کہا کس وجہ سے؟ انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے سبب سے۔

کسی محدث کا بیان ہے کہ: میرا ایک پڑوسی تھا! وہ مر گیا، اسے خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھے بخش دیا، پوچھا گیا کس

---

(۱) جلاء الافہام (۲) جلاء الافہام بحوالہ خطیب

سبب سے؟ کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر حدیث میں لکھا جاتا تو میں "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیتا۔ اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا جیسا کہ "جلاء الافہام" اور "القول البدیع" میں ہے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ صاحب خلقان کے نیک لڑکے کا بیان ہے: میرا ایک دوست تھا وہ میرے ساتھ حدیث کی تعلیم حاصل کرتا تھا، پھر وہ مرگیا تو میں نے اس کو خواب میں سبز کپڑے پہن کر گھومتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا: کیا تم میرے ساتھ حدیث نہیں پڑھتے تھے؟ اس نے کہا کیوں نہیں، میں نے کہا: تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ تو انھوں نے کہا: جس حدیث میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا تو میں اس کے نیچے "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیتا، تو میرے رب نے مجھ کو یہ بدلا دیا جو تو دیکھ رہا ہے۔ (۱)

عبد اللہ بن حکم کہتے ہیں: میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا اور مجھ کو جنت میں بھیجا جیسا کہ دلہن کو بھیجا جاتا ہے اور مجھ پر بکھیرا جس طرح دلہن پر بکھیرا جاتا ہے، تو میں نے پوچھا: آپ نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو انھوں نے کہا: کتاب "الرسالۃ" میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے سبب سے، میں نے پوچھا کس طرح، تو انھوں نے کہا میں نے لکھا: "وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ" "اور اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی بار درود بھیجے جتنی بار ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور اتنی بار جتنی بار غفلت کرنے والے ان کے ذکر سے غفلت کریں" ابن حکم کہتے ہیں: صبح کو میں نے "الرسالہ" دیکھا تو میں نے ویسا ہی پایا جیسا میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

خطیب نے اپنی سند کے ساتھ ابو اسحاق دارمی معروف بنہشل سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں اپنی حدیث کی تخریج میں حدیث لکھتا تھا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا، تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے میرے لکھے ہوئے

(۱) القول البدیع

کو لے کر دیکھا اور ارشاد فرمایا: "هٰذَا جَيِّدٌ" یہ اچھی چیز ہے۔

عبید اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض معتمد بھائی نے بیان کیا، انھوں نے کہا: میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا، تو میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا میں نے کہا: وہ کیوں کر؟ انھوں نے کہا: میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آتا تو "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیتا۔

حافظ ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں محدثین کی ایک جماعت کے بارے میں روایت کی کہ انھیں ان کی موت کے بعد دیکھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے سبب ان کو بخش دیا۔

امام ابوزرعہ علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ آسمان میں فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں، تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو انھوں نے کہا: میں نے اپنے ہاتھوں سے ہزار ہا حدیثیں لکھیں، جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تو میں "صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھ لیتا اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر اس کے سبب سے دس رحمت بھیجے گا۔

"الدر المنضود" میں اکابرین اہل علم کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ ابوالحسن شافعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا! یارسول اللہ! امام شافعی کو آپ کی طرف سے کیا بدلہ دیا گیا کیوں کہ وہ کتاب "الرسالۃ" میں کہتے ہیں: "وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ" "اور اللہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی بار درود بھیجے جتنی بار ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور اتنی بار جتنی بار غفلت کرنے والے ان کے ذکر سے غفلت کریں؟" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے ان کو یہ بدلہ دیا گیا کہ ان کو قیامت کے دن حساب کے لیے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

بعض علما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا زاد محمد بن ادریس کو کسی چیز کے ساتھ خاص فرمایا یا ان کو کسی چیز سے نفع پہنچایا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ اس سے حساب نہ لے، تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس وجہ سے کہ انھوں نے مجھ پر اس طرح درود پڑھا کہ کسی نے مجھ پر اس طرح درود نہیں پڑھا ''اور انھوں نے گزشتہ صیغے کا ذکر کیا۔

''الدر المنضود'' میں بیہقی کا بیان ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انھوں نے کہا: مجھے بخش دیا، تو ان سے کہا گیا: کیوں کر؟ انھوں نے کہا: ان پانچ کلموں کی وجہ سے جن کے ذریعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا تھا، تو ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: میں کہتا تھا: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ، وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ'' اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان پر درود پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان پر درود نہ پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جس طرح تو نے ان پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جس طرح تجھے ان پر درود پڑھنا محبوب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جس طرح ان پر درود پڑھا جانا چاہیے۔

حافظ سخاوی نے ابوطاہر مخلّص سے ابن بشکوال کی روایت سے نقل کیا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، تو سلام کیا تو حضور نے ان سے اپنا چہرہ پھیر لیا تو وہ دوسری جانب سے حضور کی طرف پلٹے، حضور نے پھر اپنا چہرہ پھیر لیا تو وہ حضور کے سامنے آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے اپنا چہرہ کیوں پھیر لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس

لیے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود نہیں پڑھتا، انھوں نے کہا: پھر اس وقت سے جب بھی "النبی" لکھتا تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا بھی لکھتا۔

ایک شخص حدیث لکھتا تھا اور ورق پر بخل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں لکھتا تھا تو اس کے دائیں ہاتھ میں خارش ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمیشہ حضور پر درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام محمد بن زکی الدین منذری کو الملک الصالح کے پہنچنے اور مدینہ کو اس کے لیے آراستہ کرنے کے وقت دیکھا گیا، تو انھوں نے دیکھنے والے سے پوچھا: تم سلطان سے خوش ہو؟ تو کہا ہاں، لوگ ان سے خوش ہیں، تو انھوں نے فرمایا: بے شک ہم جنت میں داخل ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی آپ نے ارشاد فرمایا: خوشخبری سنادو کہ ہر وہ شخص جو اپنے ہاتھ سے "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" لکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔(۱)

اسی وجہ سے حافظ ابن صلاح علیہ الرحمہ نے کہا کہ محدث کے لیے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود وسلام کی پابندی کرے اور ذکر کی تکرار کے وقت درود کی تکرار سے بیزار نہ ہو، کیوں کہ اس کے بڑے فائدے ہیں، جن میں طلبۂ حدیث اور راویان جلدی کرتے ہیں اور جو اس سے غافل رہا وہ ایک عظیم حصے سے محروم رہا اور یقیناً ہم نے درود لکھنے والوں کے لیے اچھے خوابوں کی روایت کی ہے اور درود جو وہ لکھتے ہیں تو وہ دعا ہے جس کو ثابت مانتے ہیں نہ کہ وہ کلام جس کو وہ روایت کرتے ہیں، لہٰذا اس میں روایت کی پابندی نہیں کی جائے گی اور جو اصل میں ہے اس پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ہیثمی علیہ الرحمہ نے کہا: ابن صلاح علیہ الرحمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود میں لفظاً تقصیر سے (کمی کرنے سے) ڈرایا جیسا کہ بعض محروم لوگ ایسا کرتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) الدر المنضود

وسلم کی جگہ صلعم جیسے الفاظ سے درود کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں اور معنیً تقصیر سے بھی ڈرایا یا بایں طور کہ درود کے ساتھ سلام نہ ملایا جائے، یعنی اس لیے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے کے بغیر تنہا ذکر کرنا مکروہ ہے جیسا کہ گزرا، انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کچھ محدثین ''وَسَلَّمَ'' نہیں لکھتے تھے، تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کے ترک پر ناراض ہو رہے ہیں یا عتاب فرمار ہے ہیں یا ڈانٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: تم اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم کر رہے ہو کیوں کہ ''وَسَلَّمَ'' چار حرف ہیں اور ہر حرف دس نیکیوں کے ساتھ ہے۔

حافظ رشید الدین عطّار نے ابوسلیمان حرانی سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو سلیمان! جب تم حدیث میں میرا ذکر کرتے ہو اور جب مجھ پر درود پڑھتے ہو تو ''وَسَلَّمَ'' کیوں نہیں کہتے ہو حالاں کہ وہ چار حرف ہیں ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں تم چالیس نیکیوں کو چھوڑ رہے ہو؟۔

ابن صلاح نے حمزہ کتانی سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میں حدیث لکھتا تھا اور ''وَسَلَّمَ'' نہیں لکھتا تھا، تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا: تم کو کیا ہو گیا ہے تم مجھ پر درود پورا کیوں نہیں کرتے؟ تو میں نے اس کے بعد ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ'' بغیر ''وَسَلَّمَ'' کے نہیں لکھا۔

امام نووی نے شرح مسلم میں کہا: بے شک علما نے صراحت فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کے بغیر درود پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

امام قسطلانی نے فرمایا: ایسے ہی ابن صلاح نے تصریح کی ہے کہ ''علیہ السلام'' پر اکتفا کرنا مطلقاً مکروہ ہے۔ (شرح الاذکار: ۱۳۱/۳، ۳)

(۷) ہر بہتر اور ذیشان کلام کے وقت:

بہتر کلام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے کرنا مستحب ہے۔
لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتدا: تو بے شک سنن ابی داؤد اور مسند احمد میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ کلام جس کا آغاز اللہ کی حمد سے نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہے۔
رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتر کلام کے آغاز میں درود: تو بے شک ابوموسیٰ مدینی نے اپنی اِسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ کلام جس کا آغاز اللہ کے ذکر اور مجھ پر درود کے ذریعہ نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہے، ہر برکت سے جدا ہے۔
ابن مندہ کی روایت میں ہے: ہر وہ امر ذیشان جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کے ذکر پھر مجھ پر درود کے ذریعہ نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہے، دور ہے، برکت سے جدا ہے۔

(۸): وعظ ونصیحت، علم کی تبلیغ اور بالخصوص حدیث شریف پڑھتے وقت

تبلیغ علم، تذکیر وقصص اور اسباق کے آغاز اور ختم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی پابندی لازم ہے اور حدیث نبوی کی قراءت کے آغاز واختتام کے وقت اس کی تاکید ہے۔
امام نووی نے ''الاذکار'' میں کہا: حدیث اور اس کے ہم معنیٰ چیزوں کے پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے تو بلند آواز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے لیکن بہت زیادہ بلند نہ ہو، انھوں نے کہا: امام حافظ ابوبکر خطیب بغدادی اور دیگر علما بھی اس کے قائل ہیں جس کا ذکر میں نے علوم حدیث میں کیا ہے اور ہمارے اصحاب اور دوسرے علما نے تصریح کی ہے کہ تلبیہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پڑھا جائے۔
جعفر بن برقان کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لکھا: امابعد! بے شک کچھ لوگوں نے آخرت کے عمل سے دنیا تلاش کی اور کچھ قصہ گو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرح اپنے خلفا و امرا پر بھی درود پڑھنے لگے، لہٰذا میرا یہ خط جب تمھارے پاس آئے تو انھیں حکم دو کہ ان کا درود انبیا پر اور ان کی دعا عام مسلمانوں کے لیے ہو اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیں۔(۱)

ابونعیم نے اوزاعی سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ وہ قصہ گو لوگوں کو حکم دیں کہ ان کی زیادہ تعریف اور دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو۔

لہٰذا محدث، واعظ اور مدرس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے کلام کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے کریں اور ختم بھی درود ہی پر کریں۔

اور خطوط کے شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا استحباب بھی اس میں داخل ہے(۲)

واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے اپنے ایک گورنر کو لکھا: ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ اَبِی بَکْرٍ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طُرَیْفَۃَ بْنِ حَاجِزٍ: سَلَامٌ عَلَیْکَ، فَاِنِّی اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، وَاَسْاَلُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَمَّا بَعْدُ!۔۔۔ اِلٰی اٰخِرِ الْکِتَابِ“۔ ”اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے طریفہ بن حاجز کی طرف، سلام ہو تم پر، بے شک میں تجھ سے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اما بعد...... تا آخر خط“۔

حافظ ہیثمی نے کہا: لہٰذا یہ (خطوط کے آغاز میں درود) خلفائے راشدین کی سنت ہے اور روئے زمین کے اطراف میں اس پر امت کا عمل رہا ہے۔

امام نووی نے ”الاذکار“ میں کہا: حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں کا خط اس طرح ہوتا: ”مِنْ فُلَانٍ اِلٰی فُلَانٍ اَمَّا بَعْدُ! سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّی اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ

---

(۱) شرح الاذکار (۲) یعنی مستحب ہے کہ خطوط کے شروع میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو، مترجم

اِلَّاھُوَ، وَاَسْاَلُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ . . . اِلٰی اٰخِرِہٖ "فلاں کی جانب سے فلاں کے نام، بعد اس کے تم پر سلام، بے شک میں تجھ سے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود (رحمت) بھیجے۔

(۹) صبح اور شام کے وقت:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر صبح کے وقت دس بار اور شام کے وقت دس بار درود پڑھا تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔(۱)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نیند کا ارادہ کرتے وقت اور نیند نہ آتے وقت:

ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے بستر کی طرف پناہ لے، پھر "تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ" پڑھے، پھر چار مرتبہ کہے: "اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ،بِحَقِّ كُلِّ اٰیَةٍ اَنْزَلْتَھَا فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ، بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحِیَّةً وَّسَلَامًا" "اے اللہ حل وحرام کے رب اور رکن ومقام کے مالک اور مشعر حرام کے والی، ہر اس آیت کے طفیل جس کو تو نے رمضان کے مہینے میں نازل فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تحیت وسلام پہنچا"۔ تو اللہ اس کے لیے دو فرشتے مقرر فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کریں گے: بے شک فلاں کا بیٹا فلاں آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہے، تو میں کہوں گا: فلاں کے بیٹے فلاں پر میری طرف سے سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"۔(۲)

"القول البدیع" میں ہے کہ ابن بشکوال نے عبدوس رازی سے روایت کی کہ انھوں

---

(۱) الجامع الصغیر (۲) مسند الفردوس

نے نیند نہ آنے والے کے لیے بیان کیا کہ وہ جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ آیت پڑھے
: " إِنَّ اللَّهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا "۔ اور آیت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

(۱۱) رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت:

نسائی نے اپنی "سنن کبریٰ" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: اللہ عزوجل دو شخصوں سے ضحک فرماتا ہے یعنی مکمل طور پر راضی ہو جاتا ہے ایک وہ شخص جو دشمن سے اس حال میں ملے کہ اپنے اصحاب کے گھوڑوں سے زیادہ عمدہ گھوڑے پر سوار ہو، پھر لوگ شکست کھا جائیں اور وہ (لڑائی پر) جما رہے، پس اگر وہ قتل ہو جائے تو شہید ہے اور اگر باقی رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ضحک فرماتا ہے اور ایک وہ شخص جو آدھی رات کو اٹھے جس کا علم کسی کو نہ ہو پھر وہ اچھی طرح وضو بنائے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی بزرگی بیان کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور قرآن پڑھے تو یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ ضحک فرماتا ہے، وہ فرماتا ہے: دیکھو میرے کھڑے بندے کی طرف جس کو میرے علاوہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔
حافظ عبد الرزاق نے ان الفاظ سے روایت کی: دو شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ضحک فرماتا ہے...... الحدیث۔

(۱۲) کان بھنبھنانے کے وقت:

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کان بھنبھنائے تو وہ میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود پڑھے اور کہے: اللہ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا بھلائی کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے: اللہ بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا۔(۱)
علامہ مناوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "وہ میرا ذکر کرے" کی تشریح میں کہا:

(۱) طبرانی

بایں طور کہ کہے: "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" یا اسی طرح کا کوئی لفظ اور "مجھ پر درود پڑھے" کی تشریح میں کہا: یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔

زیلعی نے کہا: اس میں یہ ہے کہ ذکر پر اکتفا نہ کرے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے اور یہ بھی کہے: اللہ اس کا ذکر کرے جس نے میرا ذکر کیا بھلائی کے ساتھ، انھوں نے کہا: اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روحیں طہارت ونزاہت والی ہیں اور ان کے لیے سماعت وبصارت ہے جو آنکھ کی بصارت سے متصل ہے اور فضا میں بلند ہوتی ہیں جہاں گشت کرتی اور چکر لگاتی ہیں، پھر اپنے مقام کی طرف چڑھتی ہیں جہاں سے آئی تھیں، تو جب جسم کے کام سے چھٹکارا پاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس چیز کا ادراک کر لیتی ہیں جس سے انسان کی سمجھ عاجز ہے، اگر ان کے لیے مشغولیت نہ ہوتی تو وہ عجائب (حیرت انگیز چیزیں) دیکھتیں لیکن وہ میلی ہوگئیں اس لباس سے جو چڑھا رکھی ہیں اور گندی ہوگئیں اس قمیص سے جو پہن رکھی ہیں یعنی ذات کا لبادہ اور گدلی ہوگئیں گناہوں کی محبت کے جام سے جو پیا کرتی ہیں۔

اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کدھر کا قصد ہے؟ تو آپ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کا، تو آپ وہاں بھی کہہ رہے ہیں: اے رب! میری امت، میری امت، یہاں تک کہ پہلی یا دوسری بار صور پھونکی جائے۔

لہٰذا کان کا بھنبھنانا روح کی طرف سے ہے جس کو کان روح کی خفت وطہارت اور اس کے اس مقام کی طرف بلند ہونے اور شوق رکھنے کی وجہ سے پاتا ہے جس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لہٰذا جب کان بھنبھنائے تو آنے والی خیر (بھلائی) کو دیکھ، تو اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھ پر درود پڑھے" اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں اس وقت اس کا ذکر فرمایا اور اس کے لیے رب سے ایک چیز طلب کی جس سے آپ درود کے مستحق ہو گئے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت درود پڑھے۔

واضح ہو کہ یہ چیزیں مؤمنین کی نسبت سے ہیں جن کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی تعلق ہے اور جن کی روحیں عالم ارواح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریف سے متعارف ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اِس ارشاد سے اس جانب اشارہ فرمایا:
''اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَاتَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ
''روحیں مخلوط و مجتمع لشکر ہیں، تو ان میں سے جس کا جس سے تعارف ہوا (عالم ارواح میں) اس کی اس سے الفت ہوئی (دنیا میں) اور جس کی جس سے دوری رہی (عالم ارواح میں) وہ اس سے الگ رہی (دنیا میں)۔

رہا غیر مسلموں کے کانوں کا بھنبھنانا تو اس کے دوسرے روحی اسباب ہیں لیکن وہ تاریکی سے پُر اور سفلی ہیں، علوی اور سماوی نہیں۔

(۱۳) حدیث بھول جانے کے وقت:

ابن سنی نے اپنی سند کے ساتھ عثمان بن ابی حرب باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرے پھر اسے بھول جائے تو وہ مجھ پر درود پڑھے، کیوں کہ درود حدیث کا بدل ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسے حدیث یاد آجائے''۔ اس حدیث کو دیلمی اور ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابو موسیٰ مدینی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو ان شاء اللہ وہ چیز تمھیں یاد آجائے گی۔

(۱۴) نمازوں کے بعد:

بہت سے علما نے اس کے لیے فصل کی صورت میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے جن میں سے ایک حافظ ابو موسیٰ مدینی ہیں، انھوں نے اس سلسلے میں عبد الغنی بن سعید کی سند سے ایک حکایت ذکر کی ہے، جو اس طرح ہے: ابو بکر محمد بن عمر کا بیان ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ شیخ شبلی آئے تو ابو بکر مجاہد کھڑے ہو گئے اور انھیں گلے لگایا اور ان کی

آنکھوں کو بوسہ دیا تو میں نے ابو بکر بن مجاہد سے کہا: "یَا سَیِّدِی"! آپ شبلی کے ساتھ ایسا کر رہے ہیں جب کہ آپ اور تمام اہلِ بغداد انھیں مجنون سمجھتے ہیں؟ تو ابو بکر بن مجاہد نے کہا کہ میں نے ان کے ساتھ ویسا ہی کیا جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ کرتے دیکھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ جب شبلی آئے تو آپ ان کی طرف بڑھے اور ان کی آنکھوں کو بوسہ دیا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ شبلی کے ساتھ کر رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ نماز کے بعد "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ" سو آخر تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود بھیجتا ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ یہ جو بھی فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کے بعد "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ" سورہ کے آخر تک ضرور پڑھتا ہے اور تین بار "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" کہتا ہے، انھوں نے کہا کہ جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ وہ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں؟ تو انھوں نے اسی کے مثل ذکر کیا۔

"القول البدیع" میں کہا کہ یہ حکایت ابن بشکوال کے نزدیک ابو القاسم خفّاف کی سند سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ایک شخص کے پاس قرآن پڑھ رہا تھا جس کی کنیت ابو بکر تھی اور وہ اللہ کے ایک ولی تھے تو اچانک دیکھا کہ ابو بکر شبلی ایک شخص کے پاس آئے جس کی کنیت ابو الطّیب تھی اور وہ اہل علم میں سے تھے، پھر پورے واقعہ کا ذکر کیا اور آخر میں کہا کہ شبلی ابو بکر بن مجاہد کی مسجد کی طرف گئے پھر ابو بکر کے پاس گئے تو ابو بکر ان کے لیے کھڑے ہو گئے تو ابن مجاہد کے اصحاب نے ان دونوں کی اس بات چیت کا آپس میں تذکرہ کیا اور ان سے کہا کہ آپ علی بن عیسیٰ وزیر کے لیے کھڑے نہیں ہوئے اور شبلی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: کیا میں اس شخص کی تعظیم کے لیے نہ اٹھوں جس کی تعظیم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں؟ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: "اے ابو بکر! کل تمھارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو جب وہ تیرے پاس آئے تو تم اس

کی تعظیم کرنا'' ابن مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے دو تین رات بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! اللہ تجھے عزت دے جیسا کہ تو نے ایک جنتی شخص کو عزت دی، تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! شبلی آپ کے اِس اعزاز کا مستحق کیسے ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ شخص پانچوں نمازیں اس طرح پڑھتا ہے کہ ہر نماز کے بعد میرا ذکر کرتا ہے اور ''لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ '' الآیہ، کی تلاوت کرتا ہے ،اَسّی ۸۰ سال سے ایسا کرتے آرہا ہے تو کیا میں ایسے شخص کی تعظیم نہ کروں۔

حافظ سخاوی نے کہا: اس کا ثبوت یعنی نمازوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا ثبوت حدیثِ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی ملتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ، وَاجْعَلْ فِی الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَہٗ، وَفِی الْعَالِیْنَ دَرَجَتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَہٗ'' کے ذریعہ دعا مانگے قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔ (طبرانی)

(۱۵) ختم قرآن کے وقت:

قرآن کریم کے ختم کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مطلوب ہے، کیوں کہ یہ دعا کا مقام ہے، جیسا کہ ابن ابی داوَد نے ''فضائل القرآن'' میں حکم سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میرے پاس مجاہد اور عبدہ بن ابی لبابہ نے قاصد بھیجا ان دونوں نے (قاصد کے ذریعہ) کہا کہ ہم نے آپ کے پاس اس لیے قاصد بھیجا ہے کہ ہمارا ارادہ ختمِ قرآن کا ہے اور حکم کہتے تھے کہ بلاشبہ ختمِ قرآن کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے پھر وہ کئی دعائیں مانگا کرتے۔

اور انھوں نے (ابن ابی داوَد نے) اپنی کتاب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: جو ختمِ قرآن کرے گا اس کی دعا مقبول ہوگی۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ ختمِ قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

ابو عبید نے ''فضائل القرآن'' میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ میں

ایک شخص تھا جو شروع سے آخر تک اپنے اصحاب کو قرآن پڑھ کر سناتا تھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما اس پر نگراں مقرر کر دیتے تھے تو جب وہ ختم کے قریب آتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما آکر ان کے پاس حاضر ہوتے۔
اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے ختمِ قرآن کے وقت دعا کا ذکر کیا اور فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کر لیتے۔(۱)

(۱۶) غم اور مصیبت کے وقت:

مصیبتوں، پریشانیوں اور حد سے زائد غموں کے لاحق ہونے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مطلوب ہے، کیوں کہ وہ مغموم سے غم کو دور کرتا ہے، جیسا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اپنی پوری دعا آپ پر درود ہی کو بنالوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو غم سے محفوظ ہو جاؤ گے اور گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔"الحدیث"
طبرانی میں ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد یعنی سید محمد باقر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ اٹھ کر وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر نماز کے بعد اس طرح دعا مانگتے: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِي فِي كُلِّ كَرْبٍ، وَرَجَائِي فِي كُلِّ شِدَّةٍ، وَأَنْتَ لِي فِي كُلِّ اَمْرٍ نَزَلَ بِي ثِقَةٌ وَعِدَّةٌ، فَكَمْ مِنْ كَرْبٍ قَدْ يَضْعُفُ عِنْدَ الْفُؤَادِ، وَتَقِلُّ فِيهِ الْحِيْلَةُ، وَيَرْغَبُ عِنْدَهُ الصَّدِيْقُ، وَيَشْمَتُ بِهِ الْعَدُوُّ، اَنْزَلْتُهُ بِكَ وَشَكَوْتُهُ اِلَيْكَ فَفَرَّجْتَهُ وَكَشَفْتَهُ، فَاَنْتَ صَاحِبُ كُلِّ حَاجَةٍ، وَوَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ، وَاَنْتَ الَّذِيْ حَفِظْتَ الْغُلَامَ بِصَلَاحِ اَبَوَيْهِ، فَاحْفَظْنِي بِمَا حَفِظْتَهُ بِهِ، وَلَا تَجْعَلْنِي فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَهُ فِي كِتَابِكَ، وَعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ، اَلَّذِيْ اِذَا سُئِلْتَ بِهِ كَانَ حَقًّا

(۱) جلاء الافہام

عَلَیْکَ أَنْ تُجِیْبَ أَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاَسْأَلُکَ أَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ"

ترجمہ: اے اللہ! ہر پریشانی میں تو ہی میرا مددگار اور ہر مصیبت میں تو ہی میری امید اور ہر آفت میں تو ہی میرا وثوق اور عہد ہے کتنی ہی پریشانیاں ایسی ہیں جن سے دل کمزور ہو جاتا ہے، جن میں تدبیر کم ہو جاتی ہے، جو دوستوں کو مرغوب ہوتی ہے اور دشمن خوش ہوتے ہیں میں نے اپنی مصیبت تجھی سے بیان کی اور تجھی سے اس کی شکایت کی پس تو اسے دور کر کیوں کہ تو ہی ہر حاجت کا صاحب اور ہر نعمت کا والی ہے، تو نے ہی والدین کو نیک بنا کر بچے کی حفاظت فرمائی پس میری بھی حفاظت فرما جیسی اس کی حفاظت فرمائی اور مجھے ظالم قوم کے لیے آزمائش نہ بنا، اے اللہ! میں تیرے ہر اس نام کے ذریعہ جس کا ذکر تو نے اپنی کتاب میں فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے علمِ غیب میں مخصوص فرمایا اور تیرے اسم اعظم کے ذریعہ وہ اس اسم اعظم کہ جب اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے تو تجھ پر اپنے ذمہ کرم سے قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے التجا کرتا ہوں کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج اور میری حاجت پوری فرما۔

اے اللہ! تو میری حاجتوں کو خوب جانتا ہے پس پوری فرما۔

(۱۷) دعائے حاجت کے وقت:

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نکل کر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: جس کو اللہ عزوجل سے یا اولادِ آدم میں سے کسی سے کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ عزوجل کی تعریف کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر یہ کہے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، أَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ

وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيتَهَا يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ"
(۱)۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، اللہ کی پاکی جو عرشِ عظیم کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو سارے جہان کا پالن ہار ہے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں اور تیری مغفرت کے ارادوں اور ہر نیکی سے حصہ اور ہر گناہ سے حفاظت کی التجا کرتا ہوں ،میرے ہر گناہ کو بخش دے اور ہر غم کو کھول دے اور ہر وہ حاجت جس میں تیری رضا ہو اسے پوری فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ کامل طور پر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور" اٰمَنَ الرَّسُولُ "یعنی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور اس طرح دعا مانگے: "اَللّٰهُمَّ يَا مُؤنِسَ كُلِّ وَحِيدٍ، وَيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيدٍ، وَيَا قَرِيبًا غَيرَ بَعِيدٍ، وَيَا شَاهِدًا غَيرَ غَائِبٍ، وَيَا غَالِبًا غَيرَ مَغلُوبٍ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، يَا ذَا الجَلَالِ وَالاِكرَامِ ،يَا بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ، اَسأَلُكَ بِاسمِكَ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ، اَلحَيِّ القَيُّومِ، اَلَّذِي عَنَتْ لَهُ الوُجُوهُ وَخَشَعَت لَهُ الاَصوَاتُ، وَوَجِلَت لَهُ القُلُوبُ مِن خَشيَتِهٖ اَن تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَن تَفعَلَ بِي كَذَا" تو یقیناً ایسے شخص کی حاجت پوری ہو جائے گی۔(۲)

ترجمہ: اے اللہ! اے ہر بے یار و مددگار کے مدد کرنے والے اور اے ہر اکیلا و تنہا کے مالک، اے وہ ذات جو نزدیک ہے دور نہیں، اے وہ ذات جو حاضر ہے غائب نہیں، اے وہ ذات جو غالب ہے مغلوب نہیں، اے زندگی عطا کرنے والے، اے

---

(۱) ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی (۲) مسند الفردوس

قائم رکھنے والے، اے جلال واکرام والے اور اے آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے میں تجھ سے تیرے اسم رحمٰن ورحیم اور حی وقیوم کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جس کے لیے چہرے جھک گئے اور آوازیں پست ہوگئیں اور جس کی خشیت سے دل لرز اٹھے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج اور میرے ساتھ ایسا کر یعنی اپنی حاجت کا نام لے کر ذکر کرے۔

(۱۸) عورت کو نکاح کا پیغام دیتے وقت:

امام نووی علیہ الرحمہ نے ''الاذکار'' میں فرمایا کہ نکاح کا پیغام دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ اللہ کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ابتدا کرے اور کہے: ''أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جِئْتُكُمْ رَاغِبًا فِي فَتَاتِكُمْ اَوْ فِي كَرِيْمَتِكُمْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانٍ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' میں تم لوگوں کے پاس تمھاری نوجوان عورت یا تمھاری بیٹی فلاں کی لڑکی فلانہ کے سلسلے میں آیا۔ یا اسی طرح کوئی دوسرا جملہ کہے''۔

حافظ سخاوی علیہ الرحمہ نے کہا: ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشادِ الٰہی: ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ'' کی تفسیر کے سلسلے میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے نبی کی تعریف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے اور فرشتوں کو بھی اس کے لیے استغفار کا حکم دیا ہے لہٰذا تم بھی اپنی نمازوں میں، اپنی مسجدوں میں بلکہ ہر جگہ اور عورتوں کو پیغام دینے میں بھی ان کی تعریف کرو اور ان کو ہرگز نہ بھولو۔

حافظ نے یہ بھی کہا کہ ابوبکر بن حفص کا بیان ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی نکاح کے

لیے بلائے جاتے تو وہ کہتے: اے لوگو! ہمارے پاس بھیڑ نہ لگاؤ" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ " تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور اللہ رحمت نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ،فلاں شخص نے تم کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے تو اگر تم نے اس کا نکاح کر دیا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور اگر تم نے انکار کر دیا تو سُبْحَانَ اللّٰهِ۔

حافظ نے کہا: عتبی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک عورت کے نکاح میں ہم سے اس طرح خطاب کیا:" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْعِزَّةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ " تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو عزت اور بڑائی والا ہے اور اللہ رحمت نازل فرمائے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، حمد وصلوۃ کے بعد عرض ہے کہ تمھاری محبت ہمیں کھینچ لائی ہے اور تمھارے ساتھ اس شخص کا حسن ظن ہے جس نے اپنی بیٹی کو تمھارے حوالے کیا اور اپنی لڑکی کے لیے تم کو پسند کیا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ" بھلائی کے ساتھ رکھو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو" اس کا تم سے نکاح کر دیا۔

(۱۹) جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن اور رات صحابہ کو زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کا حکم دیتے اور اس پر آمادہ کرتے اور ان سے بیان کرتے کہ جمعہ کے دن خاص طور پر مجھ پر درود پیش کیا جاتا ہے اور جمعہ کے دن کی ایک الگ ہی شان ہے اور اس کا ذکر متعدد احادیث میں ہے جو متعدد صحابہ سے مروی ہیں۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً تمھارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن وفات پائے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن بے ہوشی ہوگی لہٰذا اس دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو، کیوں کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ بوسیدہ ہو جائیں گے تو ہمارا درود

آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا۔ (۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیوں کہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ہر وہ شخص جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے درود کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے، ابو درداء کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا موت کے بعد بھی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل نے زمین پر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا۔ (۲)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیوں کہ ہر جمعہ کو مجھ پر میری امت کا درود پیش کیا جاتا ہے، تو جس کا درود مجھ پر سب سے زیادہ ہوگا وہ درجہ میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوگا۔ (۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کیوں کہ ابھی ابھی جبریل میرے پاس اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے آئے اور کہا کہ زمین پر جو بھی مسلمان آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔ (طبرانی)

اور ابو الفرج کی کتاب ''الوفاء'' میں اتنا اور ہے: اور اس کے درود کی انتہا بغیر عرش کے نہیں ہے وہ جس فرشتے کے پاس سے بھی گزرتا ہے تو وہ کہتا ہے: اس کے قائل پر درود بھیجو، جیسا کہ اس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا۔

اور ابن ابی عاصم کے نزدیک اتنا اور زائد ہے: اور مجھ پر قیامت کے دن پیش کیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ کے

(۱) احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (۲) ابن ماجہ (۳) بیہقی

دن بکثرت درود بھیجو، کیوں کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔(۱)

خطیب نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم'' اسی (۸۰) بار کہے گا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اور دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی کہ جو جمعہ کے دن مجھ پر درود پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔

محمد بن یوسف عابد نے اعمش سے اور اعمش نے زید بن وہب سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے زید بن وہب! جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود پڑھنا نہ چھوڑ اور کہہ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ۔ اس حدیث کو ''الدر المنثور'' میں بیان کیا اور اس کی نسبت شیرازی کی ''الالقاب'' کی طرف کی۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج کی، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَکْثِرُوْا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّآءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمَ الْجُمُعَۃِ'' ''روشن رات اور روشن دن یعنی جمعہ کی رات اور دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو''۔

بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روشن رات اور روشن دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیوں کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''روشن رات اور روشن دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیوں کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا پس میں تمھارے لیے دعا اور استغفار کروں گا'' اور روشن رات جمعہ کی

---

(۱) جلاء الافہام

رات اور روشن دن جمعہ کا دن ہے۔(۱)

شیخ عارف کبیر ابوطالب مکی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کثرت کی اقل حد تین سو (۳۰۰) بار ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ جمعہ کے دن اور رات کو پابندی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تین سو بار درود بھیجے اور زیادہ بہتر اور پسندیدہ یہ ہے کہ ہزار (۱۰۰۰) بار بھیجے، جیسا کہ اس سے قبل کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن مجھ پر ایک ہزار بار درود پڑھے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے، اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہوا کہ آپ تابعین کو حکم دیتے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود پڑھیں۔

اور مستحسن یہ ہے کہ جمعہ کے دن ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا جائے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ، جیسا کہ ابن بشکوال اور دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور الفاظ دارقطنی کے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی (۸۰) بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ بخش دے گا، عرض کیا گیا یارسول اللہ! درود کس طرح پڑھا جائے؟ تو آپ نے فرمایا کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور ایک گرہ لگا لو۔ لہٰذا یہ (ایک ہزار بار درود پڑھنا) بہتر ہے اور جو ایک ہزار بار سے زیادہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو مزید اجر وخیر عطا فرمائے گا۔

اسی لیے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ملک کے مختلف اطراف وجوانب میں لکھ کر بھیجا تھا کہ جمعہ کے دن علم کی تبلیغ کرو کیوں کہ علم کی آفت نسیان ہے اور جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو۔(۲)

لہٰذا جمعہ کے دن علم کی تبلیغ بہت محبوب ہے، کیوں کہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں تو وہ علم کی مجلسوں میں بھی حاضر ہوں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچائیں گے،

(۱) القول البدیع بحوالہ ابن بشکوال (۲) القول البدیع

کیوں کہ علم کی مجلسوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی ہدایت ونور ہوتی ہے اور علم کی تبلیغ وتعلیم اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہے اور مبلغ کے لیے بہترین صدقے کا ثواب ہے۔

طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تبلیغ کیے جانے والے علم کے صدقہ کی طرح لوگوں کا کوئی صدقہ نہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جس نے علم سیکھا پھر اس علم کی تبلیغ کی اس کو قیامت کے دن تنہا ایک جماعت کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ یہ حدیث ابو یعلیٰ اور بیہقی نے روایت کی۔

بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء'' اور اصبہانی نے ''الترغیب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر ایک سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس کی ایک سو ضرورتوں کو پورا فرمائے گا، ستر ضرورتیں آخرت کی اور تیس ضرورتیں دنیا کی، پھر اللہ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دے گا جو اس کو میرے پاس میری قبر میں لائے گا جیسا کہ تمھارے پاس تحفے لائے جاتے ہیں، یقیناً میرا علم میری موت کے بعد ایسا ہے جیسا کہ میرا علم زندگی میں۔

حافظ سیوطی کی ''الحاوی'' میں اسی طرح ہے، انھوں نے کہا: اور بیہقی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ فرشتہ مجھے درود پڑھنے والے کی مع اس کے نام ونسب کے خبر دے گا اور میں اس کو اپنے پاس ایک روشن صحیفے میں درج کرلوں گا۔ اس کو ''الدر المنثور'' میں بھی بیان کیا اور بیہقی کی ''شعب'' کی طرف منسوب کیا اور ابن عساکر نے اور ابن المنذر نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔

ان مذکورہ احادیثِ نبویہ میں صریح دلیل ہے کہ جمعہ کے دن اور اس کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجنا چاہیے۔ کیوں کہ اس میں بہت بڑا اجر وخیر اور بہت بڑی نیکی ہے جس کا سبب اس دن اور اس رات کی فضیلت اور ان دونوں میں ثواب کا دوگنا

ہونا ہے اور ہمارے آقا سید الانام وافضل الانام محمد علیہ الصلاۃ والسلام اس بات کے مستحق ہیں کہ سید الایام وافضل الایام کو یعنی جمعہ کے دن ان پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا جائے، جیسا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن دنوں کا سردار اور سب سے عظیم دن ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الاضحی اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ عظیم ہے، اس دن کی پانچ خاصیتیں ہیں: اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا اور اسی دن ان کو وفات دی اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ سے جس چیز کا بھی سوال کرے اللہ اس کو وہ چیز عطا فرمائے گا جب کہ وہ حرام چیز کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ اور دریا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے ایک ہی طرح کے الفاظ سے بیان کیا اور دونوں کی سند میں ایسا شخص ہے جو قابل دلیل ہے اور اس حدیث کو احمد اور بزار نے سعد بن عبادہ سے روایت کیا۔

(۲۰) حج اور عمرہ کے افعال کی ادائیگی کے وقت:

حج اور عمرہ کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ مناسک کی ادائیگی کے وقت درود پڑھے:

اور یہ تلبیہ کے وقت مستحب ہے، جیسا کہ دار قطنی، شافعی اور قاضی اسماعیل نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ مرد جب اپنے تلبیہ سے فارغ ہوتا تو اس کے لیے صحابہ کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب تھا۔

اسی طرح طواف اور صفا و مروہ پر وقوف کے وقت بھی مستحب ہے:

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے مکہ میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص حج کے لیے آئے تو وہ سات بار بیت اللہ کا طواف کرے، مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے، پھر صفا سے آغاز کرے اور

بیت اللہ کا رخ کرتے ہوئے سات تکبیریں پڑھے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور اپنے لیے دعا کرے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کرے۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ صفا پر تکبیر پڑھتے تھے اور کہتے تھے: ''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ، لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ، یُحیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ'' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر دعا مانگتے اور دیر تک وہاں رہتے پھر مروہ پر بھی یہی کرتے۔(۲)

حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مستحب ہے:

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کرتے تو کہتے: ''اَللّٰھُمَّ اِیمَانًا بِکَ وَتَصدِیقًا بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ'' اے اللہ! (میں اس کو چوم رہا ہوں) تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے نبی کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور اس کو بوسہ دیتے۔(۳)

اسی طرح وقوفِ عرفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنا مستحب ہے:

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان عرفہ کی شام کو موقف میں وقوف کرتا ہے پھر قبلہ کی طرف اپنا رخ کر کے ''لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ، لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ، یُحیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ'' ایک سو بار کہتا ہے اس کے بعد ایک سو بار قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتا ہے۔ پھر ایک سو (۱۰۰) بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ وَعَلَینَا مَعَھُم ایک سو بار کہتا ہے تو اللہ

---

(۱) بیہقی (۲) القول البدیع بحوالہ قاضی اسماعیل (۳) طبرانی

تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزا کیا ہے؟ اس نے میری تسبیح وتہلیل اور تکبیر و تعظیم کی، مجھے پہچانا، میری ثنا بیان کی اور میرے نبی پر درود پڑھا، تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کی مغفرت فرمادی اور اس کی سفارش قبول کرلی اور اگر میرا یہ بندہ پورے موقف والوں کے لیے سفارش کرے تو میں قبول کرلوں گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے ''شعب الایمان'' اور ''فضائل الاوقات'' میں روایت کیا اور ''شعب'' میں کہا: یہ متن غریب ہے اس کی اسناد میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس کی نسبت وضع کی طرف کی جائے اور حافظ سخاوی نے کہا کہ سب کے سب ثقہ ہیں البتہ ان میں طلحی ہے جو مجہول ہے۔

امام سید جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعرات کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف کچھ فرشتوں کو اتارتا ہے جن کے ساتھ چاندی کی پلیٹیں اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن عصر کے وقت، جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن آفتاب ڈوبنے تک جو درود پڑھا جاتا ہے اسے لکھ لیتے ہیں۔
(الصلات والبشر)

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر حال میں زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کو محبوب جانتا ہوں اور جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات زیادہ محبوب سمجھتا ہوں۔

حافظ رشید الدین عطار علیہ الرحمہ نے فرمایا:

اَلَا اَیُّهَا الرَّاجِی الْمَثُوْبَةَ وَالْاَجْرَا	وَتَكْفِیْرَ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَضَ الظَّهْرَا

ترجمہ: اے ثواب اور اجر کی امید کرنے والے اور ان گزشتہ گناہوں کا کفارہ دینے والے جس نے پیٹھ توڑ دی۔

عَلَیْكَ بِاِكْثَارِ الصَّلَاةِ مُوَاظِبًا	عَلٰی اَحْمَدَ الْهَادِیْ شَفِیْعِ الْوَرٰی طُرًّا

ترجمہ: تم پر پابندی کے ساتھ احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنا لازم ہے جو ہدایت دینے والے اور تمام مخلوق کی سفارش کرنے والے ہیں۔

وَاَفْضَلَ خَلْقِ اللّٰہِ مِنْ نَسْلِ آدَمَ	وَاَزْکَاھُمْ فَرْعًا وَّاَشْرَفَھُمْ فَخْرًا

ترجمہ: آدم علیہ السلام کی نسل سے اور اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ پاکیزہ سردار اور سب سے بلند مرتبہ والے ہیں۔

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللّٰہَ جَلَّ جَلَالُہٗ	یُصَلِّی عَلٰی مَنْ قَالَھَا مَرَّۃً عَشْرًا

ترجمہ: یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ اللہ جل جلالہ ان پر ایک بار درود پڑھنے والے پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

فَصَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا جَنَّتِ الدُّجَا	وَاَطْلَعَتِ الْاَفْلَاکُ فِی اُفُقِھَا فَجْرًا

ترجمہ: اللہ ان پر درود بھیجتا رہے جب تک تاریکی ختم ہوتی رہے اور فجر طلوع ہوتا رہے۔

درود شریف کے فضائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ قلم ان کو شمار کرنے سے عاجز اور کتابیں ان کا احاطہ کرنے سے تنگ ہیں، ہم ان میں سے صرف چند کو مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

(۱) جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے:

مسلم اور اصحابِ سنن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔

امام احمد نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ آپ کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدے میں چلے گئے تو سجدے میں اتنی دیر لگائی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اللہ نے آپ

کی روح قبض فرمالی، لہٰذا میں دیکھنے کے لیے آگے بڑھا کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سرِ مبارک اٹھالیا اور ارشاد فرمایا: اے عبد الرحمٰن! کیا بات ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے یہ بات ذکر کی، تو حضور نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جس نے آپ پر درود پڑھا اس پر میں نے درود پڑھا اور جس نے آپ پر سلام بھیجا اس پر میں نے سلام بھیجا۔ اور ایک روایت میں ہے: لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکر ادا کیا۔

(۲) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر درود پڑھتے ہیں:

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد ہے: جو مجھ پر درود پڑھے گا مجھے اس کا درود پہنچے گا اور میں اس پر درود پڑھوں گا، اس کے علاوہ دس نیکیاں بھی لکھی جائیں گی۔ اس حدیث کو طبرانی نے ''الاوسط'' میں ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی قباحت نہیں۔ (ترغیب المنذری)

(۳) جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود پڑھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیوں کہ جبریل ابھی میرے پاس اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے آئے اور کہا کہ زمین پر جو بھی مسلمان آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھتے ہیں۔ حافظ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر (۷۰) بار درود بھیجتے ہیں۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو احمد نے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ''الدر المنضود'' میں ہے کہ یہ حدیث حکماً مرفوع ہے کیوں کہ اس میں رائے کا کوئی دخل نہیں۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے والد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مجھ پر درود پڑھے گا فرشتے اس پر ہمیشہ درود پڑھیں گے جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے جیسا کہ حافظ ہیثمی نے کہا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''جو بھی بندہ مجھ پر درود پڑھے گا اس پر فرشتے درود پڑھیں گے جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے، اب بندہ کو اختیار ہے کہ چاہے وہ کم پڑھے یا زیادہ'' جیسا کہ ''فتح'' میں احمد، ابن ماجہ اور ضیا کے حوالے سے ہے۔

(۴) جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس کے درجے بلند ہوتے ہیں، نیکیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں:

نسائی اور طبرانی نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کی جیسا کہ منذری کی ''الترغیب'' میں ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے جو شخص مجھ پر اخلاصِ قلب کے ساتھ ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، دس درجے بلند فرمائے گا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن صبح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ کے چہرۂ مبارک پر فرحت و سرور کے آثار نمایاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی میرے پاس میرے رب عزوجل کی بارگاہ سے ایک آنے والا آیا اور کہا کہ آپ کی

امت میں سے جو آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے عوض دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ مٹائے گا، دس درجے بلند کرے گا اور اس پر وہ درود بھی بھیجے گا۔ منذری کی ''الترغیب'' میں ہے کہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

اور امام احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں آئے کہ آپ کے چہرے سے خوشی ظاہر ہو رہی تھی تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ کے چہرے میں خوشی دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ آپ کا رب عزوجل فرماتا ہے: بے شک آپ کی امت میں سے جو بھی آپ پر درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا کہ رب کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ رب اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کو بہت بڑا اجر عطا فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا'' (پ: ۸، س: الانعام، آیت: ۱۶۱) ترجمہ: ''جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں'' (کنز الایمان) اور کبھی درود پڑھنے والے کی عظمت و شرافت ظاہر فرمانے کے لیے رب تعالیٰ کا درود ایسا کلام ہوتا ہے جسے رب فرشتوں کو سناتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا: ''اگر وہ میرا ذکر کسی جماعت میں کرے گا تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کروں گا''۔

احادیثِ سابقہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر خود اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے اور بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب سے بڑا اجر ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی جزا خود ذکر کرنے والے کا ذکر بنایا جیسا کہ ارشاد فرمایا: ''اگر وہ میرا

ذکر اپنے آپ میں کرے گا تو میں بھی اس کا ذکر اپنے آپ میں کروں گا اور اگر میرا ذکر جماعت میں کرے گا تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کروں گا" اسی طرح اپنے نبی وحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بدلے میں کیا ہے کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بھی درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجے گا یعنی اپنی رحمت، تعریف، اکرام اور احسان سے اس کو نوازے گا۔

علامہ شیخ برہان الدین بن ابی شریف علیہ الرحمہ نے فرمایا: جو اس کی طرف اپنی توجہ مبذول کرے تو پروردگار عالم کی جانب سے نیکی اور مسرت کا تحفہ ملتا ہے، کتنی بڑی خوشخبری ہے، کہاں بندے کا درود اور کہاں سارے جہان کے مالک کا درود؟ رب کا کتنا بڑا فضل ہے کہ بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھتا ہے اور رب اس پر دس بار درود بھیجتا ہے، تو اس کے لیے اس کے مولیٰ نے کس قدر ثوابِ عمیم اور اجرِ عظیم جاری فرمایا۔ (شرح الاذکار لابن علان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی بندہ میرا ذکر کرتا ہے پس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ مٹاتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے۔ (۱)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے لیے درود وسلام کے سبب ثوابِ عظیم اور اجرِ کبیر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار اور تمام انبیا ومرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین پر ان کی فضلیت کا اعلان ہے، یہی وجہ ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس کی بشارت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصوصی عطیہ اور عمدہ تحفہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ کیا۔

چنانچہ امام احمد اور حاکم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور حاکم نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ

---

(۱) نسائی

علیہ وسلم نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چلا یہاں تک کہ آپ کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور بہت دیر تک سجدے میں رہے یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کرلی، وہ کہتے ہیں کہ میں دیکھنے کے لیے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھالیا اور ارشاد فرمایا: اے عبد الرحمٰن! تمھیں کیا ہوگیا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کیا میں آپ کو بشارت نہ دوں؟ یقیناً اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے: جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا، جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا''۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے: لہٰذا میں نے شکر بجالاتے ہوئے اللہ کے لیے سجدہ کیا۔

حافظ منذری نے کہا کہ اس کو ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چار یا پانچ اصحاب میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دن رات جدا نہیں ہوتے تھے، انھوں نے کہا کہ میں حضور کے پاس آیا جب کہ آپ نکل چکے تھے لہٰذا میں آپ کے پیچھے چلا تو آپ اشراف کے کسی باغ میں داخل ہوئے تو نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے تو میں یہ سوچ کر رونے لگا کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کرلی، وہ کہتے ہیں کہ پھر حضور نے اپنا سر اٹھایا اور مجھ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سجدے کو لمبا کیا تو میں نے سوچا کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کرلی میں ان کو کبھی نہیں دیکھ سکوں گا تو آپ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کے لیے اس انعام کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ کیا جو اس نے مجھ پر میری امت کے حق میں فرمایا کہ میری امت میں سے جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا۔

(۵) جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ درود اس کے لیے رضائے الٰہی کی خاطر دس آزاد کردہ غلام کے برابر ہوتا ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، اس کے دس گناہ مٹائے گا، اس کو دس درجے بلند فرمائے گا اور وہ اس کے لیے دس غلام کے برابر ہوگا۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے کتاب ''الصلاۃ'' میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کیا جن کی روایت حضرت براء سے ہے اور ان کا نام ذکر نہیں کیا۔

(۶) درود گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے اور یہ مغفرت مومن کے ایمان، اس کی محبت اور درود میں اس کے اخلاص کے اعتبار سے ہے:

ابن ابی عاصم اور طبرانی نے حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو کاہل! میری محبت اور میرے اشتیاق میں جو مجھ پر ہر دن اور ہر رات تین تین بار درود پڑھے تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہوں کو بخش دے۔ اس حدیث کو منذری نے صیغہ ''رُوِیَ'' کے ساتھ ذکر کیا اور ''جلاء الافہام'' میں اس کو اس کی سند کے ساتھ ذکر کیا۔

(۷) درود، درود پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتا ہے اور اس کو اس کی قبر میں تسلی دیتا ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کو ایک فرشتہ لے کر نکلتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو رحمٰن

عزوجل کی بارگاہ میں لاتا ہے تو ہمارا رب ارشاد فرماتا ہے: اس کو میرے بندے کی قبر کی طرف لے جاؤ وہ اس کے لیے استغفار کرے گا اور اس سے اس کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچے گی۔(۱)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والے کی شفاعت فرمائیں گے:

ابن ابی داود نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں فرماتے ہوئے سنا: یقیناً اللہ عزوجل نے استغفار کے وقت تمہارے گناہوں کو تمہارے حوالے کر دیا لہٰذا جو سچی نیت کے ساتھ استغفار کرے گا وہ اسے بخش دے گا اور جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے گا اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور جو مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔(۲)

(۹) درود محتاجی کو دور کرتا ہے اور خیر و برکت سے بھر دیتا ہے:

اور اس کا ذکر متعدد طرق سے متعدد اسانید کے ساتھ آیا ہے جن میں سے بعض کو بعض سے تقویت ملتی ہے:

چنانچہ ابو نعیم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب کرنے والا عمل کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی، تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کچھ اور اضافہ کیجیے، آپ نے فرمایا: رات کی نماز اور سخت گرمیوں کا روزہ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کچھ اور بڑھائیے، آپ نے فرمایا: ذکر کی کثرت اور مجھ پر درود محتاجی کو دور کرتا ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ کچھ اور بڑھائیے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو امامت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ تخفیف کرے (نماز کو زیادہ لمبی نہ کرے بلکہ مختصر پڑھائے) کیوں کہ ان میں عمر دراز، بیمار، کمزور اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

---

(۱) مسند الفردوس (۲) الصلات والبشر

حافظ ابو موسیٰ مدینی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے محتاجی اور تنگیٔ معاش کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو اس میں کوئی ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام بھیجو اور ایک بار ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھو تو اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس کو کثرت سے رزق دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو فائدہ پہنچایا۔

(۱۰) جو زیادہ درود پڑھے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ قریب ہوں گے:

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کو حسن قرار دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو ان میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔

ابن حبّان نے کہا کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب اصحابِ حدیث ہوں گے، کیوں کہ اِس امت میں اصحابِ حدیث سے زیادہ درود پڑھنے والے نہیں ہیں۔

علامہ ہیتمی علیہ الرحمہ نے اور ایسے ہی دوسرے علما نے فرمایا کہ اس میں اصحابِ حدیث کے لیے بشارتِ عظمیٰ ہے کیوں کہ وہ رات و دن پڑھتے اور لکھتے وقت قول اور فعل دونوں طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، لہٰذا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ درود پڑھنے والے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تمام علما میں صرف وہی اس فضلیت کے حامل ہوئے۔

(۱۱) درود کی برکت اور اس کے فیوض درود پڑھنے والے کو، اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد کو حاصل ہوتے ہیں:

جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی برکت مرد کو اور اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کو حاصل ہوتی ہے۔(۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَكَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَمَا هُوَ اَهْلُهٗ عِنْدَكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

مجلسوں میں بیٹھنے والے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ترک سے بچنا:

کسی بھی مجلس میں بیٹھنے والے کو چاہیے کہ اس مجلس سے نہ اٹھے جب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے اور جو ایسا نہ کرے تو عنقریب وہ مجلس اس پر قیامت کے دن حسرت وندامت کا سبب ہوگی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھی جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی پر درود نہیں پڑھا تو وہ مجلس ان پر ضرور حسرت کا سبب ہوگی تو اگر وہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو ان کو بخش دے۔(۲)

اور ابن منیع نے اپنی ''مسند'' میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی پھر اللہ کا ذکر کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے پہلے جدا ہوگئی تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت کا سبب ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم ایسی جگہ بیٹھی جس میں اس نے اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تو ضرور وہ ان پر قیامت کے دن ثواب کے لیے حسرت کا سبب

(۱) الدر المنضود (۲) ابو داؤد، ترمذی، بیہقی، ابن ابی الدنیا

ہوگی اگر چہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔(۱)

ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ درود کے ثواب سے محروم رہنے کی وجہ سے وہ میدان محشر میں درود چھوڑنے پر افسوس کریں گے یہ نہیں کہ جنت میں داخل ہوجانے کے بعد ان کو حسرت لازم ہوگی۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم جمع ہوئی پھر اللہ عزوجل کے ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بغیر جدا ہوگئی تو وہ ضرور مردار کی بدبو کے ساتھ اٹھی۔

لہٰذا بیٹھنے والوں میں سے ہر ایک کے لیے مسنون ہے کہ وہ تسبیح یا تحمید یا تکبیر یا استغفار وغیرہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اسی طرح یہ بھی مسنون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، کیوں کہ مجلس سے اٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مؤکد ہے۔

علامہ مناوی نے فرمایا کہ ذکر اور درود جس طرح بھی پڑھے سنت ادا ہوجائے گی لیکن مجلس سے اٹھتے وقت ذکر میں سب سے بہتر یہ ہے: "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ" اور درود میں سب سے بہتر درودِ ابراہیمی ہے۔

درود شریف کے فوائد

ذہن نشین رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضلیت وفوائد اور نیکیاں ان گنت ہیں جس کا شمار صرف اللہ کو معلوم ہے ہم مختصراً ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں تا کہ ناواقف اس سے آگاہ ہوجائے اور غافل کے لیے تنبیہ اور عاقل کے لیے نصیحت ہوجائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ" (پ ۲۷، س: الذّٰرِیٰت، آیت: ۵۵)

ترجمہ: "اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے"۔(کنزالایمان)

(۱)القول البدیع

پہلا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب کا سبب ہے:

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاةً" یعنی بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود والا ہوگا۔(۱)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیوں کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو جس کا درود مجھ پر زیادہ ہوگا اس کا درجہ مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔(۲)

حافظ ابن حبّان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاةً" کے بارے میں کہا کہ اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب محدثین ہیں، کیوں کہ اس امت میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو ان سے زیادہ درود پڑھنے والی ہو۔

خطیب بغدادی نے کہا: ہم سے ابو نعیم نے کہا کہ یہ ایک عظیم شرف ہے جس سے حدیث کے راوی اور ناقلین خاص ہیں کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اس جماعت سے زیادہ کسی جماعتِ علما کے لیے مشہور نہیں ہے لکھ کر بھی اور دل و زبان سے ذکر کر کے بھی۔

حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری سے تخریج کی کہ انھوں نے فرمایا: اگر صاحبِ حدیث کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے علاوہ کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ضرور وہی اس کو کافی ہوتا کیوں کہ وہ جب تک کتاب میں رہے گا ان پر درود پڑھا جاتا رہے گا۔

رہی زیادتی کی حد تو شیخ عارف ابو طالب مکی نے فرمایا کہ زیادتی کی اقل حد تین سو (۱۰۰) بار ہے۔

---

(۱) ترمذی و ابن حبان (۲) بیہقی

شیخ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ زیادتی کا حصول نہیں ہوگا مگر یہ کہ عبادت کے اکثر اوقات کو درود کے لیے خالی کر لیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ''میں کہا گیا، وہ فرماتے ہیں: اور زیادتی کی حد بندی اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ اتنی کثرت سے درود پڑھے کہ لوگوں کے درمیان مشہور ہو جائے۔

دوسرا فائدہ: درود، درود پڑھنے والے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص شفاعت کا سبب ہے:

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' کہے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ (۱)

ترجمۂ درود: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور انھیں قیامت کے دن اپنی بارگاہ میں بلند مقام پر فائز فرما۔

طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح کے وقت مجھ پر دس بار اور شام کے وقت دس بار درود پڑھے قیامت کے دن اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی۔

تیسرا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، درود پڑھنے والے کے لیے طہارت و پاکیزگی کا سبب ہے:

ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود پڑھو کیوں کہ مجھ پر درود تمھارے لیے زکات ہے۔

اور ابن ابی عاصم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) طبرانی و بزار

وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود پڑھو، کیوں کہ مجھ پر درود تمھارے لیے کفارہ ہے، جو مجھ پر درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمت نازل فرمائے گا۔

حدیثِ اول میں اس بات کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، درود پڑھنے والے کے لیے زکات ہے اور ظاہر ہے کہ زکات نمو اور برکت وطہارت کے معنیٰ کو شامل ہے، جیسا کہ اموال کی زکات کی شان ہے کہ وہ اس کو بڑھاتا اور پاک کرتا ہے اور اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کفارہ ہے اور یہ گناہ گار کی ذات اور اس کے صحیفے سے گناہ اور اس کے آثار کے مٹنے کی دلیل ہے۔

پس یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلیل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے نفس کو اس کی گندگیوں اور اس جیسی چیزوں سے طہارت حاصل ہوتی ہے، اس کے کمالات ومحاسن میں اضافہ ہوتا ہے اور نفس کو رذائل سے رستگاری اور فضائل سے آراستگی حاصل ہوتی ہے اور نفس کے کمال اور سعادت کا مرجع یہی دو چیزیں ہیں یعنی نفس کا رذائل سے آزاد ہونا اور فضائل سے آراستہ ہونا اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نفس کا کمال صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ذریعے ہے، کیوں کہ یہ ان کی محبت، اطاعت اور مخلوق کے دوسرے افراد پر ان کی تقدیم کے لوازم سے ہے۔

اور یہیں سے محققین عارفین رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جو مرشدِ کامل شیخ نہ پائے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو لازم کرلے، یہ اس کے لیے مرشدِ کامل کی طرح ہے اور جن لوگوں نے اس پر تنبیہ کی ان میں سے ایک عارف باللہ احمد رزوق ہیں جنھوں نے "القاعدة المأة والرابعة عشر" میں تنبیہ کی ہے اور قاضی اسماعیل نے "كتاب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود پڑھو، کیوں کہ مجھ پر تمھارا درود تمھارے لیے زکات ہے اور میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے اس کو صرف ایک شخص پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔

چوتھا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اجر وثواب میں تنگ دست کے لیے صدقہ کرنے کے قائم مقام ہے:

ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان مرد کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں کہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ، وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ" کیوں کہ یہ زکات ہے۔

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بسا اوقات ایک شخص حلال مال کماتا ہے اور اپنے آپ کو کھلا دیتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کے مال میں صدقہ بھی ہوتا ہے تو وہ یعنی پہلا شخص کہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ" کیوں کہ یہ اس کے لیے زکات ہے۔(۱)

پانچواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دنیا و آخرت کے غم کے خاتمہ کا سبب ہے:

طبرانی نے جید سند کے ساتھ محمد بن یحییٰ بن حیان سے روایت کی، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ پر درود کو بنالوں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو، اس نے عرض کیا: دو تہائی؟ آپ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو، اس نے عرض کیا: اپنی پوری دعا درود کو بنالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب اللہ تمھاری دنیا و آخرت کی پریشانی کے لیے کافی ہوجائے گا۔

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور کہتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو، صور کی پہلی پھونک کا وقت قریب آچکا ہے، بعد والی پھونک اسی کے پیچھے ہے، موت اپنے لوازم کے

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ

ساتھ آ پہنچی ہے، ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بکثرت دعا کرتا ہوں تو میں اپنی دعا سے آپ پر درود کے لیے کتنا مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا جوتم چاہو، میں نے کہا: چوتھائی؟ آپ نے فرمایا: جوتم چاہو اور اگر زیادہ کروتو وہ تمھارے لیے بہتر ہے میں نے کہا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: جوتم چاہو اور اگر زیادہ کروتو وہ تمھارے لیے بہتر ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: دو تہائی؟ آپ نے فرمایا: جوتم چاہو اور اگر زیادہ کروتو وہ تمھارے لیے بہتر ہے، میں نے کہا: میں اپنی پوری دعا آپ کے لیے (آپ پر درود کے لیے) مقرر کرلوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تو وہ تمھارے غم کے لیے کافی ہوگا اور تمھارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ حافظ منذری نے کہا کہ اس حدیث کو احمد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اس کو صحیح کہا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

منذری کہتے ہیں کہ امام احمد کی ایک روایت میں انھیں سے (ابی بن کعب سے) روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں؟ آپ نے فرمایا: تب تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمھاری دنیا و آخرت کی پریشانی کے لیے کافی ہو جائے گا" اس کی اسناد جید ہے۔

منذری نے ابی بن کعب کے قول: "اِنِّی أُکْثِرُ الصَّلَاۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِی؟" کے معنیٰ کے بارے میں کہا کہ اس کا معنیٰ ہے: "أُکْثِرُ الدُّعَاءَ اَیْ أُکْثِرُ مِنْ دُعَاءِ رَبِّی وَسُؤَالِی اِیَّاہُ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ دُعَائِی صَلَاۃً عَلَیْکَ" معنی یہ ہے کہ میں رب سے بکثرت دعا وسوال کرتا ہوں تو اپنی دعا سے آپ پر درود کے لیے کتنا مقرر کروں یعنی کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی یا نصف یا دو تہائی آپ پر درود کو بناؤں یا اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں؟۔

ان مذکورہ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ متعدد صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا اور یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی عظمت کا نتیجہ تھا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس شخص کے لیے بہت بڑی دلیل ہے جو اپنی

قراءت کے بعد دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: ''اَجْعَلُ ثَوَابَ ذٰلِکَ لِسَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''یعنی میں اس کا ثواب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کرتا ہوں، کیوں کہ اس میں کہا: میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں؟ تو آپ نے فرمایا: تب وہ تمھارے غم کے لیے کافی ہو جائے گا۔الحدیث

چھٹا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نفاق اور جہنم سے بری ہونے کا عظیم سبب ہے:

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور جو مجھ پر دس بار درود پڑھے گا اللہ اس پر سو رحمتیں بھیجے گا اور جو مجھ پر سو بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق سے براءت اور جہنم سے براءت لکھ دے گا اور اللہ قیامت کے دن اس کو شہدا کے ساتھ رکھے گا۔(۱)

یہ ایک بڑی فضیلت اور روشن فائدہ ہے کیوں کہ نفاق سے براءت کے ذریعہ کمالِ ایمان کا حصول ہوگا اور جہنم سے براءت کے ذریعہ گناہوں سے حفاظت ہوگی اور جنت میں شہدا کے ساتھ رہائش سے رحمٰن عزوجل کی بڑی خوشنودی حاصل ہوگی۔

ساتواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دنیا و آخرت کی ضرورتوں کے پورا ہونے کا عظیم سبب ہے:

حافظ ابن مندہ وغیرہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہر دن مجھ پر سو (۱۰۰) بار درود پڑھے گا اللہ اس کی سو ضرورتوں کو پورا فرمائے گا، ستر (۷۰) آخرت کی اور تیس (۳۰) دنیا کی۔

حافظ احمد بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی

(۱) طبرانی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح کی نماز کے وقت بات کرنے سے پہلے مجھ پر ایک سو بار درود پڑھے گا اللہ اس کی سو ضرورتیں پوری فرمائے گا، وہ اس کی تیس (۳۰) ضرورتیں فوراً پوری کر دے گا یعنی دنیا میں اور ستر ضرورتوں کو مؤخر کر دے گا اور ایسے ہی مغرب میں یعنی ایسے ہی مغرب کی نماز کے بعد۔

آٹھواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھلائی کے دروازوں کو کھولتا ہے اور محتاجی کو دور کرتا ہے:

ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب کرنے والا عمل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سچ بولنا اور امانت ادا کرنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مزید فرمائیے، تو آپ نے فرمایا: رات کی نماز اور سخت گرمیوں کا روزہ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مزید ارشاد ہو، آپ نے فرمایا: ذکر کی کثرت اور مجھ پر درود محتاجی کو دور کرتا ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مزید فرمائیں، آپ نے فرمایا: جو کسی قوم کی امامت کرے تو وہ ہلکا کرے، کیوں کہ ان میں بوڑھے، بیمار اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے قرآن پڑھا اور رب کی حمد کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنے رب سے مغفرت چاہی تو اس نے اپنے گمان کی جگہوں سے بھلائی تلاش کر لی۔

اور حضرت حسن بصری سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اپنے رب کی حمد کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو اس نے اپنے گمان کی جگہوں سے بھلائی تلاش کر لی۔(۱)

(۱) القول البدیع

نواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود قیامت کے دن آدمی کے لیے پل صراط پر نور ہو گا:

ابو سعید نے کتاب "شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود قیامت کے دن پل صراط پر نور ہو گا۔
دیلمی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود کے ذریعہ آراستہ کرو کیوں کہ مجھ پر تمہارا درود قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہو گا۔

دسواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، درود پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن خطرات سے امان اور نجات ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم میں سب سے زیادہ قیامت کی ہولناکیوں اور اس کی پر خطر جگہوں سے نجات پانے والا مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہو گا، بے شک یہ اللہ اور اس کے فرشتوں کو کافی ہے کیوں کہ اللہ کا ارشاد ہے: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" الآیۃ، تو اللہ نے مومنوں کو درود کا حکم اس لیے دیا تا کہ انھیں درود پر ثواب عطا فرمائے۔(۱)

گیارہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود گناہوں کی بخشش اور خطاؤں کے مٹنے کا عظیم سبب ہے:

حدیث میں گزرا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا اس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے: اس سے دس خطائیں ساقط کر دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

---

(۱) طبقات سبکی

نمیری اور ابن بشکوال نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی کہ پانی کے آگ کو بجھانے کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود گناہوں کو زیادہ مٹانے والا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ایک غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لوگوں کی جانوں سے، یا فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار مارنے سے افضل ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی کہتے ہیں: یہ حدیث حکماً مرفوع ہے، کیوں کہ اس قسم کی باتیں عقل و رائے سے نہیں کہی جاتی ہیں جیسا کہ ان کی "الدر المنضود" میں ہے۔

بارہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نزولِ رحمت کا عظیم سبب ہے:

بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ گھومنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے ہیں، تو جب ان کے پاس (ذکر کرنے والوں کے پاس) آتے ہیں تو ان کو گھیر لیتے ہیں پھر وہ اس طرح اٹھتے ہیں کہ ان کے ہاتھ آسمان کی جانب رب تبارک وتعالیٰ کی طرف اٹھے ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم تیرے بندوں میں سے ایسے بندوں کے پاس آئے جو تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور اپنی آخرت اور اپنی دنیا کے لیے تجھ سے سوال کرتے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ان کو میری رحمت میں ڈھانپ لو، تو وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کا بیٹھنے والا نامراد نہیں ہوتا۔

تیرہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود قیامت کے دن پل صراط پر سیر کے آسان ہونے کا عظیم سبب ہے:

حافظ ابو موسیٰ مدینی وغیرہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں نے گزشتہ رات ایک حیران کن چیز دیکھی۔ میں نے اپنی امت میں سے

ایک شخص کو دیکھا کہ اس کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر رکھا ہے، پھر اس کا وضو آیا اور اس کو اس سے بچالیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو نبیوں کے پاس آتے دیکھا اور انبیا حلقہ حلقہ تھے جب وہ کسی حلقے پر گزرتا تو اس کو دھتکار دیا جاتا، پھر اس کا غسل جنابت اس کے پاس آیا، اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو میرے پہلو میں بٹھا دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس پر عذاب قبر پھیلا دیا گیا ہے، پھر اس کی نماز اس کے پاس آئی اور اس کو اس سے بچالیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کو شیاطین نے گھیر رکھا ہے، پھر اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا اور اس کو ان سے چھٹکارا دلا دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس سے اس کی زبان باہر نکل رہی ہے، پھر رمضان کے روزے آئے اور اس کو سیراب کر دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے آگے تاریکی ہے، اس کے پیچھے تاریکی ہے، اس کے دائیں تاریکی ہے، اس کے بائیں تاریکی ہے، اس کے اوپر تاریکی ہے، اس کے نیچے تاریکی ہے، پھر اس کا حج وعمرہ اس کے پاس آیا اور دونوں نے اس کو اس سے نکال دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا، پھر اپنے والدین کے ساتھ اس کا نیک برتاؤ اس کے پاس آیا اور فرشتے کو اس کے پاس سے لوٹا دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مؤمنین سے بات کرتا ہے مگر مؤمنین اس سے بات نہیں کرتے ہیں، پھر اس کے پاس صلہ رحمی آئی اور کہا: یہ شخص اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا تھا تو وہ مؤمنین سے اور مؤمنین اس سے بات کرنے لگے اور وہ ان کے ساتھ ہوگیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اپنے چہرہ سے آگ کے شعلہ کو دور کرتا ہے، پھر اس کے پاس اس کا صدقہ آگیا اور وہ اس کے سر پر سایہ اور اس کے چہرے پر آڑ بن گیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاس عذاب کے فرشتے آئے، پھر اس کے پاس اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آگیا اور اس کو اس سے بچالیا اور میں نے اپنی امت میں

سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کو جہنم میں گرا دیا گیا پھر اس کے وہ آنسو آئے جو اس نے خشیتِ الٰہی سے دنیا میں بہائے تھے اور اس کو جہنم سے نکال دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں گرا پھر اس کا خوفِ الٰہی اس کے پاس آیا اور اس کے اعمال نامہ کو لے کر اس کے دائیں کر دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی میزان ہلکی ہوگئی، پھر بچپن میں مرنے والے اس کے چھوٹے بچے آئے اور اس کی میزان کو بھاری کر دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو جہنم کے کنارے دیکھا، پھر اس کے پاس اس کا خوفِ الٰہی آیا اور اس کو اس سے بچالیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس پر کھجور کی شاخ کی طرح کپکپاہٹ طاری ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا حسنِ ظن آیا اور اس کی کپکپاہٹ کو ختم کر دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو پل صراط پر دیکھا کہ وہ کبھی دھیرے دھیرے چلتا ہے اور کبھی گھسٹتا ہے، پھر اس کے پاس اس کا مجھ پر پڑھا ہو درود آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ پار ہو گیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازوں تک پہنچ گیا لیکن اس کے سامنے دروازوں کو بند کر دیا گیا، پھر اس کے پاس لا الہ الا اللہ کی شہادت آگئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دی۔

چودھواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درود پڑھنے والے کا نام پیش کیے جانے اور آپ کی مقدس بارگاہ میں اس کا نام ذکر کیے جانے کا سبب ہے:

بزار نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا ہے جس کو اس نے مخلوق کے نام دے دیے ہیں، تو قیامت تک مجھ پر جو بھی درود پڑھے گا وہ میرے پاس اس کا اور اس کے باپ کا نام ضرور پہنچائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

حافظ منذری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ابوالشیخ اور ابن حبان نے روایت کی اور ان کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جسے اس نے مخلوق کے نام عطا کر دیے ہیں، وہ میری قبر پر کھڑا ہے جب میں انتقال کر جاؤں گا تو جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ ضرور کہے گا اے محمد! (صلی اللہ علیہ و سلم) فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا، آپ نے فرمایا: تو رب تبارک وتعالیٰ اس مرد پر ہر ایک درود کے بدلے دس درود بھیجے گا۔

اور طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں اسی طرح روایت کیا اور ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس کو اس نے بندوں کی سماعت عطا کر دی ہے تو جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ ضرور اس کو مجھ تک پہنچائے گا اور میں نے اپنے رب سے درخواست کی ہے کہ مجھ پر جو بھی بندہ درود پڑھے وہ اس پر اسی کے مثل دس بار درود بھیجے۔(۱)

اور مسلمان بندے کی عزت وشرافت اور کرامت و فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا جائے، اسی سلسلہ میں کسی نے کہا ہے:

وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْهُ بِبَالِکَ خَطْرَةٌ	حَقِيْقٌ بِأَنْ يَّسْمُوْ وَأَنْ يَّتَقَدَّمَا

ترجمہ: جس کا خیال آپ کے دل میں آجائے وہ بلند اور مقدم ہونے کا حقدار ہے۔

اور کسی دوسرے نے کہا ہے:

أَهْلًا لِمَنْ لَمْ أَكُنْ أَهْلًا لِمَوْقِعِهٖ	قَوْلُ الْمُبَشِّرِ بَعْدَ الْيَأْسِ بِالْفَرَجِ
لَکَ الْبَشَارَةُ فَاخْلَعْ مَا عَلَيْکَ فَقَدْ	ذُكِرْتَ ثَمَّ عَلٰى مَا فِيْکَ مِنْ عِوَجٍ

ترجمہ: مایوسی کے بعد کشادگی کی خوش خبری لانے والے کا قول کہ: تیرے لیے خوش خبری ہے لہٰذا اس (غم) کو اتار دے جو تجھ پر ہے کہ تیرا ذکر وہاں ہوا، اس ٹیڑھے پن کے باوجود جو تجھ میں ہے" اس شخص کے لائق ہے جس کے مرتبے کا میں لائق نہیں۔

---

(۱) الجامع الصغیر

پندرہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت میں اضافہ کا سبب ہے، نیز درود پڑھنے والے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سبب ہے:

ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود والا ہوگا۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کی۔

لہٰذا لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت خاصہ کا زیادہ مستحق وہ ہوگا جو آپ پر زیادہ درود والا ہوگا۔

وَمِنْ مَذْهَبِي حُبُّ النَّبِيِّ وَآلِهِ	وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

ترجمہ: اور میرا مذہب یعنی طریقہ نبی اور آل نبی کی محبت ہے اور لوگوں کا مذہب ان کی پسندیدہ شئ ہے۔

سولہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھولی ہوئی چیز یاد آنے کا سبب ہے:

دیلمی نے عثمان سے اور انھوں نے ابو حرب باہلی سے مرفوعاً روایت کی کہ جو کسی حدیث کے بیان کرنے کا ارادہ کرے، پھر اسے بھول جائے تو وہ مجھ پر درود پڑھے کیوں کہ مجھ پر اس کے درود میں اس کی حدیث کا بدل موجود ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث اسے یاد آجائے۔

سترہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، قیامت کے دن درود پڑھنے والے کے لیے عرش کے سایہ میں داخل ہونے کا سبب ہے:

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ تین شخص قیامت کے دن سایہ عرش کے نیچے ہوں گے جو میری امت کے کسی پریشان حال کی پریشانی دور کرے، جو میری سنت کو زندہ کرے، جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے۔

اٹھارہواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا خیر اور نور تمام مسلمین و مؤمنین کے لیے عام ہے:

ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان مرد کے پاس صدقہ نہ ہو وہ اپنی دعا میں یہ کہے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ" کیوں کہ یہ زکات ہے۔ اور تحقیق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کوئی مؤمن بھلائی سے آسودہ نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اس کا منتہیٰ جنت ہو جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مرد کوئی حلال مال کمائے اور اپنے کو کھلائے اور اس مال سے اپنے علاوہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق (اپنے اہل وعیال وغیرہ) کو پہنائے، تو بے شک وہ اس کے لیے زکات ہے اور جس مسلمان مرد کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں کہے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ" کیوں کہ یہ اس کے لیے زکات ہے یعنی یہ اس کے قائل کے لیے (اس کے مال میں) زیادتی اور برکت وطہارت کا سبب ہے۔(۱)

انیسواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود دعا کے قبول ہونے کا عظیم سبب ہے:

حافظ عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ارادہ کرے تو وہ اس کی حمد وثنا سے شروع کرے جس کا وہ اہل ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اس کے بعد مانگے، کیوں کہ وہ کامیاب ہونے یا پانے کے زیادہ لائق ہے۔

---

(۱) ابن حبان

بیسواں فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بڑے ثواب کے حصول کا سبب ہے:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس کے لیے ایک قیراط لکھے گا اور وہ قیراط اُحد کی طرح ہوگا۔(۱)

علامہ مناوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جسامت وضخامت میں احد پہاڑ کی طرح ہوگا اور یہ جنت میں دخول کو مستلزم ہے کیوں کہ جو جنت میں داخل نہیں ہوگا اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے اور قیراط سے یہاں مراد حصہ اجر ہے اور یہ مجازاً تشبیہ ہے، معنیٰ عظیم کو جسمِ عظیم سے تشبیہ دی ہے اور قیراط کو ذکر کیں اس لیے خاص فرمایا کہ جب اس کا رواج تھا تو معاملہ اکثر اسی سے ہوتا تھا پس مراد ثواب کی عظمت کا بیان ہے یہی وجہ ہے کہ قیراط کو جسامت میں بہت بڑے اور نفوس مومنہ کے نزدیک بہت محبوب پہاڑ احد سے تشبیہ دی۔

علامہ مناوی نے فرمایا: اس کا حقیقت ہونا بھی ممکن ہے۔

عبداللہ (عبداللہ سراج الدین، مؤلف کتاب) کہتا ہے: یہی حق ہے جس پر اہلِ حقیقت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت کے دن احد پہاڑ کے برابر جسمِ مثالی بنادے گا جسے وزن کیا جائے گا، اہلِ حقیقت کے نزدیک یہی بات ثابت ہے۔

اس بحث پر ہم نے اپنی کتاب "الایمان بالملائکۃ علیھم السلام" میں گفتگو کی ہے اور کتاب وسنت سے دلائل ذکر کیے ہیں کہ وہاں ایک عالم ہے جس کا نام عالم مثال ہے، بڑا اور کشادہ عالم جس میں محسوسات، معنویات، معقولات اور اشباح وارواح بحسب اختلافِ مراتب ودرجات مجسم ہوتے ہیں، تو اس کی طرف رجوع کریں، خیر کثیر اور عرفانِ کبیر حاصل ہوگا۔

---

(۱) جامع صغیر بحوالہ جامع عبدالرزاق

کسی نے خوب کہا ہے:

اِذَا اَنْتَ اَكْثَرْتَ الصَّلَاةَ عَلَى الَّذِي	صَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ فِي الْاٰيَاتِ

ترجمہ: جب تم اس ذات پر کثرت سے درود پڑھو جس پر اللہ نے آیتوں میں درود بھیجا۔

وَجَعَلْتَهَا وِرْدًا عَلَيْكَ مُحَتَّمًا	لَاحَتْ عَلَيْكَ دَلَائِلُ الْخَيْرَاتِ

ترجمہ: اور درود کو اپنے لیے وظیفہ لازم بنالو تو تم پر بھلائی کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام حالات میں درود کی کثرت

مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو تمام احوال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت اور مداومت میں بہت بڑی خیر اور بہت بڑا فضل ہے۔

امام احمد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں؟ یعنی اگر میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں تو کیا اجر ملے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری دنیا وآخرت کی پریشانی کے لیے کافی ہو جائے گا۔

اور محمد بن یحییٰ بن حیان سے مروی، وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ پر درود کو بنا لوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں، اگر تم چاہو، انھوں نے کہا: دو تہائی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں، اگر تم چاہو، انھوں نے کہا: میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کو بنالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری دنیا وآخرت کی پریشانی کے لیے کافی ہو جائے گا۔(۱)

اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے گزری کہ انھوں نے عرض کیا: یا

---

(۱) طبرانی

رسول اللہ! میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کے لیے مقرر کرلوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو وہ تمھارے غم کے لیے کافی ہوگا اور تمھارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ متعدد صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایسا جواب دیا جو انھیں حتی المقدور زیادہ سے زیادہ درود پر ابھارے اور آمادہ کرے۔

اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرتے تھے۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں حضرت ابو وائل سے روایت کی. انھوں نے فرمایا: میں نے عبداللہ یعنی ابن مسعود کو بغیر اللہ تعالیٰ کی حمد کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے کسی مجمع یا کسی دسترخوان سے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا. وہ کہتے ہیں: اور عبداللہ بازار میں ایسا مکان ڈھونڈتے جو ویران ہو. اس میں بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔

مراد یہ ہے کہ وہ علانیہ ایسا کرتے تاکہ غافل بیدار ہو جائے اور نادان جان لے۔

اور ابونعیم اور ابن بشکوال نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں حج کر رہا تھا کہ اسی اثنا میں میرے پاس ایک نوجوان آیا جو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کہے بغیر نہ کوئی قدم اٹھاتا. نہ کوئی قدم رکھتا تو میں نے اس سے کہا: کیا تم بالقصد درود پڑھ رہے ہو؟ تو اس نے کہا: ہاں. پھر اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: سفیان ثوری. اس نے کہا: عراقی؟ میں نے کہا: ہاں. اس نے کہا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا؟ میں نے کہا: ہاں. اس نے کہا: آپ نے اس کو کس طرح پہچانا؟ میں نے کہا: اس طرح کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور رحم میں بچے کی صورت بناتا ہے. تو اس نے کہا: اے سفیان! تو نے اللہ کو کما حقہ نہیں پہچانا. میں نے کہا: اور تو اسے کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: ارادوں. ہمتوں اور عزم کو توڑنے

سے، میں نے ہمت کی تو اس نے میری ہمت توڑ دی، میں نے عزم کیا تو اس نے میرا عزم توڑ دیا تو میں نے جان لیا کہ میرا ایک رب ہے جو میری تدبیر کرتا ہے، سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرے درود؟ یعنی درودوں کی کثرت کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے کہا: میں حج کر رہا تھا اور میرے ساتھ میری والدہ تھی، اس نے مجھ سے بیت اللہ کے اندر لے جانے کے لیے کہا: پھر وہ گر گئی اور اس کا پیٹ پھول گیا اور چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یعنی تکلیف اور مرض کی شدت سے۔ تو میں اپنی ماں کے پاس مغموم ہو کر بیٹھ گیا، پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کیا: اے رب! تو اپنے گھر میں داخل ہونے والے کے ساتھ ایسا ہی کرے گا؟ تو اچانک تہامہ کی طرف سے بادل اٹھا اور ایک مرد نمودار ہوا جس پر سفید کپڑے تھے پھر وہ بیت اللہ میں داخل ہوا اور اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ سفید ہو گیا اور اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ بھی سفید ہو گیا اور مرض ختم ہو گیا، پھر وہ نکلنے لگے تو میں نے ان کے دامن پکڑ لیے اور عرض کیا: آپ کون ہیں جس نے مجھ سے پریشانی دور کی؟ تو انھوں نے فرمایا: میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے نصیحت کیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نہ کوئی قدم اٹھا نہ کوئی قدم رکھ جب تک محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ پڑھ لے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کی فضیلت سے متعلق احادیث

بہت سی احادیثِ نبویہ ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود پڑھنے والوں کی فضیلت کا بیان ہے ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

اوّلاً: لوگوں میں آپ کی شفاعتِ خاصہ کا زیادہ مستحق وہ ہے جو آپ پر زیادہ درود والا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث میں گزرا کہ قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود والا ہوگا۔

ثانیاً: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنے والا اپنے رب سے اس حال میں

ملے گا کہ وہ اس سے راضی ہوگا:

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ بات خوش کرے کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس سے راضی ہو تو وہ مجھ پر درود کی کثرت کرے۔(۱)

ثالثاً: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنے والا عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، پوچھا گیا: یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو میری امت کے کسی پریشان حال کی پریشانی دور کرے، میری سنت کو زندہ کرے اور مجھ پر درود کی کثرت کرے۔(۲)

رابعاً: جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت کریں گے اور اس کی گواہی دیں گے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر دس بار درود بھیجے گا اللہ اس پر سو بار درود بھیجے گا اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجے گا اللہ اس پر ہزار بار درود بھیجے گا اور جو محبت اور شوق سے اضافہ کرے تو میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا۔(۳)

اس حدیث کا شاہد وہ حدیث ہے جس کو بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر درود کی کثرت کرو، جو ایسا کرے گا تو قیامت کے دن میں اس کے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا۔

---

(۱) مسند الفردوس (۲) ایضا (۳) القول البدیع بحوالہ ابوموسیٰ مدینی

خامساً: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنے والا لوگوں میں آپ سے درجہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہوگا:

چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ لوگوں میں سے جو مجھ پر زیادہ درود والا ہوگا وہ درجہ کے اعتبار سے لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔ اس حدیث کو بیہقی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا جیسا کہ گزرا۔

سادساً: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے درود اور فرشتوں کے درود سے مشرف ہوگا:

چنانچہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے اور ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مجھ پر درود پڑھے گا فرشتے اس پر درود پڑھتے رہیں گے جب تک وہ مجھ پر درود پڑھے تو بندہ اس میں کمی کرے یا زیادتی کرے۔ منذری نے کہا: اس حدیث کو احمد، ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور یہ حدیث متابعات میں حسن ہے۔

ابن شاہین، ابن بشکوال اور ابن جریر طبری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر اس کے سبب سے دس بار درود بھیجے گا تو اب بندہ چاہے کم کرے یا زیادہ کرے۔ (القول البدیع)

سابعاً: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر سچی دلیل ہے، اس لیے کہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے اور جو کسی شخص سے محبت کرتا ہے وہ کثرت سے اس کی خوبیوں کا ذکر کرتا ہے، اس سے قربت حاصل کرنے کے لیے ہر وہ چیز حاضر کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے جو اسے خوش اور راضی کرے۔

اے اللہ! بغیر کسی آزمائش و مشقت کے اپنی طرف سے فضل و احسان کے طور پر ہمیں

اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والوں میں سے بنا۔آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بہت بڑا اجر وثواب ہے علمائے محققین نے ہمتوں کو تیز کرنے، ارادوں کو متحرک کرنے اور نیتوں کو کثرتِ درود کی طرف متوجہ کرنے کے لیے چند کاذکر کیا ہے، انھیں میں سے وہ ہے جو ''القول البدیع، جلاء الافہام'' اور ''الدر المنضود'' وغیرہ میں آیا جس پر مفصل طور پر دلائل گزر چکے۔

پس درود کا ثواب یہ ہے کہ بلند و برتر اللہ خود اس شخص پر درود بھیجتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، عارفین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: اگر کوئی انسان رب العالمین کے ایک درود کے نور کے علم کا احاطہ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا ہے۔اس شخص پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود بھیجتے ہیں، اس شخص پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، درود خطاؤں کا کفارہ ہے، درجات کی بلندی، گناہوں کی مغفرت اور اعمال کے تزکیہ کا سبب ہے، وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کرے گا، اس کے لیے قیراط برابر اجر لکھا جائے گا جو احد پہاڑ کی مانند ہوگا، اس کو پورا کرنے والے پیمانے سے ناپا جائے گا، بکثرت پڑھنے والے کے لیے دنیا و آخرت کے غموں سے نجات ہوگا، اس سے خطائیں مٹتی ہیں، وہ غلام آزاد کرنے سے افضل ہے، اس کے ذریعہ ہولناکیوں سے نجات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی نصیب ہوگی، شفاعت واجب ہوگی، اللہ کی رضا، اللہ کی رحمت اور اللہ کی نافرمانی سے حفاظت حاصل ہوگی، سایہ عرش کے نیچے دخول ہوگا، میزانِ عمل بھاری ہوگی، حوضِ کوثر کے پاس جانا نصیب ہوگا، پیاس سے حفاظت اور جہنم سے آزادی ملے گی، پل صراط پار کرائے گا، موت سے پہلے جنت کا عظیم ٹھکانا دکھائے گا، جنت میں کثرتِ ازواج حاصل ہوگی، تنگ دست کے لیے صدقہ کرنے کے قائم مقام ہے، وہ زکات اور طہارت ہے، اس کی برکت سے مال بڑھتا ہے، اس کے ذریعہ سو (۱۰۰) بلکہ اس سے بھی زائد ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، وہ عبادت ہے، اس

سے مجلسیں مزین و منور ہوتی ہیں، محتاجی اور تنگیٔ معاش دور ہوتی ہے، اس کے ذریعہ ان جگہوں کو تلاش کیا جاتا ہے جہاں خیر کا گمان ہو (گمان کی جگہوں سے خیر حاصل ہوتی ہے) اس کا نفع درود پڑھنے والا، اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کو پہنچتا ہے، اس کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول کا قرب حاصل ہوتا ہے، جو زیادہ درود والے ہوں گے وہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے، وہ اپنے صاحب کے لیے نور ہے، اس کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، اس کے ذریعہ دل نفاق اور زنگ سے پاک ہوتا ہے، وہ اپنے صاحب کے لیے لوگوں کی محبت کا عظیم سبب ہے، وہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سبب عظیم ہے، وہ اپنے صاحب کو غیبت کرنے سے روکتا ہے، وہ بابرکت، افضل اور دین و دنیا میں کثیر النفع اعمال میں سے ہے، وہ مجلس کے پاکیزہ ہونے اور اہلِ مجلس پر قیامت کے دن حسرت کے نہ لوٹنے کا سبب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بندے سے بخل کو دور کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناک خاک آلود ہونے کی بددعا سے بندہ محفوظ رہتا ہے، درود پڑھنے والا جنت کے راستے پر چلتا ہے جیسا کہ درود نہ پڑھنے والا جنت کے راستے سے خطا کرتا ہے، وہ اس کلام کے پورا ہونے کا سبب ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ہوا، درود پڑھنے سے بندہ بد اخلاقی سے نکل جاتا ہے۔

ابن قیم علیہ الرحمہ کہتے ہیں: درود، درود پڑھنے والے کے لیے آسمان و زمین والوں کے درمیان اللہ سبحانہ کی عمدہ تعریف کے حصول کا سبب ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول کے لیے تعریف، تکریم اور تعظیم کا طالب ہے اور جزاءِ عمل کی جنس سے ہوتی ہے پس ضروری ہے کہ درود پڑھنے والے کو بھی اس قسم کی نعمت حاصل ہو۔

درود، درود پڑھنے والے کی ذات، اس کے عمل، اس کی عمر اور اس کے مفادات کے اسباب میں برکت کا سبب ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے اپنے رب سے برکت کی دعا کرتا ہے اور یہ دعا مقبول ہے اور جزا اسی کی جنس سے ہوتی ہے۔

درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمیشہ قائم رہنے، اس میں اضافہ ہونے اور اس کے دوگنا ہونے کا عظیم سبب ہے اور بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا ایک گرہ ہے جو اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، کیوں کہ بندہ جب کثرت سے محبوب کو یاد کرتا ہے اور اپنے دل میں اس کے محاسن اور اس کی محبت حاصل کرانے والے اسباب کا استحضار کرتا ہے تو اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی طرف اس کا اشتیاق بڑھتا ہے اور وہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور جب اس کے ذکر، اس کی ذات کے اِحضار اور اپنے دل میں اس کے محاسن کے اِحضار سے گریز کرتا ہے تو اس کے دل سے اس کی محبت گھٹ جاتی ہے۔

اور محبوب کے دیدار سے بڑھ کر محب کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی چیز نہیں اور اس کے ذکر اور اس کے محاسن کے اِحضار سے بڑھ کر اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی چیز نہیں تو جب یہ چیز اس کے دل میں قوت پکڑے گی تو اس کی زبان پر اس کی مدح و ثنا اور اس کے محاسن کا ذکر جاری ہو جائے گا اور اس میں کمی زیادتی دل میں اس کی محبت میں کمی زیادتی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اس پر حس شاہد ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے:

عَجِبْتُ لِمَنْ يَّقُوْلُ ذَكَرْتُ حُبِّي	وَهَلْ اَنْسٰى فَاَذْكُرَ مَا نَسِيْتُ

ترجمہ: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو یاد کیا جب کہ میں بھولتا ہی نہیں ہوں کہ بھولے ہوئے کو یاد کروں۔

اسی طرح درود بندے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سبب ہے کیوں کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھنے والے کی محبت میں اضافے کا سبب ہے تو ایسے ہی درود

بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَھْلِہٖ وَاقْبِضْ عَنَّا اَیْدِیَھُمْ وَ اصْرِفْ عَنَّا قُلُوْبَھُمْ حَتّٰی لَانَتَقَلَّبَ اِلَّافِیْمَا یُرْضِیْکَ وَلَانَسْتَعِیْنَ بِنِعْمَتِکَ اِلَّا عَلٰی مَاتُحِبُّ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"۔

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج، اے اللہ! ہمیں اپنا حلال، پاکیزہ اور بابرکت رزق عطا کر جس کے ذریعے ہمارے چہرے تیری مخلوق میں سے کسی کی طرف اٹھنے سے محفوظ رہیں اور اے اللہ! ہمارے لیے اس کا راستہ آسان کر دے بغیر کسی تھکاوٹ، مشقت، احسان اور ضرر کے اور اے اللہ! ہمیں حرام سے دور رکھ وہ جہاں، جس جگہ اور جس کے پاس ہو اور ہمیں حرام والوں سے بچا اور ان کے ہاتھوں کو ہم سے روک دے اور ان کے دلوں کو ہم سے پھیر دے تاکہ ہم ایسی چیز کی طرف پلٹیں جس میں تیری رضا ہو اور تیری نعمت سے ہم ایسی چیز کی مدد لیں جو تجھے محبوب ہو، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ ،یَاجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ،یَااَمَنَ الْخَآئِفِیْنَ،یَاعِمَادَ مَنْ لَاعِمَادَ لَہٗ،یَاسَنَدَ مَنْ لَاسَنَدَ لَہٗ،یَاذُخْرَ مَنْ لَاذُخْرَ لَہٗ،یَا حِرْزَ الضُّعَفَآءِ،یَاکَنْزَ الْفُقَرَآءِ ،یَاعَظِیْمَ الرَّجَآءِ،یَامُنْقِذَ الْھَلْکٰی ،یَامُنْجِیَ الْغَرْقٰی،یَامُحْسِنُ،یَامُجْمِلُ،یَا مُنْعِمُ،یَا مُفَضِّلُ، یَا عَزِیْزُ،یَا جَبَّارُ،یَا مُنِیْرُ ،اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ لَکَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَضَوْءُ النَّھَارِ وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَحَفِیْفُ الشَّجَرِ ،وَدَوِیُّ الْمَآءِ وَنُوْرُ الْقَمَرِ ،یَااَللّٰہُ اَنْتَ اللّٰہُ،لَاشَرِیْکَ لَکَ، اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں، اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! اے پناہ طلب کرنے والوں کی پناہ! اے خوف زدوں کی پناہ گاہ! اے بے سہاروں کا سہارا! اے بے سندوں کی سند! اے بے ذخیروں کا ذخیرہ! اے کمزوروں کا قلعہ! اے

فقیروں کا خزانہ! اے سب سے بڑی امید! اے ہلاک ہونے والوں کو بچانے والے! اے ڈوبنے والوں کو نجات دینے والے! اے احسان فرمانے والے! اے جمع فرمانے والے! اے انعام عطا فرمانے والے! اے فضیلت عطا فرمانے والے! اے غلبہ والے! اے تسلط والے! اے نور والے! تیرے ہی سامنے رات کی سیاہی، دن کی روشنی، سورج کی شعاع، درخت کی سرسراہٹ، پانی کی آواز اور چاند کی روشنی سجدہ ریز ہیں، اے اللہ! تو ہی اللہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنے بندے اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج۔

جب تجھے کوئی ضرورت لاحق ہو یا کوئی مشکل معاملہ درپیش ہو تو مذکورہ بالا دعا مانگ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت پوری کرنے اور اپنی مشکلات کی آسانی کا سوال کر کیوں کہ وہ قبولیت کا سبب ہے۔

اور منجملہ قبولیت کے کلمات میں سے یہ ہے کہ تم تین بار ان کلمات سے دعا مانگو: ''اَللّٰهُمَّ يَادَائِمَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ،يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِا لْعَطِيَّةِ،يَاصَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ،يَاغَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطِيْئَةِ،صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى سَجِيَّةً،وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِيَّةِ،فِى كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ وَّغُدْوَةٍ وَّعَشِيَّةٍ،وَ فَرِّجْ عَنَّا كُلَّ هَمٍّ وَّغَمٍّ وَّبَلِيَّةٍ ،وَاحْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وَّشِدَّةٍ وَّ رَزِيَّةٍ،بِاَنْوَارِ الطَّلْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَاَسْرَارِهَا النَّبَوِيَّةِ وَاِشْرَاقَاتِهَا الْبَهِيَّةِ،يَارَبَّ الْبَرِيَّةِ''۔

ترجمہ: اے مخلوق پر ہمیشہ فضل فرمانے والے! اے عطیہ کے ساتھ اپنے دستِ قدرت کو پھیلانے والے! اے بلند کمالات والے! اے گناہ اور خطا کو بخشنے والے! ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج جو مخلوق میں سب سے بہتر عادت والے ہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر جو نیک ہیں اور ہر لمحہ، ہر دم اور صبح و شام پاک صاف رہنے والے ہیں، اے مخلوق کے رب! چہرۂ محمدی کے انوار، اس کے نبوی اسرار اور اس کی

چمکدار شعاعوں کے طفیل ہم سے ہر غم و فکر اور مصیبت کو زائل کر دے اور ہر آزمائش، سختی اور مصیبت سے ہماری حفاظت فرما۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درود شریف فوراً پیش ہو جاتا ہے

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جہاں رہو مجھ پر درود پڑھو کیوں کہ تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھے گا مجھ کو اس کا درود پہنچے گا اور میں اس پر درود بھیجوں گا اور اس کے لیے اس کے علاوہ دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ (۳) اور مجھ پر درود پڑھو کیوں کہ تمہارا درود مجھے پہنچے گا تم جہاں رہو۔ (۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے کچھ فرشتے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درود پڑھنے والے کا درود پہنچتا ہے جیسا کہ ابو داؤد اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ میری روح کو میری طرف لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اسے سلام کا جواب دوں گا۔

---

(۱) طبرانی (۲) ایضا (۳) یعنی میری قبر پر جلدی جلدی آیا کرو مثل عید کے سال بھر کے بعد نہیں یا دھوم دھام اور زینت و آراستگی کے ساتھ نہیں جیسا کہ عید کے دن شور شرابا اور کھیل کود کا ماحول ہوتا ہے بلکہ باادب ہو کر آؤ، مترجم (۴) سنن ابی داؤد

تو وہ شخص کیا ہی خوب انعام واکرام والا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے کہ اس کے نتیجے میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اور یہ تمام حدیثیں اس بات پر دلیل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو ایسی زندگی حاصل ہے جو دنیا کی زندگی سے زیادہ کامل وعظیم ہے۔ امام بیہقی نے قبروں میں انبیائے کرام کی زندگی کے سلسلے میں ایک کتاب تصنیف کی اور بہت ساری حدیثوں سے استدلال کیا، انھیں میں سے وہ حدیث ہے جو امام مسلم نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسرا کی رات میرا گزر کثیب احمر (۱) کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے ہوا جب کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے''۔ اور اسرا کی رات انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ آپ کے جمع ہونے کی حدیث۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی۔ اور یہ حدیث: انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ نماز پڑھتے ہیں۔ (یہ ساری حدیثیں حیاتِ انبیا پر دلیل ہیں)

اور دارمی نے اپنی ''مسند'' میں روایت کی کہ حرّہ کے زمانے میں اذان اور اقامت کا سلسلہ بند رہا اور سعید بن مسیب مسلسل مسجد نبوی میں مقیم رہے تو وہ نماز کا وقت ایک مخصوص آواز سے معلوم کرتے تھے جو انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے سنائی پڑتی تھی۔ اور اس قصّہ کو دارمی کے علاوہ دوسروں نے بھی متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے، انھیں میں سے ابونعیم نے ''الدلائل'' میں اور ابن سعد نے ''الطبقات'' میں اور زبیر بن بکّار نے ''اخبار المدینہ'' میں بیان کیا ہے۔

اور ابویعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ضرور عیسیٰ بن مریم اتریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے تو ضرور میں ان کو جواب دوں گا۔ (زوائد المسانید وغیرہ)

---

(۱) کثیب احمر کا معنی ہے ریت کا ٹیلہ جو سرخ رنگ کا دکھتا ہو، اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں، مترجم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا میں اس کو سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو مجھے وہ پہنچایا جائے گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا جیسا کہ "فتح" میں ہے اور ابوالشیخ نے "کتاب الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو مجھے اس سے باخبر کیا جائے گا" اور عنقریب اس حدیث پر پوری گفتگو آئے گی۔

رہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سابق جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّارَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ رُوْحِی" "جو بھی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ میری روح کو لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دوں گا" تو علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریف اِس عالم سے منہ موڑ کر بارگاہِ الٰہیہ اور ملاءِ اعلیٰ کی حاضری میں مشغول ہے یعنی اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام "اَللّٰھُمَّ الرَّفِیقَ الاَعلٰی" تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جاتا ہے تو آپ کی روح شریف سلام بھیجنے والے کے سلام کا ادراک کرنے اور جواب دینے کے لیے اِس عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ زمین کے اطراف واکناف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام ہمیشہ جاری رہتا ہے، لہٰذا پورا زمانہ اسی میں گِھر جائے گا کیوں کہ امورِ آخرت کا ادراک عقل سے نہیں کیا جاسکتا یعنی اس عقل سے جو عالم دنیا میں محصور ہے ، وہ فرماتے ہیں: اور برزخ کے احوال آخرت کے احوال کے زیادہ مشابہ ہیں۔

ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درود وسلام پیش کرنے والوں کی جانب متوجہ ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہونے اور بارگاہِ الٰہیہ کی حاضری کے استغراق سے غافل نہیں کرے گا کیوں کہ ملاء ادنیٰ پر ملاء اعلیٰ کا قیاس نہیں کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے حاملینِ عرش اور اُس کے آس پاس کے ملاء اعلیٰ کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں مستغرق ہیں اور اس کے باوجود وہ اللہ کے مومن، تائب اور متبع شریعت

بندوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، ارشادِ الٰہی ہے: ''اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' الآیہ. (پ: ۲۴ س: المؤمن: آیت: ۷) **ترجمہ:** وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (کنزالایمان)

تو ملاء اعلیٰ کا زمانہ کی انتہا تک توبہ اور رجوع کرنے والوں کی دعا اور استغفار کے لیے متوجہ ہونا ان کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس میں مستغرق رہنے، اس سے احکام لینے اور ان احکام کو نافذ کرنے کی ذمہ داری سے غافل نہیں کرتا ہے کیوں کہ وہ بارگاہ بڑی کشادہ اور وہ زندگی بہت عظیم ہے۔

تو سیدنا جبریل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے اور اس کے احکام کو لینے سے اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی تسبیح واستغراق سے غافل نہیں ہوئے، جب ان کو اللہ رب العزت سے وحی ملتی تھی وہ اترتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انبیا کو وحی پہنچاتے تھے اور سَیِّدُنَا عِزرَآئِیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جب مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں مردوں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے احکام کو لینے سے اور بارگاہِ الٰہی میں اپنے استغراق سے غافل نہیں ہوتے ہیں اور اسی طرح سَیِّدُنَا اِسرَافِیل وَمِیکَآئِیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بھی، ان میں سے کوئی بھی اپنے فرائض کو انجام دیتے وقت اپنے رب سے غافل نہیں ہوتے ہیں جن کے نافذ کرنے پر وہ مامور ہیں جیسا کہ ہم نے کتاب ''الایمان بالملائکۃ'' میں واضح کیا ہے اور شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل واکرم ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا: ''اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی'' اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت کے کمال اور استعداد، استمداد اور امداد کی وسعت سے وہ حصہ عطا فرمایا ہے جس کی مقدار کا علم صرف عطا فرمانے والے اللہ کو ہے۔

اور امام بیہقی نے یہ جواب دیا ہے کہ روح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانے کا معنی یہ ہے کہ سلام کرنے والوں کے سلام کے لیے آپ کے دفن شریف کے بعد آپ کی روح آپ کی طرف لوٹا دی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف میں برقرار ہے پس آپ ہمیشہ مسلمانوں کو ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اور بعض علما نے یہ فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریف کو لوٹانے سے مراد مشغولیت کا نہ ہونا اور برزخ میں دل کا ان امور سے خالی ہونا ہے جن میں آپ منہمک رہتے ہیں یعنی امت کے اعمال میں نظر، ان کے لیے گناہوں سے استغفار اور ان سے بلاؤں کو دور کرنے کی دعا۔

جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے جس کو بزار وغیرہ نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری زندگی تمھارے لیے بہتر ہے اور میری موت تمھارے لیے بہتر ہے تم نئی چیزیں کروگے اور تمھارے لیے نئی چیزیں ہوں گی میرے سامنے تمھارے اعمال پیش کیے جائیں گے تو میں بھلائی دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اگر بھلائی نہیں دیکھوں گا تو تمھارے لیے استغفار کروں گا۔

ابن علان علیہ الرحمہ نے "شرح الاذکار" میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "رَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى رُوحِى" کے چند دوسرے جوابات بھی دیے گئے ہیں جس کا کچھ حصہ حافظ سیوطی نے ذکر کیا ہے اور اسے پسند بھی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "رَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَىَّ رُوحِى" جملہ حالیہ ہے اور عربی قاعدہ یہ ہے کہ جملۂ حال جب فعل ماضی ہو تو اس میں "قد" مقدر مانا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ، اى قد حَصِرَت" خاص طور پر اس وقت جب کہ بیہقی نے "حياة الانبياء" میں حدیث کی تخریج ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: "قد رَدَّ اللّٰهُ عَلَىَّ رُوحِى" اور جملہ ماضی کا ہے جو ہر ایک کی جانب سے واقع ہونے والے سلام پر سابق ہے اور "حَتّٰى" تعلیلیہ نہیں ہے بلکہ محض عطف

ہے واؤ کے معنی میں تو حدیث کی عبارت اس طرح ہوئی: "مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا قَدرَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ قَبلَ ذٰلِکَ فَاَرُدُّ عَلَیہِ" یعنی جو بھی مجھے سلام کرے گا تو اس حال میں کہ اس سے پہلے اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا چکا ہو گا پس میں سلام کا جواب دوں گا۔

حافظ سیوطی کہتے ہیں کہ اِشکال صرف اس گمان سے آیا کہ جملہ "رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" حال یا استقبال کے معنی میں ہے اور حتی تعلیل کے لیے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور اس تقریر سے اشکال اپنی اصل سے دور ہو گیا۔

ہاں اس کا ذکر حافظ سیوطی کے رسالہ یعنی کتاب "الحاوی" میں دوسرے جواب میں آیا، پھر حافظ سیوطی نے کہا: چوتھی وجہ جو بہت قوی ہے یہ ہے کہ ردِّ روح سے مراد یہ نہیں ہے کہ روح بدن سے جدا ہونے کے بعد بدن کی جانب لوٹائی جائے گی بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برزخ میں ملکوت کے احوال میں مشغول اور اپنے رب کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں جیسا کہ دنیا میں حالتِ وحی اور دوسرے اوقات میں تھے تو آپ کے اس مشاہدہ اور استغراق سے افاقہ کو ردِّ روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کی نظیر بعض احادیثِ اسرا میں واقع حضور کے ارشاد "فَاسْتَیْقَظْتُ وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" سے متعلق علما کا قول ہے کہ استیقاظ سے مراد استیقاظ من النوم (نیند سے بیدار ہونا) نہیں ہے کیوں کہ اِسرا خواب نہیں تھا بلکہ عجائبِ ملکوت سے افاقہ مراد ہے جس نے آپ کو چھپا لیا تھا۔ حافظ سیوطی کہتے ہیں کہ یہ جواب میرے نزدیک لفظ رد کے تمام جوابوں میں سب سے زیادہ قوی ہے پہلے میں دوسرے جواب کو ترجیح دیتا تھا مگر اب میرے نزدیک یہ جواب زیادہ قوی ہے۔

اور اگر درود و سلام حضور کو نہ پہنچتے تو ہمیں نماز کے تشہّد میں "اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہنے کا حکم نہ دیا جاتا جس کے ذریعہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کھول دیتا ہے اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سناتا ہے جیسا کہ سعید بن مسیب کے لیے کھول دیا تو ان کے کانوں نے نماز

کے اوقات کو سن لیا جیسا کہ گزرا۔
اور ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں ایک دن قبر شریف کے پاس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو قبر کے اندر سے آپ کو "وَعَلَیکَ السَّلامُ" کہتے ہوئے سنا۔
ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "حیاۃ الانبیا" اور "الشعب" میں سلیمان بن سحیم سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کو سلام کرتے ہیں کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور میں انھیں جواب دیتا ہوں۔ اس کو سخاوی نے "القول البدیع" میں ذکر کیا ، انھوں نے کہا: اور ابوعبداللہ بن نعمان نے ذکر کیا کہ انھوں نے عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن احمد کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے حمام میں چوٹ آئی جس سے میرے ہاتھوں میں درد ہوا اور ہاتھ پھول گئے تو میں نے حضور سے اپنے درد کی شکایت کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ! تو حضور نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بچے! مجھے تمھارے درود نے وحشت میں ڈال دیا یعنی تم نے مجھ پر درود میں تاخیر کردی ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے میرا درد اور ورم ختم ہوگیا۔
اور عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم مجھ پر اپنے اسماء اور مسمّٰی کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو تو مجھ پر اچھی طرح درود پڑھو۔ (الدرالمنثور)
کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اَتَیتُکَ زَائِرًا وَّدِدتُّ اَنِّی	جَعَلتُ سَوَادَ عَینَی اَمتَطِیهِ

ترجمہ: میں آپ کی زیارت کے لیے آیا، میں نے چاہا کہ اپنی آنکھوں کی سیاہی کو اپنی سواری بنالوں۔(۱)

وَمَا لِیَ لَا آسِیرُ عَلَی الْمَاقِی	اِلٰی قَبرِ رَسُولِ اللّٰهِ فِیهِ

(۱) لیکن افسوس کہ میں ایسا نہیں کرسکا کیوں کہ آنکھوں کے بل چلنا ممکن نہیں تھا اگر ممکن ہوتا تو ضرور آنکھوں کے بل چل کر آتا کیوں کہ، مترجم

ترجمہ: میں اس قبر کی جانب آنکھوں کے بل کیوں نہ چلوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

اور کسی دوسرے نے کہا:

اَلَایَا اَیُّھَا الْغَادِیْ اِلٰی طَیْبَۃَ مَھْلًا	لِتَحْمِلَ اَشْوَاقًا مَا اُطِیْقُ لَہٗ حَمْلًا

ترجمہ: خبردار اے طیبہ کی طرف جانے والے ٹھہر جا تا کہ تو ایسی آرزوؤں کو لے جائے جن کو میں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

تَحَمَّلْ رَعَاکَ اللّٰہُ مِنِّیْ تَحِیَّۃً	وَبَلِّغْ سَلَامِیْ رُوْحَ مَنْ طَیْبَۃَ حَلَّا

ترجمہ: میری طرف سے تحیت سلام لے جا اللہ تمھاری حفاظت فرمائے اور میرا سلام ان کی روح کو پہنچا جو طیبہ میں مقیم ہیں۔

وَقِفْ عِنْدَ ذَاکَ الْقَبْرِ فِی الرَّوْضَۃِ الَّتِیْ	تَکُوْنُ یَمِیْنًا لِلْمُصَلِّیْ اِذَا صَلّٰی

ترجمہ: اور اس قبر کے پاس کھڑا ہو جو اس روضہ میں ہے جو نماز پڑھتے وقت نمازی کے دائیں ہوتا ہے۔

وَقُمْ خَاضِعًا فِیْ مَھْبَطِ الْوَحْیِ خَاشِعًا
وَاخْفِضْ ھُنَاکَ الصَّوْتَ وَاسْمَعْ لِمَا یُتْلٰی

ترجمہ: اور وحی کے اترنے کی جگہ میں خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا ہو، اور وہاں آواز کو پست کر اور اس کو سن جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

وَنَادِ سَلَامَ اللّٰہِ یَا قَبْرَ اَحْمَدَ	عَلٰی جَسَدٍ لَّمْ یَبْلَ قَبْلُ وَلَا یَبْلٰی

ترجمہ: اور اللہ کی سلامتی کو پکار اے احمد کی قبر! اس جسم پر جو نہ پہلے کبھی بوسیدہ ہوا اور نہ ہوگا۔

تَرَانِیْ اُرَانِیْ عِنْدَ قَبْرِکَ وَاقِفًا	یُنَادِیْکَ عَبْدٌ مَا لَہٗ غَیْرُکُمْ مَوْلٰی

ترجمہ: میرا گمان ہے کہ تو مجھ کو اپنی قبر کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہے، تجھ کو ایسا بندہ پکار رہا ہے جس کا تیرے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

وَتَسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاتِی کَمِثْلِ مَا	تُبَلَّغُ عَنْ بُعْدٍ صَلَاۃَ الَّذِی صَلّٰی

ترجمہ: اور تو قریب سے میرے درود کو ویسا ہی سنتا ہے جیسا کہ دور سے درود پڑھنے والے کا درود تجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔

اُنَادِیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ وَالَّذِیْ	بِہٖ خَتَمَ اللّٰہُ النَّبِیِّیْنَ وَالرُّسُلَا

ترجمہ: میں تم کو پکارتا ہوں اے مخلوق میں سب سے بہتر! اور وہ ذات جسے اللہ نے آخری نبی اور رسول بنایا۔

نَبِیَّ الْھُدٰی لَوْلَاکَ لَمْ یُعْرَفِ الْھُدٰی	وَلَوْلَاکَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَامًا وَّلَا حِلًّا

ترجمہ: اے ہدایت کے نبی! اگر تو نہ ہوتا تو ہدایت کو نہ جانا جاتا اور اگر تو نہ ہوتا تو ہم حلال و حرام کو نہ پہچانتے۔

وَلَوْلَاکَ وَاللّٰہِ مَا کَانَ کَائِنٌ	وَلَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ جُزْءًا وَّلَا کُلًّا

ترجمہ: اور اگر تو نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اور رحمٰن نہ کسی جز کو پیدا کرتا نہ کسی کل کو۔

ابن حجر ہیتمی کا بیان ہے کہ سید نور الدین بن عفیف ایجی کا واقعہ ہے کہ انھوں نے قبر شریف کے اندر سے اپنے سلام کا جواب سنا: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِی۔

انھیں کا قول ہے کہ ابو عبد الرحمٰن سلمی نے ابو الخیر اقطع سے روایت کی کہ وہ پانچ دن بغیر کھائے رہے یعنی انھیں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی تو قبر شریف عَلٰی صَاحِبِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے پاس آئے اور شکایت کی پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ حضرت ابو بکر آپ کے دائیں جانب اور حضرت عمر آپ کے بائیں جانب اور حضرت علی آپ کے سامنے تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے، بلایا اور مجھ سے کہا: اٹھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو میں اٹھ کر آپ کی طرف بڑھا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی تو میں نے اس کے آدھے کو کھایا اور میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں آدھی روٹی موجود ہے۔

اور حافظ ہیثمی نے کہا کہ حافظ ابو بکر مُسندِ اَصبہان اور حافظ طبرانی اور حافظ ابو الشیخ کا واقعہ ہے کہ ان کو فاقہ ہو گیا تو حافظ ابو بکر قبر شریف کے پاس آئے اور بھوک کی شکایت کی تو طبرانی نے ان سے کہا: بیٹھو، رزق ہے یا موت، پھر زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ ساداتِ اشراف میں سے ایک شخص کھانے کی بہت سی چیزیں لے کر آیا اور انھیں بتایا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے پاس کچھ اٹھا کر لے جائے۔

اے اللہ! ہم پر ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو نرم فرما اے ہمارے مولیٰ ہم جہاں ہوں اور جس جگہ رہیں۔

اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ علما کی ایک جماعت نے علامہ عُتبی سے منقول مشہور حکایت کو ذکر کیا، انھیں میں سے شیخ ابو منصور صبَّاغ نے اپنی ''الشامل'' میں، علامہ عتبی کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' (پ:۵، س: النساء، آیت: ۶۴) **ترجمہ**: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (کنز الایمان) اور یا رسول اللہ میں آپ کے پاس اپنے گناہ کی مغفرت چاہنے، اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی سفارش چاہنے کے لیے حاضر آیا ہوں پھر کہنے لگے:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعظُمُهٗ	فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

ترجمہ: اے ان تمام میں سب سے بہتر! جن کی ہڈیوں کو ہموار زمین میں دفن کیا گیا تو ان کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشگوار ہو گئے۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ	فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: میرا دل اس قبر پر فدا ہے جس میں تو رہتا ہے، جس میں پاکدامنی اور بخشش وسخاوت ہے۔

پھر اعرابی واپس ہو گئے، علامہ عُتبی فرماتے ہیں کہ مجھے نیند آ گئی اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا: اے عتبی! اعرابی سے ملو اور اس کو یہ خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ ابو صالح نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کے تین دن بعد ہمارے پاس ایک اعرابی آیا اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ڈال دیا اور اپنے سر پر اس کی مٹی ڈالی اور کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: تو ہم نے آپ کے ارشاد کو سنا اور آپ نے اللہ سے حاصل فرمایا تو ہم نے آپ سے حاصل کیا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ آیتوں میں ایک آیت یہ ہے: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' (پ: ۵، س: النساء آیت: ۶۴) **ترجمہ:** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان) اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں اپنی مغفرت چاہنے کے لیے حاضر آیا تو قبر شریف سے آواز آئی کہ بیشک تمہاری مغفرت فرما دی گئی۔

اور اسی کے مثل ابن بشکوال کے نزدیک محمد بن حرب باہلی کی حدیث سے ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ سے اتر رہا ہے، پھر اس نے اس کو بٹھایا اور باندھ دیا پھر قبر شریف کے پاس آیا اور اچھا سلام کیا اور خوبصورت دعا کی پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ساتھ خاص

فرمایااور آپ پر کتاب نازل فرمایااور اس میں آپ کے لیے اولین و آخرین کا علم جمع فرمایااور اس نے اپنی کتاب میں فرمایا اور اس کافرمان حق ہے:''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ''(پ:۵،س:النساء،آیت:۶۴)**ترجمہ:** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنزالایمان)اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے اور اپنے رب کی طرف آپ کی شفاعت چاہتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہوا اور اس کا رب نے آپ سے وعدہ کیا پھر وہ قبر شریف کی طرف متوجہ ہوا اور گزشتہ دونوں اشعار کاذکر کیا۔یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرَابِ اَعْظُمُہٗ۔۔۔۔۔۔

اور اس نے (ابن بشکوال نے) ان دونوں کے درمیان اس شعر کا اضافہ کیا:

اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ	عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

ترجمہ: ''آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جائے گی پل صراط کے پاس قدم پھسلتے وقت''

محمد بن حرب باہلی کہتے ہیں کہ پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہو گیا۔

سخاوی نے کہا کہ اسی کے مثل بیہقی کے نزدیک ''شعب الایمان'' میں ہے۔

اور یہ بھی آیا ہے کہ حاتم اَصم بلخی جوزُہّاد عارفین کے اجلہ مشائخ سے ہیں قبر شریف کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: اے میرے رب! ہم نے تیرے نبی اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی لہٰذا تو ہمیں نامراد نہ لوٹا تو آواز آئی، اے یہ! ہم نے تجھے اپنے حبیب کی قبر کی زیارت کا حکم نہیں دیا تھا مگر پھر بھی ہم نے تجھے قبول فرمایا پس تو اور تیرے ساتھ کے زائرین مغفرت پا کر لوٹ۔

فرشتے قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں

امام دارمی نے اپنی ''سنن'' میں کہا: ''بَابُ مَا اَكْرَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ''، یعنی اس چیز کا بیان جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی تعظیم کی۔

پھر اس باب میں اپنی سند کے ساتھ نُبیہ بن وہب سے روایت کی کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو کعب نے کہا: کوئی دن طلوع نہیں ہوتا ہے مگر ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کو بچھاتے ہیں یعنی اپنے پروں سے (قبر کو) مَلتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو وہ سب اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اتنے ہی نیچے اترتے ہیں تو وہ سب بھی ویسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین شق ہو گی تو آپ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتوں (کی جماعت) میں نکلیں گے وہ سب آپ کو لے کر چلیں گے (جلوس کی طرح) اور ایک روایت میں ہے: وہ سب آپ کی تعظیم کریں گے۔

تو اے مومن! اس حدیث سے عبرت پکڑ کہ فرشتے اپنے مسکن سے قبر شریف کے پاس اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اترتے ہیں اور اس سے اپنے پروں کو مَلتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وسلام سے مشرف ہوں گے اور حجرہ مبارکہ مقدسہ میں دفن کئے جائیں گے

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ضرور عیسیٰ بن مریم حَکَم اور امامِ عادل ہو کر اتریں گے اور ضرور وہ حج یا عمرہ کرتے ہوئے تیز تیز چلیں گے اور ضرور وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں تک کہ مجھے سلام

کریں گے اور ضرور میں ان کو جواب دوں گا۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا اور یہ حدیث ابو یعلیٰ اور دیلمی نے بھی روایت کی۔

اور یہ یقینی ہے کہ آخر زمانہ میں سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا اور یہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ متواترہ نبویہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع ہے۔

تو یہ اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام عنقریب اپنا کجاوہ باندھیں گے (یعنی سفر کریں گے، یہ جملہ سفر سے کنایہ ہے) اور آخری نبی و رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و سلام کے لیے قبر شریف کے پاس آئیں گے، پھر جب آخر زمانہ میں اتریں گے تو آپ کے تمام اقوال و اعمال اور احکام شریعت محمدیہ کے مطابق ہوں گے۔

پھر وقتِ موعود پر مدینہ منورہ میں وفات پائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ میں دفن کیے جائیں گے، جیسا کہ ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ ابن مریم کی جو آپ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے۔

اور اہل سِیَر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: گھر میں یعنی حجرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے جس میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دفن کیے جائیں گے اور چوتھی قبر انھیں کی ہوگی جیسا کہ ''مواہب'' وغیرہ میں ہے۔

اولادِ آدم پر مقرر کچھ فرشتوں کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنا ہے

امام ابوجعفر ابن جریر علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت کنانہ عدوی سے روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بندے کے بارے میں بتائیے کہ اس کے ساتھ کتنے فرشتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فرشتہ تیرے دائیں جانب تیری نیکیوں پر مقرر ہے اور وہ بائیں والے پر امیر ہے تو جب تو ایک نیکی کرتا ہے تو وہ دس لکھی جاتی ہے اور جب تو کوئی

گناہ کرتا ہے تو بائیں والا دائیں والے سے کہتا ہے لکھوں؟ وہ کہتا ہے نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ مغفرت چاہ لے اور توبہ کر لے، تو وہ اس سے تین بار اجازت مانگتا ہے، تو جب وہ تین بار کہتا ہے، تو وہ کہتا ہے لکھو، اللہ ہمیں اس سے چھٹکارا دے کہ کیا ہی برا ساتھی ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا خوف کیا ہی کم ہے اور ہم سے اس کی حیاء کیا ہی کم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ '' (پ:۲۶، سورہ: ق، آیت:۱۸) ترجمہ: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ (کنز الایمان) آپ نے فرمایا: اور دو فرشتے تیرے آگے اور تیرے پیچھے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ '' (پ:۱۳، سورہ: الرعد، آیت:۱۱) **ترجمہ**: آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (کنز الایمان) ایک فرشتہ تیری پیشانی کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے تو جب تو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے تو وہ تجھ کو بلند کر دیتا ہے اور جب تو اللہ تعالیٰ پر تکبر کرتا ہے تو وہ تجھ کو ہلاک کرتا ہے اور دو فرشتے تیرے دونوں ہونٹوں پر ہیں وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے، وہ سانپ کو (اور ہر تکلیف دہ چیز کو) تیرے منہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے یعنی نیند کی حالت میں اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مضر چیزوں سے آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں تو ہر آدمی پر یہ دس فرشتے ہیں، رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر اترتے ہیں، اس لیے کہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں کے علاوہ ہیں، تو ہر آدمی پر یہ بیس فرشتے ہیں۔

کسی نے کہا ہے۔

لِطَيْبَةَ عَرِّجْ اِنَّ بَيْنَ قِبَابِهَا	حَبِيْبًا لِاَدْوَاءِ الْقُلُوْبِ طَبِيْبٌ

ترجمہ: طیبہ کی طرف متوجہ ہو جا کیوں کہ اس کے قبوں میں دلوں کی بیماریوں کے معالج حبیب ہیں۔

إِذَا لَمْ نَطِبْ فِي طَيْبَةَ عِنْدَ طَيِّبٍ	بِهِ طَابَتِ الدُّنْيَا فَأَيْنَ نَطِيبُ

ترجمہ: جب ہم طیبہ میں ایسی اچھی ذات کے پاس اچھے نہ ہوں جس سے پوری دنیا اچھی ہوئی تو کہاں اچھے ہوں گے؟

اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

إِلَيْكَ وَإِلَّا لَا تَشُدُّ الرَّكَائِبُ	وَعَنْكَ وَإِلَّا فَالْمُحَدِّثُ كَاذِبُ

ترجمہ: قصد تیری ہی طرف ہے ورنہ سواری کے اونٹ نہ چلیں۔ اور تیری ہی وجہ سے ہے ورنہ تو بیان کرنے والا جھوٹا ہے۔

وَمِنْ مَذْهَبِي حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا	وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

ترجمہ: اور میرا مذہب اہلِ وطن سے وطن کی محبت ہے اور لوگوں کا مذہب ان کی پسندیدہ شئ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریمہ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت مستحب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا میں اس کو سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا مجھے اس سے آگاہ کیا جائے گا“۔ حافظ سخاوی نے کہا کہ اس کی تخریج ابوالشیخ نے ابوصالح سے بروایتِ ابو ہریرہ کی اور انھیں کی سند سے دیلمی نے اور ابن قیم نے کہا کہ یہ غریب ہے، جب کہ حافظ سخاوی نے کہا: اس کی سند عمدہ ہے، جیسا کہ ہمارے شیخ یعنی ابن حجر علیہ الرحمہ نے بتایا۔

پھر سخاوی نے کہا: اور تیمی کے نزدیک ”ترغیب“ میں اور بیہقی کے نزدیک ”حیاۃ الانبیاء“ میں اور ابن ابی شیبہ کے نزدیک اختصار کے ساتھ اس طرح ہے: جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا میں اس کو سنوں گا اور جو مجھ پر دور میں درود پڑھے گا وہ

مجھے پہنچایا جائے گا۔

سخاوی نے کہا: اور ''شعب'' میں اس کی تخریج اِن الفاظ کے ساتھ ہے: جو بھی بندہ مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا تو اللہ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو مجھے پہنچائے گا ''۔الحدیث

یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبر شریف کے پاس کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے تھے اور انھیں میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

چنانچہ عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کرتے ہوئے دیکھا''۔حافظ سخاوی نے کہا کہ اس کی تخریج قاضی اسماعیل وغیرہ نے مالک کی سند سے کی، انھوں نے کہا: اور اسماعیل کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ ابن عمر جب سفر سے آتے تو مسجد میں داخل ہوتے اور کہتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی بَکرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی''،''یعنی سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول، سلام ہو ابو بکر پر، سلام ہو میرے والد پر'' اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

اور ایک دوسرے لفظ میں اس طرح ہے کہ ابن عمر جب سفر سے آتے تو مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور اپنے دائیں ہاتھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رکھتے اور قبلہ کی طرف پشت کرتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے۔

اور مالک کے الفاظ میں یہ بھی ہے کہ ابن عمر جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آتے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر پلٹتے۔

سخاوی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ابن ابی الدنیا نے تخریج کی اور انھیں کی سند سے بیہقی نے "الشعب" میں حدیثِ عبد اللہ بن منیب بن عبد اللہ بن ابی امامہ سے، وہ اپنے والد سے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ انھوں نے نماز شروع کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا اور پلٹ گئے۔ (۱)

سخاوی علیہ الرحمہ نے کہا: یزید بن ابی سعید مدنی سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو رخصت کیا تو انھوں نے کہا: مجھے آپ سے ایک حاجت ہے، انھوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ میرے پاس کیسی حاجت دیکھ رہے ہیں؟ تو عمر بن عبد العزیز نے کہا: میرا خیال ہے کہ تو جب مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھے تو میری طرف سے سلام پیش کرنا۔ اس کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی اور انھیں کی سند سے بیہقی نے "الشعب" میں۔

حافظ سخاوی نے یہ بھی کہا کہ بیہقی نے "الشعب" میں حاتم بن وَردان سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ مدینے کے قصد سے ملکِ شام سے قاصد بھیجتے تا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف سے سلام کہے۔

اور ابن عساکر نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سوانح میں دو سندوں کے ساتھ اور ایسے ہی شیخ مجد الدین فیروز آبادی نے بھی "الصِّلات والبُشَر" میں حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کی، ام درداء نے فرمایا کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی فتح سے روانہ ہوئے تو "جابیہ" (۲) پہنچے تو حضرت بلال نے آپ سے درخواست کی کہ وہ انھیں شام میں سکونت کرنے کی اجازت دیں تو آپ نے منظور فرما لیا پھر بلال نے کہا: اور میرے بھائی ابو رویحہ کو بھی جس کے اور میرے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارگی

---

(۱) شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، مترجم (۲) دمشق کے مضافات میں واقع ایک گاؤں کا نام، مترجم

قائم فرمائی ہے پھر حضرت بلال نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں اے بلال! یہ کیسا سلوک ہے؟ اے بلال! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کے لیے آؤ؟ تو وہ غم اور خوف کی حالت میں بیدار ہوئے اور سوار ہو کر مدینہ کا قصد کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آ کر رونے لگے اور اپنے چہرے کو اس پر مارنے لگے پھر حسن وحسین رضی اللہ عنہما آئے تو ان دونوں کو لپٹانے اور بوسہ دینے لگے، تو ان دونوں نے کہا: اے بلال! ہماری خواہش ہے کہ ہم آپ سے وہ اذان سنیں جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد میں دیتے تھے تو انھوں نے منظور فرمالیا پس مسجد کی چھت پر چڑھے اور اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں پہلے کھڑے ہوتے تھے تو جب کہا: اَللّٰہُ اَکبَر، اَللّٰہُ اَکبَر تو مدینہ لرز گیا اور جب کہا: اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، تو اس کی لرزش میں اضافہ ہو گیا اور جب کہا: اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہ، تو کنواری عورتیں اپنے پردوں سے نکلنے لگیں اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں رونے والوں اور رونے والیوں کو اس دن سے زیادہ کسی دن نہیں دیکھا گیا۔ یہ قصہ تواریخ وتراجم کی متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلفِ صالحین کا ادب

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جان لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر اسی طرح ضروری ہے جس طرح دنیا میں آپ کی زندگی میں تھا یعنی اس لیے کہ آپ ہمیشہ کے لیے اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور یہ احترام وتعظیم آپ کا، آپ کی حدیث کا اور آپ کی سنت کا تذکرہ کرنے کے وقت، آپ کا نام اور آپ کی سیرت کی سماعت کے وقت، آپ کی آل وعترت سے معاملہ کرنے اور آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ کی تعظیم کرنے کے وقت ہے۔

ابو ابراہیم تجیبی کہتے ہیں: ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا اس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو وہ خضوع و خشوع کرے اور باوقار ہو اور اپنی حرکت کو ٹھہرادے اور ہیبت و اِجلال میں وہی طریقہ اختیار کرے جسے وہ اختیار کرتا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا، پس اسے فرض جانے اور تصور کرے کہ گویا وہ حضور کے پاس ہے اور ادب کرے جیسا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ادب سکھایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا '' الآیۃ (پ:۱۸، س: النور، آیت: ۶۳) **ترجمہ:** رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان) اور ارشاد ہے: ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ '' (پ:۳۰، س: الانشراح، آیت: ۴) **ترجمہ:** اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہ پسندیدہ طریقۂ ادب ہمارے سلفِ صالحین اور ائمہ متقدمین کا طریقہ تھا۔

پھر انھوں نے سندِ صحیح کے ساتھ ابن حمید سے روایت کی جو امام مالک کے راویوں میں سے ایک ہیں، انھوں نے کہا کہ ابوجعفر امیر المؤمنین معروف بہ منصور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں امام مالک سے بحث کی تو بحث میں اپنی آواز بلند کی تو امام مالک نے منصور سے کہا: اے امیر المؤمنین! اپنی آواز کو اس مسجد میں بلند نہ کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سکھایا تو ارشاد فرمایا: ''لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ '' الآیۃ (پ:۲۶، س: الحجرات، آیت: ۲) **ترجمہ:** اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (کنز الایمان) اور ایک قوم کی تعریف کی تو ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى '' الآیۃ (پ:۲۶، س: الحجرات، آیت: ۳) **ترجمہ:** بیشک وہ جو

اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ (کنزالایمان) اور ایک قوم کی مذمت کی تو ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ'' (پ:۲۶،س: الحجرات، آیت: ۴) **ترجمہ:** بے شک وہ جو تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (کنزالایمان) اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت بعدِ وفات بھی ویسی ہی ہے جیسی حیات کی حالت میں تو ابو جعفر جھک گئے اور عاجزی کرنے لگے یعنی امام مالک علیہ الرحمہ کے قول کی وجہ سے۔

اور ابو جعفر منصور نے امام مالک علیہ الرحمہ سے کہا: ''اے ابو عبد اللہ میں قبلہ کی طرف رخ کروں اور دعاء کروں؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں؟ تو امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''آپ ان سے اپنا چہرہ کیوں پھیریں گے؟ یعنی دعا کی حالت میں ان کے مقابلہ اور مواجہہ سے اپنا چہرہ کیوں پھیریں گے جب کہ وہ قیامت کے دن آپ کے اور آپ کے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے وسیلہ ہیں بلکہ ان کی طرف رخ کیجیے اور ان سے شفاعت طلب کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں ان کی سفارش کو قبول فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' (پ:۵،س: النساء، آیت: ۶۴) **ترجمہ:** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

علامہ خفاجی علیہ الرحمہ نے امام مالک کے قول: ''وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ اٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' کے بارے میں فرمایا: '' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرنے والے ہیں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، آپ کو قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے گا، یہ شفاعتِ عظمیٰ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اُس حدیث کی طرف جو وارد ہے کہ دعا کرنے والا جب کہے گا: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَشْفِعُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ، یَا نَبِیَّ الرَّحْمَةِ اِشْفَعْ لِی عِنْدَ رَبِّكَ "یعنی اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی کو اپنا شفیع بناتا ہوں، اے نبیٔ رحمت! اپنے رب کی بارگاہ میں میری سفارش فرما" تو اس کی دعا قبول کرلی جائے گی۔ اور اس سے ان کا اشارہ ہے حدیثِ اعمیٰ کی طرف جو عثمان بن حنیف سے وارد ہے جیسا کہ "سنن" میں آئی ہے۔

پھر خفاجی علیہ الرحمہ نے کہا: "اور ان کے قول: "وَسِیلَةُ اَبِیکَ اٰدَمَ" کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب درخت سے کھالیا پھر نادم ہوئے تو عرض کیا: "اے میرے رب! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے عرش کے پایوں پر دیکھا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے ساتھ اسی کو ملایا ہے جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے، تو اللہ سبحانہ نے فرمایا: "اے آدم تو نے سچ کہا یقیناً وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

خفاجی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک نے کہا کہ ایوب سختیانی کے بارے میں ان سے پوچھا گیا جو جلیل القدر تابعی اور فقہا و محدثین کے امام ہیں جن سے مالک اور ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے تو انھوں نے کہا کہ میں نے جس کسی سے بھی حدیث لی ہے ایوب اس سے افضل ہے، امام مالک کہتے ہیں کہ ایوب نے دو حج کیے، اس وقت میں بھی حج کررہا تھا تو میں ان کو غور سے دیکھتا تھا، ان سے کچھ نہیں سنتا تھا سوائے اس کے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ رو پڑتے یہاں تک کہ مجھے ان پر رحم آنے لگا یعنی میرا

دل ان کے لیے نرم ہوگیا تو جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی تعظیم دیکھی تب میں نے ان سے حدیث لکھی یعنی تب میں نے ان سے حدیث لکھی اور ان سے روایت کی۔

اور امام مالک کے راویوں میں سے ایک شخص حافظ مصعب بن عبد اللہ نے کہا جن سے شیخین وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام مالک کے پاس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا یعنی وہ زرد پڑ جاتے ان لوگوں کی طرح جن پر بہت زیادہ خوف طاری ہو اور بالکل جھک جاتے جو ان کے ساتھیوں پر گراں گزرتا تو ایک دن ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ اگر تم لوگ وہ دیکھتے جو میں نے دیکھا تو تم لوگ اس سے انکار نہ کرتے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ جو میں نے پہچانا ہے اگر تم پہچانتے، دوسرے لفظوں میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا مشاہدہ اور جلال کا مطالعہ اور مقامِ کمال کی ہیبت جو میں نے دیکھی ہے اگر تم دیکھتے تو مجھ پر میری حالت کے اضطراب اور رنگ کے تغیر سے انکار نہ کرتے۔

اور میں سید القراء محمد بن منکدر کو دیکھتا تھا (جو ایک جلیل القدر تابعی اور حافظِ حدیث ہیں جن سے ائمہ ستہ نے تخریج کی ہے) کہ قریب قریب جب بھی ہم ان سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھتے تو وہ رو پڑتے یہاں تک کہ ہمیں ان پر رحم آجاتا یعنی ان کے بہت رونے کی وجہ سے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں جعفر بن محمد صادق کو دیکھتا تھا جو بہت خوش طبع اور ہنس مکھ تھے کہ جب ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ زرد پڑ جاتے اور میں نے کبھی ان کو بے وضو حدیثِ رسول بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کے پیشِ نظر۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس بہتوں بار بہت سے مختلف اوقات میں گیا میں ان کو ہمیشہ تین ہی حالتوں میں دیکھتا تھا یا تو نماز میں یا روزے میں یا

قرآن پڑھتے ہوئے اور وہ بے کار بات نہیں کرتے تھے، جب کہ اور وہ (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علما اور عابدین میں سے تھے۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک فقیہ عبد الرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تھے تو ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تھا، ایسا لگتا تھا گویا ان کے جسم سے خون نکل رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے ان کی زبان ان کے منہ میں خشک ہو جاتی۔

امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ میں عامر بن عبد اللہ بن زبیر کے پاس آتا تھا تو جب ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ رو پڑتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے۔

اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے زہری کو دیکھا جو خوش حال اور خوش کلام لوگوں میں سے تھے کہ جب ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا ہے تو گویا نہ وہ تجھے پہچان رہے ہیں نہ تو انھیں پہچان رہا ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں صفوان بن سُلیم کے پاس آتا تھا جو عبادت گزار مجتہدین میں سے تھے (کہا جاتا ہے کہ چالیس سال تک انھوں نے اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا) تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ رو پڑتے یہاں تک کہ لوگ وہاں سے اٹھ جاتے اور زیادہ دیر تک رونے کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیتے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے تو انہیں قلق اور بے چینی لاحق ہو جاتی۔

جب حدیثِ نبوی کی سماعت کے لیے امام مالک کے پاس لوگ بکثرت آنے لگے تو ان سے کہا گیا کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کسی کو لکھوا دیتے تو وہ زور سے لوگوں کو سنا دیتا، تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ“ الآیہ (پ:۲۶،س:الحجرات، آیت:۲) **ترجمہ:** اے ایمان والو! اپنی آوازیں

اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (کنز الایمان) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام زندگی اور موت دونوں حالتوں میں برابر ہے۔

اور ابن سیرین علیہ الرحمہ بسا اوقات ہنستے تو جب ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کی جاتی تو وہ عاجزی کرنے لگتے۔

اور عبد الرحمٰن بن مہدی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھتے تو لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور کہتے: "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" اور وہ اس آیت کو ان کے بیان پر آواز کرنے پر بھی شامل کرتے اور کہتے کہ یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے یعنی ایسے ہی اپنی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے راوی کی آواز پر بلند نہ کرو (جیسا کہ اپنی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو) وہ آیت کی تفسیر میں کہتے تھے کہ جب حضور کی حدیث پڑھی جائے تو اس وقت لوگوں کا خاموش رہنا ضروری ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اس وقت لوگوں کا خاموش رہنا ضروری ہے۔

علامہ خفاجی نے اپنی شرح میں فرمایا کہ اگر تو کہے کہ جس کو انھوں نے امام مالک سے نقل کیا کہ وہ اپنی مجلس میں کسی نائب سے راضی نہیں تھے اس کے منافی ہے جو ان سے منقول ہے کہ ان کے پاس ان کا نائب ہوتا جو لوگوں کو سنا دیتا تھا؟ تو میں کہوں گا کہ ان کی پہلی حالت لوگوں کے بہت زیادہ ہونے سے پہلے تھی جب لوگ بغیر کسی واسطہ کے ان کا کلام سن لیتے، پھر اس کے بعد لوگ بہت زیادہ ہو گئے تو انھوں نے دیکھا کہ مکبر (نائب) ضروری ہے تو انھوں نے ضرورت کی وجہ سے اس کو اختیار کیا۔

دارمی نے اپنی "سنن" میں حضرت عمرو بن میمون سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ جمعرات کی کوئی شام مجھ سے نہ چھوٹتی مگر میں عبد اللہ بن مسعود کے پاس آتا میں نے ان سے کبھی کسی چیز کے بارے میں "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کہتے ہوئے نہیں سنا یہاں تک کہ ایک شام ابن مسعود نے کہا: "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" راوی کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور ان کی رگیں پھول

گئیں تو میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے بٹن کھلے ہیں اور فرمارہے ہیں: ''أَوْمِثْلَهٗ أَوْنَحْوَهٗ أَوْشَبِيْهًا بِهٖ'' یا اسی کے مثل یا اسی کے قریب یا اسی کے مشابہ۔

نیز دارمی نے شعبی اور ابن سیرین سے روایت کی کہ ابن مسعود جب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تو ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور کہتے: ''هٰكَذَا اَوْنَحْوَهٗ هٰكَذَا اَوْنَحْوَهٗ'' ایسا ہی یا اس کے مثل ایسا ہی یا اس کے مثل۔

نیز علقمہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا: ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' پھر کانپ گئے پھر فرمایا: ''نَحْوَ ذٰلِكَ اَوْفَوْقَ ذَاكَ'' اسی طرح یا اس پر زائد۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص ابن مسیب کے پاس آیا اور ایک حدیث کے بارے میں پوچھا جب کہ وہ لیٹے ہوئے تھے تو وہ بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی تو اس شخص نے کہا: میری خواہش ہے کہ آپ بیٹھنے کی مشقت نہ اٹھائیں تو ابن مسیب نے کہا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں اور لیٹا رہوں۔

عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ ہم سے حدیث بیان کررہے تھے کہ ان کو ایک بچھو نے سولہ بار ڈسا، ان کا رنگ متغیر اور زرد ہو گیا مگر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ختم نہیں کی تو جب وہ مجلسِ حدیث سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! آج آپ سے ایک عجیب چیز دیکھی، انھوں نے کہا: ہاں، مجھے ایک بچھو نے سولہ بار ڈسا اور میں نے ہر بار صبر کیا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کے پیشِ نظر۔

ابن مہدی کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام مالک کے ساتھ عقیق کی طرف چلا اور ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھ کو جھڑک دیا اور فرمایا: میری آنکھوں میں اس سے زیادہ تعظیم ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث چلتے ہوئے پوچھو۔

مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب لوگ امام مالک کے پاس آتے یعنی ان کے

دروازہ پر کھڑے ہوتے تو ان کی باندی نکل کر پوچھتی: حدیث کے ارادہ سے آئے یا مسائل کے ارادہ سے؟ تو اگر وہ کہتے مسائل کے ارادہ سے تو وہ ان کے پاس نکل کر آجاتے یعنی جس حالت پر ہوتے اسی حالت پر آجاتے اور اگر وہ کہتے حدیث کے ارادہ سے تو وہ غسل خانے میں جا کر غسل کرتے یا اچھی طرح وضو کرتے جیسا کہ ان سے ایک دوسری سند سے وارد ہے اور خوشبو ملتے اور نئے کپڑے پہنتے "وَلَبِسَ سَاجَهٗ" اور اپنی چادر اوڑھتے۔ "

اَیْ طَیْلَسَانَهٗ وَقِیْلَ الْاَخْضَرُ خَاصَّةً وَفِی الْقَامُوْسِ هُوَ الطَّیْلَسَانُ الْاَخْضَرُ اَوِ الْاَسْوَدُ " لفظ "ساج" کی تفسیر طیلسان سے کی گئی ہے جس کا معنی ہے خاص سبز چادر اور قاموس میں ہے کہ وہ سبز یا سیاہ چادر ہے۔ اور عمامہ باندھتے اور سر پر چادر رکھتے اور ان کے لیے ایک گدی رکھی جاتی جس پر نکل کر بیٹھتے اور ان پر خشوع طاری ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے فارغ ہونے تک عود کی دھونی سے خوشبو حاصل کرتے اور اس گدی پر نہیں بیٹھتے مگر اسی وقت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تو اس بارے میں ان سے پوچھا گیا؟ تو انھوں نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں اور طہارت و اہتمام پر قدرت رکھتے ہوئے اس کے بغیر بیان نہ کروں۔

ابن ابی اویس کا بیان ہے کہ امام مالک راستے میں یا کھڑے ہو کر یا عجلت میں حدیث بیان کرنا مکروہ جانتے اور کہتے میں پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اچھی طرح سمجھوں۔

ضرار بن مرہ سلف رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بے وضو حدیث بیان کرنا مکروہ سمجھتے۔

درودِ ابراہیمی کے معانی پر گفتگو

ارشادِ الٰہی "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" پر گفتگو کی تیسری صورت میں ہم نے درودِ ابراہیمی کے الفاظ کی چند مختلف روایتوں کو ذکر کیا تو اب ضروری ہے کہ اس کے بعض معانی پر گفتگو کر لی جائے تا کہ جاہل کے لیے علم و آگہی، غافل کے لیے نصیحت اور فائدہ کی تکمیل ہو جائے کیوں کہ اللہ رب العالمین کے لیے پڑھی جانے والی نمازوں میں درود

مطلوب ہے لہٰذا نمازی کے لیے لازم ہے کہ وہ درود میں مقرر کیے گئے الفاظ کے معانی کو سمجھ لے جیسا کہ افعال نماز کے اسرار اور اس کے مقاصد کو ملحوظ رکھے اور عنقریب ہم اختصاراً درودِ ابراہیمی کے بعض معانی ذکر کریں گے تاکہ بیزارگی نہ ہو۔

اور ان شاء اللہ درودِ ابراہیمی پر گفتگو ترتیب وار ایک ایک کلمہ کی شرح وتوضیح کے ساتھ ہوگی تاکہ معانی کلموں کی ترتیب کے ساتھ واضح ہوں تو اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں۔

پہلی قسم ''اَللّٰھُمَّ'' پر گفتگو کے بیان میں:

''اَللّٰھُمَّ'' کا معنیٰ ہے ''یَا اَللّٰہُ'' اسم کے آخر کا میم شروع کی ''یا'' کے بدلے میں ہے اور یہ (یعنی یہ تغیر وتصرف ،یا حرف ندا کے عوض آخر میں میم کا آنا) بزرگ نام اللہ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ یہ بزرگ نام نداء کے وقت ہمزہ کے قطع کے ساتھ خاص ہے تم کہتے ہو ''یَا اَللّٰہُ'' ہمزہ کے قطع کے ساتھ، نیز لام کی تفخیم کے وجوب کے ساتھ خاص ہے اور معرفہ ہونے کے باوجود نداء کے دخول کے ساتھ خاص ہے اور اس اسمِ جلیل کے چند دیگر خصائص بھی ہیں جو اپنی جگہوں میں مذکور ہیں۔

اور یہ قول کہ ''اَللّٰھُمَّ'' کا میم یائے نداء کے عوض ہے سیبویہ اور خلیل وغیرہ علمائے لغت کا ہے، لیکن فرّاء اور اس کے متبعین کوفی علما کا مذہب یہ ہے کہ ''اَللّٰھُمَّ'' کی اصل ہے ''یَا اَللّٰہُ اُمَّنَا بِخَیْرٍ'' یعنی اے اللہ بھلائی کے ساتھ ہمارا قصد فرما، تو حرفِ ندا کو تخفیف کے لیے حذف کردیا گیا، پھر جار مجرور ''بِخَیْرٍ'' کو حذف کردیا گیا، پھر ''اُمَّنَا'' سے مفعول بہ ''نَا'' کو حذف کردیا گیا تو باقی رہا ''اُمَّ'' تو تقدیر ہوئی ''یَا اَللّٰہُ اُمَّ'' پھر دعائیں اس اسم کے بکثرت مستعمل ہونے کی وجہ سے ''اُمَّ'' سے ہمزہ کو حذف کردیا گیا تو باقی رہا ''اَللّٰھُمَّ''۔

اور بعض علما نے فرمایا کہ میم واؤ کی طرح ہے جو جمع پر دلالت کرتا ہے تو دعا کرنے والا جب اپنے قول ''اَللّٰھُمَّ'' سے دعا کرتا ہے تو گویا وہ کہتا ہے: اے وہ ذات جو تمام

اسمائے حسنیٰ کی جامع ہے اور وہ اس لیے کہ واؤ میم کی طرح ہے کیوں کہ وہ حرف شفہی ہے، اس کا تلفظ کرنے والا اپنے دونوں ہونٹوں کو ملاتا ہے تو عرب نے اس کو جمع کی علامت بنا دیا چنانچہ جمع حاضر کی ضمیر میں کہا: ''اَنتُم'' اور جمع غائب کی ضمیر میں کہا ''هُم'' وغیرہ وغیرہ۔

اور چوں کہ ''اَللّٰھُمَّ'' بابِ ندا سے ہے اور وہ طلب کی ایک قسم ہے اس لیے ''اَللّٰھُمَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' نہیں کہا جائے گا، البتہ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ'' کہنا صحیح ہے اور اس میں حرف ندا داخل نہیں ہوگا مگر کبھی کبھار جیسا کہ خلاصہ میں ہے:

وَالْاَکْثَرُ اَللّٰھُمَّ بِالتَّعْوِیْضِ	وَشَذَّ یَا اَللّٰھُمَّ فِیْ قَرِیْضٍ

اور (میم کے) عوض کے ساتھ ''اَللّٰھُمَّ'' بکثرت مستعمل ہے اور ''یَا اَللّٰھُمَّ'' شعر میں شاذ ہے۔

اور اسی قبیل سے ہے امیہ بن ابی الصلت کا یہ قول:

اِنْ تَغْفِرِ اَللّٰھُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا	وَاَیُّ عَبْدٍ لَّکَ لَا اَلَمَّا

اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمائے تو بڑی تعداد کی مغفرت فرما اور تیرا کون ایسا بندہ ہے جس نے چھوٹے چھوٹے گناہ نہ کیے ہوں۔

اِنِّیْ اِذَا مَا حَدَثٌ اَلَمَّا	اَقُوْلُ یَا اَللّٰھُمَّ یَا اَللّٰھُمَّا

ترجمہ: بے شک جب کوئی مصیبت آتی ہے تو میں کہتا ہوں ''یَا اَللّٰھُمَّ یَا اَللّٰھُمَّ'' یعنی اے اللہ اے اللہ۔

اور ''اَللّٰھُمَّ'' سے دعا کرنا تمام اسمائے الٰہیہ سے دعا کرنا ہے، نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ جس نے ''اَللّٰھُمَّ'' کہا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام ناموں سے پکارا۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اَللّٰھُمَّ'' دعا کو دیگر اسما کے ساتھ جمع کرنے والا ہے۔

ابورجاء عطاردی کہتے ہیں کہ ''اَللّٰھُمَّ'' کے میم میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ننانوے نام ہیں۔

اسی وجہ سے بعض علمائے عارفین نے فرمایا کہ وہ اسم اعظم ہے جب اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعہ سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری قسم "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کے معنی پر گفتگو کے بیان میں:

یہ بات پہلے گزر چکی کہ اللہ تعالیٰ کے درود کا معنی ابوالعالیہ کے قول کے مطابق اس کی تعریف وتعظیم ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کے مطابق اللہ کا درود رحمت اور ملائکہ کا درود استغفار ہے۔

ہاں! یقیناً اللہ کا درود تعریف، تعظیم، رحمت، مہربانی اور برتری کے معانی کو شامل ہے اور یہ سب کے سب اللہ سبحانہ کے درود میں داخل اور مندرج ہے اور یہ درودِ الٰہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے رتبہ، محبت اور قرب کے مطابق ہوتا ہے۔

اور جب ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر حبیب سے زیادہ محبوب ، ہر مقرب ومتقرب سے زیادہ قریب اور اولین وآخرین میں سب سے زیادہ معزز ہیں جن کو اللہ نے اس مقام کے لیے چن لیا جس میں دوسرے ان کے شریک نہیں ہوں گے آگاہ! وہ مقام وسیلہ ہے جو صرف ایک بندہ کے لیے ہوگا اور وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اپنے مقام میں منفرد ہیں اور اسی وجہ سے اللہ تعالی کا درود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص اور حضور کے اس مقام کے لائق ہوا جو تمام مقامات پر بلند ہے تو جب تصور کرنے والے اس کا تصور کریں گے اور اندازہ لگانے والے اس کا اندازہ لگائیں گے تو اس کی حقیقت کا ادراک اور اس کے وصف ونور کا احاطہ نہیں کرسکیں گے۔

رہا اللہ تعالیٰ کا درود مؤمنین پر جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ہیں تو وہ ان کے ایمان کے مطابق ہے اور انھوں نے یہ اعزاز سید اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سبب سے پایا ہے اور تابع کی فضیلت اپنے امام کی تبعیت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے تخریج کی، انھوں نے فرمایا کہ جب "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. الآیۃ" نازل ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر جو بھی خیر نازل فرمایا تو ہمیں اس میں ضرور شریک

فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ" (پ ۲۲، س: الاحزاب، آیت: ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ (کنزالایمان)

تو اللہ سبحانہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیجتا ہے جو ان کے مقام نبوت اور منصب رسالت اور مقام وسیلہ اور فضیلت خاصہ کے لائق ہے اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پیروی کی ان پر ان کی پیروی کے باعث عزت افزائی کے لیے درود بھیجتا ہے اور متبوع کی عزت کی وجہ سے تابع کی عزت کی جاتی ہے اور متبوع کے شرف کی وجہ سے تابع شرف پاتا ہے۔

اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین پر اللہ تعالیٰ کے درودوں کے دوگنا ہونے کے اسباب میں سب سے بڑا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔

گویا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو درودوں کا مستحق ہوگا اور دوگنا ہونے میں یہی حال ان باقی جزاؤں کا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے عوض آئی ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین پر درود الٰہی کے اسباب میں سے ایک سبب وہ ہے جس کو ابو داؤد وغیرہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔ اور "مسند احمد" میں اس طرح ہے کہ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اگلی صف پر درود بھیجتے ہیں اور مؤذن کو اس کی آواز کی درازی پر بخش دیا جائے گا اور خشک و تر میں سے جو بھی اس کی اذان سنے گا اس کی تصدیق کرے گا اور اس کے لیے اسی کے برابر اجر ہے جو اس کے ساتھ نماز پڑھے"۔

اور ایک سبب وہ ہے جس کو طبرانی اور ضیاء نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ چیونٹی

اپنے سوراخ میں اور مچھلی سمندر میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے پر ضرور درود بھیجتے ہیں"۔

اور ایک سبب وہ ہے جس کو ابو داؤد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صفِ اول سے ملتے ہیں اور اللہ کے نزدیک اس قدم سے بڑھ کر کوئی قدم محبوب نہیں جس سے وہ چل کر صف میں ملتا ہے"۔

اور ایک سبب وہ ہے جس کو ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے دائیں جانب کی صفوں پر درود بھیجتے ہیں"۔

اور ایک سبب وہ ہے جس کو ابن حبّان وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں"۔

تیسری قسم "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" پر گفتگو کے بیان میں:

اس پر دلیل گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف میں پہلے وصفِ سیادت کا ذکر کرنا مستحب ہے، اب رہ گئی گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف "محمد" کے معنی پر تو علما فرماتے ہیں کہ یہ اسم شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سب سے زیادہ مشہور نام ہے اور یہ نام قرآنِ کریم میں متعدد جگہوں میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (پ:۲۶، س: الفتح، آیت:۲۹) **ترجمہ:** محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (کنز الایمان) اور ارشاد ہے: "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" "الآیۃ" (پ:۲۲، س: الاحزاب، آیت:۴۰) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (کنز الایمان) اور ارشاد ہے: "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ" (پ: ۴، س: آل عمران، آیت:

۱۴۴)**ترجمہ**: اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ (کنز الایمان)

اور یہ اسم شریف ایسا علم ہے جو صفت سے منقول ہے اور اس کا معنی ہے جن کی بار بار تعریف کی جائے جس کی کوئی انتہا نہ ہو پس ان کی تعریف کسی حد پر نہ رکے، تو یہ اسمِ کریم تعریف اور تعریف کرنے والوں کی کثرت پر دلیل ہے اور حمد کے ان موجبات کی کثرت پر دلیل ہے جو ان کی ذات میں موجود ہیں اور وہ اس لیے کہ وہ عین کی تشدید کے ساتھ "مُفَعَّلٌ" کے وزن پر ہے اور وہ ایسا صیغہ ہے جو تکثیر اور مضاعفت کے لیے موضوع ہے۔ "مُعَظَّمٌ، مُبَجَّلٌ، مُکَرَّمٌ اور مُمَدَّحٌ" اس کو کہا جاتا ہے جس کی تعظیم، تبجیل، تکریم اور مدح مکرر، بار بار اور کثرت کے ساتھ ہو اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس اسمِ کریم کے ساتھ اس لیے موسوم کیے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت، متکرر اور دائمی طور پر تعریف کیے جاتے ہیں جس کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا آپ کی تعریف اللہ تعالیٰ کے نزدیک، فرشتوں کے نزدیک، انبیاو مرسلین کے نزدیک، اہلِ سماوات وعرش کے نزدیک اور اہلِ ارض وفرش کے نزدیک یہاں تک کہ آپ کے دشمن جو آپ کی رسالت کے منکر ہیں ان کے نزدیک بھی ہوتی ہے جیسا کہ ان شاء اللہ ہم عنقریب اس کو واضح کریں گے۔

اور اس کا بیان یہ ہے کہ حمد جس کا معنی ہے مختلف انواع پر تعریف وہ دو بڑے سبب کی طرف راجع ہے جن میں سے ایک حسن وکمال اور دوسرا فضل ونوال ہے تو وہ جو محاسن و کمالات سے متصف ہیں ان کی تعریف ان کے محاسن وکمالات کے مطابق ہوگی اور صاحب فضل ونوال یعنی بندوں کے ساتھ بہتر سلوک اور دادودہش کرنے والے کی تعریف ان کے احسان اور نوال کے مطابق ہوگی۔

تو جب تم نے یہ بات جان لی تو اب سنو کہ یہاں اللہ کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محاسن وکمالات کا جامع اور خدا کے بندوں کے ساتھ بھلائی، سخاوت، نیکی اور فضل کرنے میں ان سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ رہے ان کے محاسن اور صفاتِ کمال تو ان کا شمار اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا جس کا آپ پر فضل ہے اور جس نے آپ کو یہ صفات عطا کی ہے۔

چنانچہ جب علمی کمال کی بنیاد پر عالم کی مدح وثنا کی جائے تو یقیناً سب سے بڑے عالم اور

سب سے بڑے عارف ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" (پ:۵، س: النساء، آیت: ۱۱۳) **ترجمہ:** اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان) اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقامِ اعلمیت کا اعلان بھی فرمایا چنانچہ بطور تحدیثِ نعمت ارشاد فرمایا: "أَمَا وَاللهِ اِنِّی لَاَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّكُمْ لَهٗ خَشْيَةً" **ترجمہ:** سنو! بخدا میں تم سب میں اللہ کا سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ اس کی خشیت رکھتا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور فرمایا: "اے لوگو! یقیناً مجھے جوامع الکلم اور خواتم الکلم دیا گیا ہے اور میرے لیے کلام کو مختصر کیا گیا ہے۔ اور ارشاد: ہے مجھے فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم دیا گیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ابو یعلیٰ وغیرہ نے روایت کیا۔

اور جب صفتِ تقویٰ کی بنیاد پر کسی متقی کی تعریف کی جائے تو سب سے بڑے متقی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے اس ارشاد سے اس کا اعلان فرمایا: "أَمَا وَاللهِ اِنِّی لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ" **ترجمہ:** آگاہ! بخدا میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ کی خشیت رکھنے والا اور سب سے زیادہ اس کا ڈر رکھنے والا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اور جب زہد کی بنیاد پر زاہدوں کی مدح و ثنا کی جائے تو سب سے بڑے زاہد ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے اپنے اِس ارشاد سے اس کا اعلان فرمایا: "مَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" **ترجمہ:** "میں اور دنیا اس سوار کی طرح ہیں جس نے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر آرام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپ کے پاس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور آپ ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔

اور جب ذہانت اور عقل و فہم کی برتری کی بنیاد پر دنیا کے عقلمند لوگوں کی تعریف کی جائے تو سارے جہاں میں سب سے بڑے عقلمند اور ذہانت و فطانت میں سب سے بلند

ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کے دلائل ہم نے کتاب ''الشمائل الشریفہ'' میں بیان کیے ہیں۔

اور جب اخلاق کی عمدگی کی بنیاد پر اچھے اخلاق والے کی تعریف کی جائے تو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام محاسنِ اخلاق اور تمام کمالات کے جامع ہیں پس آپ ہی سب سے اچھے اخلاق و آداب والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ''(پ:۲۹،س: القلم، آیت: ۴) **ترجمہ:** اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔(ضیاء القرآن) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقِ فاضلہ کی چوٹی و بلندی پر فائز و بلند ہیں۔

اور جب سخاوت اور بہادری کی بنیاد پر سخی اور بہادر لوگوں کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑے سخی اور سب سے بڑے بہادر ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور لوگوں میں سب سے بڑے سخی اور لوگوں میں سب سے بڑے بہادر تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اور جب حسنِ تواضع کی بنیاد پر متواضعین کی مدح وثنا کی جائے تو متواضعین کے امام ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تواضع کا عالم یہ ہے کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلتے تھے اور دونوں کی ضرورت پوری فرماتے تھے وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ممکن تھا کہ آپ اپنے بعض اصحاب کو حکم دیتے تو وہ ان کی ضرورت پوری کر دیتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار پکارا آپ ہر بار ان کو جواب دیتے تھے ''لَبَّیکَ لَبَّیکَ'' میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ مجاھد نے کہا: ''بے شک مرد عوالی سے (۱) آدھی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی پر بلاتا تو آپ اس کی دعوت قبول کر لیتے (۲)۔(زوائد المسانید)

اور جب رحم و کرم کی بنیاد پر رحم کرنے والوں کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں

---

(۱) مدینہ طیبہ کے ارد گرد کے گاؤں سے، مترجم

(۲) اور اسے محروم نہ کرتے اگرچہ کھانے کے لیے جو کی روٹی ہوتی اور وہ بھی آدھی رات کے وقت، مترجم

میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم (مہربان) ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (پ:۱۷،س: الانبیاء، آیت:۱۰۷) **ترجمہ:** اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (کنزالایمان) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم کے لیے رحمتِ عامہ ہیں، مومنین کے لیے رحمت ہیں، کافرین کے لیے رحمت ہیں، منافقین کے لیے رحمت ہیں اور تمام بنی نوعِ انسان مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے رحمت ہیں اور پرندوں اور جانوروں کے لیے رحمت ہیں۔ اور ہم نے اس کی تفصیل دلائل کے ساتھ کتاب "الشمائل المحمدیۃ" میں کی ہے۔

اور مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور بیہقی اور طبرانی کے نزدیک اس طرح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تو محض رحمت و ہدایت ہوں۔ اور طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ میں رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہوں یعنی سارے عالم کے لیے۔

اور جب عدل و انصاف کی بنیاد پر اہلِ عدل و انصاف کی تعریف کی جائے تو اہلِ عدل و انصاف کے امام ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عاقل کو چاہیے کہ وہ ان کے عدلِ عظیم اور حکم قویم (فیصلۂ حق) پر غور کرے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو ضرور میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اور دوسری قوم کے نزدیک بعثت سے پہلے ہی عدالت و امانت سے جانے جاتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس فیصلے لایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ لایا جاتا تھا۔

اور جب حجرِ اسود کو اٹھانے میں لوگوں کا اختلاف ہوا اور ہر شخص اس شرف کو حاصل کرنے پر حریص ہوا تو انھوں نے اس معاملے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پتھر کو ایک کپڑے میں رکھ دیا جائے اور ہر قبیلہ سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اس کو اٹھائے تو ان سبھوں نے اس کو اٹھایا تو آپ نے ان سب کو انصاف دلا دیا، ان کو ملا دیا اور ان کے اختلاف کو ختم کر دیا۔

اور جب سچائی اور امانتداری کی بنیاد پر سچے اور امانت دار لوگوں کی تعریف کی جائے تو سچوں اور امانتداروں کے امام ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ اس صفت سے اپنے دشمنوں کے نزدیک بھی مشہور تھے اور وہ آپ کے حق میں اس کی شہادت دیتے تھے۔

مسور بن مخرمہ کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ابو جہل سے کہا کہ اے میرے ماموں! کیا آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس قول سے پہلے یعنی نبی بنائے جانے سے پہلے جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟ تو ابو جہل نے کہا: بخدا اے میرے بھانجے! ضرور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جوانی میں ہمارے درمیان اَلصَّادِقُ الاَمِین (سچے، امانتدار) سے پکارے جاتے تھے تو جب بڑھاپے نے ان کے بالوں کو کھچڑی کر دیا تو وہ جھوٹ نہیں بول سکتے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن اور اپنی جوانی میں جھوٹ نہیں بولے تو چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد کیسے جھوٹ بولیں گے؟ اب وہ بدرجہ اولیٰ جھوٹ نہیں بولیں گے بلکہ اپنی اس بات میں کہ ''وہ نبی برحق ہیں'' سچے اور امانتدار ہیں، مسور کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے میرے ماموں! پھر آپ لوگ ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ یعنی جب آپ لوگ مسلسل ان کی سچائی اور امانتداری کی شہادت دے رہے ہیں، اس کا اعتراف کر رہے ہیں اور مان رہے ہیں کہ وہ دعویٔ نبوت میں جھوٹ نہیں بول سکتے بلکہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو ان کی اتباع سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ تو ابو جہل نے کہا: ہمارا اور بنو ہاشم کا بزرگی میں جھگڑا ہوا تو انھوں نے کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا اور انھوں نے پلایا تو ہم نے بھی پلایا اور انھوں نے مدد کی تو ہم نے بھی مدد کی تو جب ہم رکابوں پر دو زانو ہو کر بیٹھے

تھے اور شرط کے دو گھوڑوں کی طرح تھے یعنی قابل فخر کاموں میں برابر تھے تو اب بنو ہاشم ہم پر فخر کرتے ہوئے بولے کہ ہم میں سے ایک فرد نبی ہے یعنی ان کے ذریعہ ہم تم پر فخر کرتے ہیں، ان کی وجہ سے ہم تم پر فضیلت رکھتے ہیں، ان کی وجہ سے ہم تم پر بزرگی رکھتے ہیں تو ہم یہ شرف کہاں سے حاصل کریں؟ یعنی ہم کہاں سے ایک نبی لائیں یہاں تک کہ فخر وشرف میں ان کے برابر ہوں؟

معلوم ہوا کہ ابو جہل کو اس کی جہالت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرنے پر ابھارا جب کہ وہ اپنے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو جانتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچائی کا علم رکھنے کے بعد متکبر ہوا جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد سے اس کی خبر دی ''فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ '' (پ ۷، س: الانعام، آیت: ۳۳) **ترجمہ:** تو وہ تمھیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ (کنز الایمان) معنی یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کے جھوٹے ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ سچے ہیں لیکن اپنے ظلم کی وجہ سے اور اعتراف نہ کرنے کے لیے آپ کے لائے ہوئے پیغام سے منکر ہوئے۔

اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بخدا! میں ضرور امین ہوں آسمان میں اور امین ہوں زمین میں۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

اور جب فصاحت و بلاغت کی بنیاد پر فصیح و بلیغ لوگوں کی تعریف کی جائے تو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی فصیحوں کے فصیح، بلیغوں کے بلیغ اور حکیموں کے حکیم ہیں بلکہ آپ کو وہ چیز عطا کی گئی جو فصاحت و بلاغت سے بھی بڑھ کر ہے آگاہ! وہ جوامع الکلم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مجھے فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم دیے گئے۔

اور جب آواز کی بہتری کی بنیاد پر اچھی آواز والے مرد کی تعریف کی جائے تو لوگوں میں سب سے اچھی آواز والے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا میں ''وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ '' کی تلاوت کی تو

میں نے اس سے زیادہ اچھی آواز نہیں سنی۔
اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش آواز تھے۔
اور جب حسن و جمال کی بنیاد پر حسین چہرہ اور جمیل صورت والے کی تعریف کی جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل کوئی نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چہرے کا مشاہدہ کیا اس بات پر متفق ہیں کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ حسین چہرہ والے اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا گیا۔
براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرہ والے اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں فرمایا کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا، جیسا کہ مسند وغیرہ میں ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا جیسے آپ کے چہرے میں سورج دوڑ رہا ہو، جیسا کہ مسند وغیرہ میں ہے۔
اور ربیع بنت معوذ سے کہا گیا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کریں تو وہ بولیں: اے میرے بیٹے! اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو ضرور تم سورج کو طلوع دیکھتے۔ (سنن ترمذی)
ہند بن ابی ہالہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیل القدر، عظیم المرتبت تھے، آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (سنن ترمذی)
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارضاہا عنا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرہ والے اور سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے، کبھی کسی صفت بیان کرنے والے نے آپ کی صفت بیان نہیں کی مگر آپ کے چہرے کو چودھویں کے چاند

سے تشبیہ دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں آپ کا پسینہ (مبارک) موتی کی طرح ہوتا اور مشک و اِذخر سے زیادہ خوشبودار، جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے اس کو روایت کیا۔
اور ہجرت کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے تو مدینہ کے باشندوں نے کہا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند طلوع ہوگیا۔

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا	مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

ترجمہ: ہم پر شکر واجب ہے جب تک اللہ کی طرف بلانے والا بلاتا رہے۔

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا	جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

ترجمہ: اے وہ جو ہم میں مبعوث کیے گئے آپ اس چیز کو لائے جو قابل اطاعت ہے۔
پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم محمد ہیں یعنی خصلتوں، عادتوں، فضیلتوں اور بخششوں پر ہر حامد کی طرف سے دنیا، برزخ اور آخرت میں بار بار، پے در پے اور بکثرت محمود ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' (پ:۱۵،س:بنی اسرائیل، آیت:۷۹) **ترجمہ:** اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمھیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنزالایمان) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ مقامِ محمود جو آیت کریمہ میں وارد ہے وہ حضور کا تمام اہلِ محشر کے لیے شفاعتِ عامہ کی ذمہ داری لینا ہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً سورج قیامت کے دن قریب ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا تو لوگ اسی حالت میں آدم (علیہ السلام) سے استغاثہ کریں گے، پھر موسیٰ (علیہ السلام) سے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک روایت میں مزید ہے: تو وہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے شفاعت کریں گے پس چل کر دروازے کے حلقے کو پکڑلیں گے تو اس دن اللہ ان کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا جہاں تمام اہلِ محشر ان کی تعریف کریں گے۔

اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" کے بارے میں روایت کی جس کی اصل "مسند" میں ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اس سے مراد شفاعت ہے۔

اور امام احمد نے اپنی "مسند" میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے اور میرا رب عزوجل مجھے ایک سبز جوڑا پہنائے گا پھر مجھے اجازت دی جائے گی تو اللہ مجھ سے جو کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا تو وہی مقامِ محمود ہے۔

پس ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان اور زمین والوں کی طرف سے دنیا میں بھی محمود ہیں اور آخرت میں بھی محمود ہیں۔

اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام احمد ہے، یہ ایسا اسمِ علم ہے جو اس صفت سے منقول ہے جس کا معنی تفضیل ہے تو احمد کا معنی ہے: اَحْمَدُ الْحَامِدِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْن یعنی رب العالمین کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے معنی کے مطابق ہے کیوں کہ رب العالمین کے لیے دنیا و آخرت میں اولین و آخرین میں سے کسی کی تعریفیں ویسی نہیں ہیں جیسی ہمارے آقا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں ایسی جامع ہیں کہ ان سے ہر تعریف کرنے والا قاصر ہے۔

اور جن تعریفوں سے حضور نے اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی ہے ہم ان میں سے کچھ ذکر کرتے ہیں:

ترمذی نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ" **ترجمہ:** اللہ نے سنا کہ کس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے، ایسی جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور ان دونوں کے درمیان

کو بھر دے اور اس کے بعد ہر وہ چیز بھر دے جسے تو چاہے۔

مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلُ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" **ترجمہ:** اے اللہ! ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے ، ایسی جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد ہر وہ چیز بھر دے جسے تو چاہے، تو تعریف اور بزرگی والا ہے، بندے کی تعریف کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور ہم میں سے ہر ایک تیرا بندہ ہے ، اے اللہ اس چیز سے کوئی روکنے والا نہیں جسے تو عطا کرے اور اس چیز کو کوئی دینے والا نہیں جس سے تو روک دے اور تیری بارگاہ میں تو نگر کی تو نگری کچھ کام نہ آئے گی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْد" ان چیزوں کو شامل ہے جو آسمانوں کے آگے ہیں یعنی سدرہ، جنت، کرسی اور اس کے ارد گرد کو اور عرش اور اس کے ارد گرد کو اور لوح، قلم، کتاب اور اس کے بعد ہر اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ چاہے اور پیدا فرمائے، تو ہمارے آقا احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان، زمین، ان دونوں کے درمیان اور ان کے آگے کے تمام عالم کے کسی ذرے کو نہیں چھوڑا مگر اسے اللہ تعالیٰ کی عمدہ حمد و ثنا سے بھر دیا تو یقیناً وہ رب العالمین کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَآئُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ،

وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ" الحدیث۔

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان میں ہیں سب کا منتظم ہے، تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان میں ہیں سب کا نور ہے، تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان میں ہیں سب کا بادشاہ ہے، تیرے ہی لیے تعریف ہے تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، تیرا قول حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، انبیا حق ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کی جو اس کی غیر محدود قیومیت کے لائق ہے، ایسی تعریف کی جو اس کے نور کے لائق ہے جس کے ذریعہ اس نے آسمان و زمین کو عدم کی تاریکی سے وجود میں لایا، ایسی تعریف کی جو اس کے اس مقامِ بادشاہت کے لائق ہے جو آسمان، زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب کو شامل ہے اور ایسی تعریف کی جو اس کے وجوبِ وجود کے لائق ہے۔

تو "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ" کا معنی ہے: "أَيْ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يَلِيْقُ بِقَيُّوْمِيَتِكَ الَّتِي لَا يُحِيْطُ عِلْمًا بِهَا إِلَّا أَنْتَ" یعنی تیرے ہی لیے تعریف ہے ایسی تعریف جو تیری اس قیومیت کے لائق ہے جس کا احاطہ تیرے سوا کسی کا علم نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بعد کی تعریفات (۱)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لیے مذکورہ محامد اس کے ذاتی کمالات اور بلند صفات سے متعلق ہیں اور یہاں ایسے محامد بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احسان، نیکی، سخاوت اور ان نعمتوں سے متعلق ہیں جن کا کوئی احاطہ وشمار نہیں، جن کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور دائم تعریفوں میں سے وہ ہے جسے اصحابِ سنن اور امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی

---

(۱) لہٰذا ان کو بھی اسی مذکورہ معنیٰ پر قیاس کر لو، مترجم

اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ کہتے: " اَلْحَمْدُلِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًافِیْہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِی کَفَانَا وَاٰوَانَا غَیْرُ مَکْفِیٍّ وَلَا مَکْفُوْرٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبُّنَا" **ترجمہ:** تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف، تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہماری کفایت فرمائی یعنی حفاظت فرمائی اور ہمیں پناہ دی، ہمارے رب کی کفایت نہیں کی جائے گی (کیوں کہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے) اس کا انکار نہیں کیا جائے گا، اس کو چھوڑا نہیں جائے گا، اور اس سے بے نیاز نہیں ہوا جائے گا۔

تو حضور کا قول "غیر مکفی" یا تو "غیر" کے رفع کے ساتھ ہے اس بنیاد پر کہ وہ "ربنا" کی خبر ہے جو حدیث کے آخر میں ہے اور معنی یہ ہے:

" رَبُّنَا غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی الطَّعَامِ فَیُکْفٰی وَرَبُّنَا لَایُکْفَرُ اَیْ لَایُجْحَدُ فَضْلُہٗ وَلَامُوَدَّعٌ اَیْ غَیْرُ مَتْرُوْکٍ مِنَ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ بَلْ لَہُ الْحَمْدُ الدَّآئِمُ وَلَامُسْتَغْنًی عَنْہُ بَلْ کُلُّنَا فُقَرَآءُ اِلَیْہِ مُحْتَاجُوْنَ اِلَیْہِ فِی کُلِّ شَیْءٍ" **ترجمہ:** ہمارا رب کھانا کا محتاج نہیں ہے کہ اس کی کفایت کی جائے اور ہمارے رب کے فضل کا انکار نہیں کیا جائے گا اور اس کی حمد وثنا نہیں چھوڑی جائے گی بلکہ اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی حمد ہوگی اور اس سے بے نیازی نہیں ہے بلکہ ہم میں سے ہر شخص ہر چیز میں اس کا فقیر اور محتاج ہے۔

علامناوی فرماتے ہیں: اور اگر روایت "غیر" کے نصب کے ساتھ صحیح ہو تو وہ "حمداً" کی صفت ہے اور "ربنا" ندا کی بنیاد پر منصوب ہے " اَیْ حَمْدًا غَیْرَ مَکْفِیٍّ بِہٖ اَیْ لَانَکْتَفِی بِہٖ بَلْ نَعُوْدُ اِلَیْہِ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ وَّلَانَتْرُکُ الْحَمْدَ لَکَ یَا رَبِّ وَلَانَسْتَغْنِی عَنْہُ" **ترجمہ:** یعنی ایسی تعریف جس پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ بار بار تعریف کریں گے اور اے رب! ہم تیری تعریف نہیں چھوڑیں گے اور نہ اس سے بے نیاز ہوں گے۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی جامع تعریفوں کی تعلیم وترغیب دی ہے:

انھیں میں سے وہ ہے جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں اپنے ہونٹ ہلا رہا ہوں تو آپ نے فرمایا: اے ابوامامہ! اپنے ہونٹوں کو کیوں ہلا رہے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوں، تو آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو تیرے رات دن کے ذکر سے عظیم اور افضل ذکر کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو،

"سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ"۔(۱)

ترجمہ: اللہ کی پاکی اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی پاکی جو اس کی مخلوق کو بھر دے، اللہ کی پاکی زمین و آسمان کی چیزوں کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی پاکی جو زمین و آسمان کی چیزوں کو بھر دے، اللہ پاکی اس کے اپنے نوشتے کو شمار کرنے کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی پاکی جو اس کے اپنے نوشتے کی شمار کو بھر دے، اللہ کی پاکی ہر شئ کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی پاکی جو ہر شئ کو بھر دے، اللہ کی تعریف اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی تعریف جو اس کی مخلوق کو بھر دے، اللہ کی تعریف زمین و آسمان کی چیزوں کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی تعریف جو زمین و آسمان کی چیزوں کو بھر دے، اللہ کی تعریف اس کے اپنے نوشتے کو شمار کرنے کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی تعریف جو اس کے اپنے نوشتے کی شمار کو بھر دے، اللہ کی تعریف ہر شئ کی گنتی کے برابر، اللہ کی ایسی تعریف جو ہر شئ کو بھر دے۔

---

(۱) احمد وابن ابی الدنیا

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین بار کہے "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ حَمْدًا یُوَافِیْ نِعَمَہٗ وَیُکَافِیُٔ مَزِیْدَہٗ" تو کراماً کاتبین کہیں گے اے ہمارے رب! تیرے اس بندے نے تیری جو پاکی اور حمد بیان کی ہم اس کی حقیقت کو اچھی طرح نہیں سمجھتے ہیں اور ہماری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ ہم اسے کس طرح لکھیں تو اللہ ان سے فرمائے گا کہ تم اس کو اسی طرح لکھ لو جس طرح میرے بندہ نے کہا۔(۱)

اور حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما کے والد سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھائیے تا کہ اللہ مجھے اس کے ذریعہ نفع بخشے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ" یعنی اے اللہ! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اور تیری ہی طرف تمام چیزیں لوٹیں گی۔(بیہقی)

پس ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان میں اللہ رب العالمین کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں دنیا میں بھی جیسا کہ احادیث میں گزرا اور آخرت میں بھی جیسا کہ احادیثِ شفاعت وغیرہ میں ثابت ہے۔

اور انھیں میں سے وہ ہے جسے ابن حبّان نے اپنی "صحیح" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے: تو رب تبارک وتعالیٰ آپ کے لیے تجلی فرمائے گا اور آپ سے پہلے کسی کے لیے تجلی نہیں فرمائے گا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے میں گر پڑیں گے اور ایسے تعریفی کلمات سے اس کی تعریف کریں گے کہ آپ کے پہلے والوں میں سے کسی نے ان کلمات سے اس کی تعریف نہیں کی اور آپ کے بعد والوں میں سے بھی کوئی ایسے تعریفی کلمات سے اس کی تعریف نہیں کرے گا تو آپ سے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، بات کرو سنی جائے گی اور شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔

---

(۱) ترغیب المنذری

اور صحیحین وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شفاعت میں فرمایا: تو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی تو اس کی بارگاہ میں کھڑا ہوں گا اور اس کی ایسی تعریفوں سے تعریف کروں گا جن پر میں قدرت نہیں رکھوں گا مگر وہ مجھے ان کا الہام فرمائے گا، الحدیث۔

اور صحیحین کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ میں اپنے رب کی ایسی تعریف کروں گا جس کو میرا رب مجھے سکھائے گا۔

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے: تو میں سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھے حمد و ثنا الہام فرمائے گا یعنی وہ جس کا علم صرف اللہ کو ہے تو مجھ سے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھاؤ، مانگو دیے جاؤ گے اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور یہی مقامِ محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' (پ ۱۵، س: بنی اسرائیل، آیت: ۷۹) **ترجمہ:** قریب ہے کہ تمھیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنزالایمان)

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: تو میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے لیے سجدے میں جاؤں گا پھر اللہ مجھ پر اپنے ایسے تعریفی کلمات کا انکشاف فرمائے گا کہ جن کا انکشاف مجھ سے پہلے کسی پر نہیں فرمایا، الحدیث۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عظیم انکشاف فرمائے گا جس میں انھیں قسم قسم کے جامع اور عمدہ حمد و ثنا کی تعلیم دے گا اور تمام اہلِ محشر کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ احمدی ظاہر ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لواء الحمد عطا فرمائے گا جو قسم قسم کے محامد پر مشتمل ہوگا جس کے نیچے آدم اور ان کے علاوہ تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام ہوں گے۔

ترمذی وغیرہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کوئی فخر نہیں اور اس دن بنی آدم اور اس کے علاوہ سب میرے جھنڈے

کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میری زمین کھلے گی اور کوئی فخر نہیں، الحدیث۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ اپنے رسول کی اتباع کرتے ہوئے اپنے رب کی خوب تعریف کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں انھیں میں سے بنائے۔

چوتھی قسم ''آلِ سیّدنا مُحمّدٍ'' پر گفتگو کے بیان میں:

علما کا اس میں اختلاف ہے کہ آلِ نبی جو درودِ ابراہیمی میں مذکور ہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟

تو جمہور کا مذہب ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جسے بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: کھجوروں کے توڑنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی جاتیں تو یہ اپنی کھجور اور وہ اپنی کھجور لاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس کھجوروں کے کئی ڈھیر ہو جاتے تو حسن اور حسین ان کھجوروں سے کھیلنے لگے پس ان میں سے ایک نے ایک کھجور لے کر اپنے منھ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو آپ نے کھجور اس کے منھ سے نکال دی اور ارشاد فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ محمد کی آل صدقہ نہیں کھاتی ہے؟۔

اور جمہور نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو ''صحیح مسلم'' میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے آئی ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان اس پانی کے پاس جسے ''خم'' کہا جاتا ہے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت کی پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! خبر دار! اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں، عنقریب میرے پاس میرے رب عزوجل کا فرستادہ آئے گا اور بے شک میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ عزوجل کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے تو

کتابِ الٰہی کو مضبوطی سے پکڑو تو آپ نے کتاب الٰہی پر ابھارا اور اس میں رغبت دلائی اور (دوسری) میرے اہل بیت، تو تم میرے اہل بیت کے بارے میں اللہ کو یاد کرو، تم میرے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کو یاد کرو، تو حصین بن سبرہ نے کہا: اے زید! آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے نہیں ہیں؟ تو زید نے کہا: بے شک آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت سے ہیں، لیکن آپ کے اہلِ بیت وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے، انھوں نے کہا: وہ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا: وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں تو انھوں نے کہا: کیا ان میں سے ہر ایک پر صدقہ حرام ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔

تو ثابت ہوا کہ یہی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں اس لیے کہ حدیث میں آیا کہ محمد کی آل صدقہ نہیں کھاتی ہے۔ نیز "صحیح مسلم" میں ابن شہاب کی روایت سے آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ صدقہ لوگوں کے میل ہیں، یہ محمد اور محمد کی آل کے لیے حلال نہیں ہے"، تو آلِ نبی جو درودِ ابراہیمی میں مذکور ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، اس لیے کہ بعض حدیثیں بعض کی تفسیر ہیں۔

اور بعض علما اس بات کے قائل ہیں کہ درودِ ابراہیمی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے مراد آپ کی ازواج اور ذریت ہیں، اس کو ابن عبد البر نے "التمہید" میں ذکر کیا اور ان لوگوں نے اس پر اس حدیث سے استدلال کیا جو "صحیح مسلم" وغیرہ میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس طرح کہو، "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" اِلٰی اٰخِرِہٖ اور وجہ استدلال یہ ہے کہ یہ روایت دوسری روایتوں میں واقع لفظِ "آل" کی تفسیر کرتی ہے۔

اور بعض علما اس بات کے قائل ہیں کہ "آلِ نبی" جس کا ذکر درودِ ابراہیمی میں ہے اس سے تمام امتِ اجابت یعنی قیامت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین مراد ہیں۔

"جلاء الافہام" اور "القول البدیع" میں ہے کہ اس کو ابن عبد البر نے بعض اہلِ علم سے نقل کیا اور سب سے پہلے اس قول کو جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا گیا جس کو بیہقی نے ان سے ذکر کیا اور سفیان ثوری وغیرہ سے روایت کیا اور اسی کو بعض اصحابِ شافعی نے اختیار کیا جس کو ابو الطیب طبری نے اپنی "تعلیق" میں نقل کیا اور شیخ محی الدین نووی نے "شرحِ مسلم" میں اسی کو ترجیح دیا اور ازہری نے اسی کو اختیار کیا۔

ان کی دلیل اس سلسلہ میں یہ ہے کہ مستحق تعظیم، قابل اتباع آل آپ کے دین اور آپ کے کام میں آپ کی اتباع کرنے والے ہیں کیوں کہ لفظِ "آل" کا اشتقاق اسی پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ وہ "اٰلَ یَؤُلُ" بمعنی "رَجَعَ" سے ہے اور متبوع متبعین کے لیے مرجع ہوتے ہیں کیوں کہ وہ ان کے امام اور پیشوا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ" (پ:۲۷، س: القمر، آیت: ۳۵) **ترجمہ:** سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انھیں پچھلے پہر بچالیا۔ (کنز الایمان) یہاں "آلِ لوط" سے مراد ان کی اتباع کرنے والے مؤمنین ہیں اقارب اور غیرا قارب دونوں میں سے، لہٰذا جب "آل" کا لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پڑھے جانے والے درودوں اور دعاؤں کے سیاق میں آیا تو یہ اولاً اقارب متبعین پھر باقی تمام متبعین کو شامل ہوگا۔

اور بعض علما کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل جو درودِ ابراہیمی میں مذکور ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متقین ہیں، ان حضرات نے اس پر اس حدیث سے استدلال کیا جس کو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: آلِ محمد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہر متقی اور آپ نے آیتِ کریمہ "اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ" کی تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا۔

پانچویں قسم درودِ ابراہیمی میں وارد شدہ تشبیہ پر گفتگو کے بیان میں:

اور اس میں دو بحثیں ہیں:

پہلی بحث

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ" اِلٰی تَمَامِھَا، میں واقع تشبیہ کے محل پر گفتگو کے بیان میں:

فتح الباری میں ہے کہ محل تشبیہ کے بارے میں سوال مشہور ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مشبہ مشبہ بہ سے ادنیٰ ہوتا ہے حالاں کہ یہاں درودِ ابراہیمی میں اس کا برعکس ہے کیوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل سے افضل ہیں جب کہ یہاں آلِ محمد کو بھی ملایا گیا ہے اور ان کے افضل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ مطلوبہ درود ہر اس درود سے افضل ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کو حاصل ہے۔

فتح الباری میں کہا: اور اس کے کئی جواب دیے گئے ہیں پھر متعدد جوابوں کو بیان کیا، ہم ان جوابوں میں سے چند کو ذکر کرتے ہیں جو "فتح" میں مذکور ہیں اور جن کو دوسرے علمائے متقدمین نے بھی بیان کیا۔

پہلا جواب:

مذکورہ تشبیہ نفس درود میں ہے قدر و کیفیت میں نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ" الآیہ (پ: ٦، س: النساء، آیت: ١٦٣) "بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد انبیا کی طرف وحی بھیجی" کی نظیر ہے کہ یہ تشبیہ اصل وحی میں ہے نہ کہ وحی کی قدر اور موحیٰ بہ کی فضیلت میں، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ"

(پ: ۲۰، س: القصص، آیت: ۷۷) "اور احسان کیجیے جیسے اللہ نے آپ پر احسان کیا" کی نظیر ہے کیوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی ویسا احسان نہیں کر سکتا جیسا اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا بلکہ اس سے صرف اصل احسان مراد ہے نہ کہ اس کی مقدار اور اسی قبیل سے ہے قائل کا قول: "اَحسِن اِلٰی وَلَدِکَ کَمَا اَحسَنتَ اِلٰی فُلَانٍ" "اپنے بچے کے ساتھ اچھا برتاو کر جیسے فلاں کے ساتھ اچھا برتاو کیا" کہ اس سے مراد اصل احسان ہے اس کی مقدار نہیں اور معنی ہے: "صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تَلِیْقُ بِمَقَامِہٖ وَکَمَالِہٖ وَمَنْزِلَتِہٖ عِنْدَکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ صَلَاۃً لَائِقَۃً بِمَقَامِہٖ عِنْدَکَ" یعنی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیج جو تیرے نزدیک ان کے مقام و کمال اور مرتبہ کے لائق ہے جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر ایسا درود بھیجا جو تیرے نزدیک ان کے مقام کے لائق تھا۔

دوسرا جواب:

تشبیہ فقط آل کی طرف لوٹتی ہے اور کلام "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" پر مکمل ہو گیا پھر ارشاد ہوا "وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ" الخ۔

فتح الباری میں ہے کہ اس جواب پر تعقب کیا گیا ہے یعنی ابن دقیق العید نے تعقب کیا ہے کہ غیر انبیا کا انبیا کے برابر ہونا ممکن نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے اس طرح کا درود کیسے طلب کیا جاتا ہے جس طرح کا درود ابراہیم علیہ السلام کے لیے واقع ہوا جب کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل سے انبیا بھی ہیں؟ انھوں نے کہا: اور اس کا جواب یہ کہہ کر دیا جا سکتا ہے کہ مطلوب وہ ثواب ہے جو انھیں حاصل ہے نہ کہ وہ تمام صفات جو ثواب کا سبب ہیں۔

اور اسی کے قریب علامہ بلقینی کا جواب ہے کہ تشبیہ نہ مقدار میں ہے نہ رتبہ میں، یہاں تک کہ کہا جائے کہ غیر انبیا انبیا کے برابر نہیں بلکہ تشبیہ نفس درود میں ہے اور یہ انبیا اور آل کے درمیان قدر مشترک ہے۔

تیسرا جواب:

تشبیہ اس کی طرف نظر کرتے ہوئے ہے جو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو حاصل ہوگا یعنی ہر ہر فرد کا درود تو ابتدائے تعلیم سے آخر زمانہ تک درود پڑھنے والوں کے درودوں کا مجموعہ اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے لیے تھا جس کا شمار صرف اللہ عزوجل کو ہے۔ ''فتح'' میں ہے کہ ابن عربی نے اس کی تعبیر اپنے اس قول سے کی ہے کہ مراد درود کا دوام اور استمرار ہے۔

''القول البدیع'' میں ہے کہ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اِس کیفیت کے ساتھ درود بھیجتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے جیسا کہ اس نے ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجا پھر جب یہی بات کوئی دوسرا بندہ کہتا ہے (یعنی پھر جب کوئی دوسرا بندہ درود بھیجتا ہے) تو داعیِ اول نے جو درود طلب کیا تھا وہ اس کے علاوہ دوسرا درود طلب کرتا ہے کیوں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ دو مطلوب اگرچہ ایک دوسرے کے مشابہ ہوں طالب کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتے ہیں اور دونوں درود مقبول ہیں کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ایک مقبول دعا ہے تو ضروری ہے کہ اِس کا مطلوب اس کے مطلوب کا غیر ہوتا کہ ہرگز تحصیل حاصل لازم نہ آئے جیسا کہ ان کے لڑکے تاج سبکی نے کہا کہ جب بھی کوئی بندہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیجتا ہے جو اس درود کے مماثل ہے جو اس نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے لیے بھیجا پس حضور پر رب کے ایسے درود کم نہیں ہوں گے (بلکہ بے شمار ہوں گے) جن میں سے ہر درود اس درود کے مطابق ہو جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو حاصل ہوا کیوں کہ حضور پر اس درودِ ابراہیمی کے پڑھنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے (بلکہ بے شمار ہے)۔

چوتھا جواب:

مجموعہ کی تشبیہ مجموعہ سے ہے کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں انبیا ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں نہیں ہیں تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے لیے اس طرح کا درود

طلب کیا گیا جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے لیے ہے اور حال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں انبیا ہیں تو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے مطلوب درود سے وہ حاصل ہوگا جو ان کے لائق ہوگا کیوں کہ وہ انبیا کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اور وہ عظیم زیادتی باقی رہے گی جو ابراہیم علیہ السلام اور انبیائے کرام کے لیے ہے تو وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوگی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے وہ فضیلت حاصل ہو گی جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے۔

اس قول کو حافظ ابن حجر نے ''فتح'' میں نقل کیا اور ''القول البدیع'' میں اس کو مفصل بیان کیا گیا اور ایسے ہی ''جلاء الافہام'' میں، پھر ''جلاء الافہام'' میں اس کو ثابت کرنے کے بعد کہا: اور یہ قول سابق میں مذکور تمام اقوال سے عمدہ ہے۔

حافظ نے ''فتح'' میں امام نووی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ تمام جوابوں میں عمدہ وہ ہے جو امام شافعی کی طرف منسوب ہے کہ تشبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے متعلق ہے جیسا کہ گزرا اور ایسے ہی یہ جواب کہ اصل درود کی تشبیہ اصل درود سے ہے یا مجموعہ کی مجموعہ سے، پھر حافظ نے ''فتح'' میں ابن قیم سے نقل کیا کہ وہ تشبیہ مجموع بالمجموع کو مستحسن کہتے ہیں پھر ابن قیم کے قول ''وَاَحسَنِ مِنهُ اَن یُّقَالَ اِلٰی اٰخِرِہٖ'' کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور اسے باقی رکھا (اس کی تضعیف نہیں کی بلکہ اسے پسند کیا) اور ہم اسے بعینہٖ نقل کرتے ہیں:

ابن قیم نے کہا کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں بلکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں سب سے بہتر ہیں جیسا کہ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشادِ الٰہی: ''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ'' (پ: ۳، س: آل عمران، آیت: ۳۳) ''بے شک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کی آل کو سارے جہان میں چن لیا'' کے بارے میں روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں۔

ابن قیم نے کہا: یہ تصریح ہے کہ جب آلِ ابراہیم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ

ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے دوسرے انبیا داخل ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ داخل ہوں گے تو ہمارا قول ''كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے دیگر انبیا دونوں کو شامل ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حضور پر اور حضور کی آل پر خصوصاً درود بھیجیں جس طرح ان پر ابراہیم علیہ السلام کی تمام آل کے ساتھ عموماً درود بھیجیں حالاں کہ آل ابراہیم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو درود سے وہی حاصل ہوگا جو ان کے لائق ہوگا اور باقی تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باقی رہے گا۔

ابن قیم نے کہا: اور اس وقت تشبیہ کا فائدہ اور اس کا اپنی اصل پر جاری ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ کہ ان کے لیے درودِ ابراہیمی سے طلب کیا جانے والا درود دوسرے لفظ سے طلب کیے جانے والے درود سے زیادہ عظمت کا حامل ہے کیوں کہ جب دعا سے مطلوب محض مشبہ بہ کا مثل ہے اور حضور کے لیے درود سے سب سے بڑا حصہ ہے تو ان کے لیے مطلوب درود جسے تشبیہ دی گئی ہے اس سے زیادہ ہوا جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے علاوہ کے لیے ہے اور حضور کی طرف مشبہ بہ سے وہ حصہ منضم ہو گیا جو ان کے غیر کو حاصل نہیں ہوا جیسا کہ وہ ان کے مقامِ محمدی کے لائق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہیں۔

انھوں نے کہا: تو اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل میں سے ہر ایک پر جن میں انبیا بھی ہیں حضور کی فضیلت ظاہر ہو گئی جیسا کہ ان کی شان کے لائق ہے اور یہ درود اس تفضیل پر دلیل، اس سے متعلق، اس کو واجب کرنے والا اور اس کا تقاضا کرنے والا ہو گیا ،اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر خوب خوب درود و سلام بھیجے اور انھیں ہماری طرف سے اس سے افضل جزا دے جو اس نے کسی نبی کو ان کی امت کی طرف سے دیا۔ آمین

پانچواں جواب:

پانچواں جواب جس سے تشبیہ پر وارد شدہ اعتراض اپنی اصل سے ختم ہو جاتا ہے یہ ہے کہ مشبہ بہ کبھی مشبہ سے ارفع ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے بلکہ تشبیہ کبھی مساوی سے یا اس

سے ادنیٰ سے بھی ہوتی ہے، حافظ نے ''فتح'' میں کہا اور اس کو سخاوی نے بھی نقل کیا ہے کہ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ'' (پ:۱۸،س: النور، آیت: ۳۵) **ترجمہ:** اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں چراغ ہو۔ (ضیاء القرآن)

انھوں نے کہا: کہاں چراغ اور کہاں اللہ کا نور، لیکن جب مشبہ بہ سے مقصود یہ ہے کہ وہ ایسی شیٔ ہو جو سامع کے لیے واضح اور ظاہر ہو تو نورِ الٰہی کو چراغ کے نور سے تشبیہ دی گئی، اسی طرح یہاں جب ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل کی تعظیم درود کے سبب تمام جماعتوں کے نزدیک مشہور اور واضح تھی تو بہتر ہوا کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے اسی کے مثل درود طلب کیا جائے جو ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل کو حاصل ہوا۔

''فتح'' میں کہا: ''فِی الْعَالَمِیْنَ'' پر طلب مذکور کا ختم ہونا اس کا مؤید ہے، یعنی جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر سارے جہان میں درود کو ظاہر کیا۔

دوسری بحث: دوسرے کسی نبی کے بجائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تشبیہ کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ کے بیان میں:

علما نے اس کے متعدد جواب دیے ہیں ہم ان میں سے بعض کو ذکر کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے کیوں کہ ان کے درمیان کوئی تنافی نہیں ہے۔

پہلا جواب:

درودِ ابراہیمی میں ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کا سبب معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت امت محمدیہ کو ان کے سلام کہلا بھیجنے کا عوض اور بدلہ دینا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حسن قرار دیا، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اسرا کی رات حضرت ابراہیم علیہ

السلام سے ملا تو انھوں نے فرمایا: اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیں اور انھیں بتائیں کہ جنت کی مٹی خوش گوار اور پانی شیریں ہے، وہ ہموار زمین ہے اور اس کے پودے ''سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَر'' ہیں اور طبرانی کی روایت میں ''وَلَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ'' کا اضافہ ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سلام اور تاکید کا صلہ دینے کے لیے ذکر و تشبیہ میں خاص کیا گیا۔

دوسرا جواب:

ان کو ذکر میں اس لیے خاص کیا گیا کہ انھوں نے ہمارا نام مسلمان رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس ارشاد سے خبر دی: ''ھُوَسَمّٰکُمُ المُسلِمِینَ مِن قَبلُ'' (پ: ۱۷، س: الحج، آیت: ۷۸) **ترجمہ:** اس سے پہلے ابراہیم نے تمھارا نام مسلمان رکھا۔ (۱) یعنی اپنے اس قول میں ''رَبَّنَاوَاجعَلنَا مُسلِمَینِ لَكَ وَمِن ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسلِمَۃً لَّكَ'' (پ ۱، س: البقرہ، آیت: ۱۲۸) **ترجمہ:** ''اے ہمارے رب اور ہمیں اپنے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو اپنا فرماں بردار بنا''۔ اور شک نہیں کہ عرب ان کی اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں تو خلیل کو تشبیہ کے ساتھ خاص کیا گیا تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے، یا چوں کہ وہ باپ ہیں اس لیے ان کی عزت افزائی مقصود تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مِلَّۃَ اَبِیکُم اِبرٰھِیمَ ط'' (پ: ۱۷، س: الحج، آیت: ۷۸)
ترجمہ: تمھارے باپ ابراہیم کا دین۔ (کنزالایمان)

تیسرا جواب:

ذکر اور تشبیہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں خلیل

---

(۱) وعن ابن زید والحسن ان الضمیر لابراهیم علیه السلام واستظهره ابوحیان للقرب وتسمیته ایاهم بذلک من قبل فی قوله: ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک۔ روح المعانی للعلامة ابی الفضل شهاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی المتوفی سنة ۱۲۷۰ھ، ج۹، ص۲۰۰ مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت، تاریخ الطبع ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴م، مترجم

بنایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا" (پ: ۵، س: النساء، آیت: ۱۲۵) **ترجمہ**: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (کنزالایمان)

اور تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل اور حبیب دونوں بنایا، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیل اکرم اور حبیب اعظم ہیں کیوں کہ اس خلت کا مقام جو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا اس خلت کے مقام سے بڑھ کر ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو عطا کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جیسا کہ اس نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو میری اور ابراہیم کی منزل قیامت کے دن جنت میں آمنے سامنے ہوگی اور عباس ہمارے پاس دو خلیلوں کے درمیان ایک مومن ہوں گے۔

اور حدیثِ معراج جسے بیہقی، ابویعلیٰ اور بزّار وغیرہ نے روایت کی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اے محمد! تو آپ نے عرض کیا اے میرے رب! میں حاضر ہوں، رب نے فرمایا: مانگ، تو آپ نے عرض کیا کہ تو نے ابراہیم کو خلیل بنایا، ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں نے تجھے خلیل بنایا۔ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں نے تجھے حبیب بنایا۔

اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ شفاعت میں فرمایا کہ جس وقت اہلِ محشر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے شفاعت کا سوال کریں گے تو ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کا مالک نہیں ہوں، "اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَآءَ وَرَاءَ" میں محض پیچھے پیچھے خلیل تھا۔ لفظ وَرَاءَ وَرَاءَ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ ہے بغیر کسی تنوین کے، اور یہ بھی جائز ہے کہ مبنی علی الضم ہو مقطوع عن الاضافۃ ہونے کی وجہ سے۔

قسطلانی نے کہا کہ "وَرَاءَ" کی تکرار سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ

ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رویت اور اللہ تعالیٰ کے کلام کا سماع بغیر کسی واسطہ کے حاصل ہے۔

تو خلّتِ محمدیہ کا مقام اعلیٰ اور اکمل ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور یہ مقام خلّت کے مقام سے اونچا ہے جیسا کہ اس پر اس حدیث کی دلالت ہے. جس کو ترمذی، دارمی اور امام احمد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہے تھے تو آپ نکلے یہاں تک کہ جب ان سے قریب ہوئے تو آپ نے ان کو بات چیت کرتے ہوئے سنا تو آپ نے ان کی گفتگو سنی تو دیکھا کہ ان میں سے بعض کہہ رہے ہیں: تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل بنایا تو ابراہیم علیہ السلام اس کے خلیل ہیں اور دوسرے نے کہا: ''وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا'' (پ: ۶، س: النساء، آیت: ۱۶۴) سے زیادہ تعجب ہے (یعنی اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں) اور ایک دوسرے نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور دوسرے نے کہا: آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر سلام کیے اور فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارے تعجب کو سنا کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسا ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں اور وہ ایسا ہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور وہ ایسا ہی ہیں، خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں اور قیامت کے دن لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ما سوا ہوں گے اور کوئی فخر نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں اور سب سے پہلے جنت کے دروازے کے حلقوں کو ہلانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں تو اللہ کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقرائے مؤمنین ہوں گے اور کوئی فخر نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

چوتھا جواب:

تشبیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے کیا گیا تاکہ اس امتِ محمدیہ کے لیے ان کے خوبصورت کارنامہ پر ان کا خوبصورت ذکر ہو جائے کیوں کہ انھوں نے امتِ محمدیہ کے لیے دعا کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتابِ عزیز میں خبر دی: "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ" (پ:۱،س: البقرۃ، آیت: ۱۲۹) **ترجمہ:** "اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرماوے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا" (کنزالایمان) اور اسی وجہ سے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "میں ابراہیم کی دعا ہوں"۔

تو اس امت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خلیل کا ذکرِ جمیل کرے اور وہ ان کا ذکرِ جمیل کیوں نہ کرے جب کہ انھوں نے دعا کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ارشاد سے خبر دی: "وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ" (پ ۱۹،س: الشعراء، آیت: ۸۴) "اَیْ وَاجْعَلْ لِّي ثَنَاءً حَسَنًا وَّذِكْرًا جَمِيلًا فِي الْآخِرِينَ مِنَ الْأُمَمِ" یعنی میرے لیے امتوں میں سے آخرین میں ثنائے حسن اور ذکرِ جمیل رکھ اور وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے یا آخرین سے مراد ہر وہ امت ہے جو ان کے بعد آئی تو امتِ محمدیہ اس میں بدرجہ اَولیٰ داخل ہے کیوں کہ وہ یقینی طور پر آخری امت ہے اور اس لیے کہ انھوں نے اس کے لیے دعا کی جیسا کہ آیتِ کریمہ میں گزری۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ" (پ:۳،س: آل عمران، آیت ۶۸) **ترجمہ:** بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔ (کنزالایمان) تو آیت میں مذکور "ھٰذَ

اَلنَّبِیَّ ‘‘ سے مراد ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ’’ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ‘‘ سے مراد ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔

پھر یہ کہ خلیل علیہ السلام کی دعا اپنے قول ’’ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ‘‘ سے ان اعمال واقوال کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق کی طلب کو مستلزم ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ اور قابل تعریف ہیں اور بندوں کے لیے خیر وسعادت کا موجب ہیں تو یہاں ’’لسانِ صدق‘‘ سے مراد ثنائے حسن یعنی عمدہ تعریف ہے دوسرے لفظوں میں وہ محاسن جن پر مُثنیٰ علیہ مشتمل ہے کیوں کہ لسان سے تین معانی مراد لیے جاتے ہیں (۱) ثنا، جیسا کہ گزرا (۲) لغت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ‘‘ط (پ: ۱۳، س: ابراہیم، آیت: ۴) **ترجمہ:** ’’اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انھیں صاف بتائے‘‘ (کنز الایمان) اور ارشاد ہے: ’’ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ‘‘ (پ: ۲۱، س: الروم، آیت: ۲۲) **ترجمہ:** ’’اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف‘‘ (کنز الایمان) اور ارشاد ہے: ’’ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ‘‘ (پ: ۱۴، س: النحل، آیت ۱۰۳) **ترجمہ:** ’’جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان‘‘۔ (کنز الایمان) (۳) اور اس سے زبان بھی مراد لیا جاتا ہے (زبان سے یہاں مراد وہ زبان جو عضوِ انسانی ہے نہ کہ لغت) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ‘‘ (پ: ۲۹، س: القیامۃ، آیت: ۱۶) **ترجمہ:** ’’تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو‘‘۔ (کنز الایمان)

تو خلیل نے رب تعالیٰ سے لسان صدق یعنی ثنائے حسن کا سوال کیا جس سے ان نیک اعمال واقوال اور قربتوں وطاعتوں کا بیان ہو جن سے وہ متحقق ہوتا ہے اور وہ اس لیے تاکہ ان کی اقتدا کی جائے اور وہ اپنے بعد والوں کے لیے بہترین نمونہ بن جائیں۔

اور لسانِ صدق کے ذریعہ لسانِ کذب سے احتراز ہے اور وہ اس چیز کے عوض تعریف ہے جس کی کوئی حقیقتِ فعلیہ نہ ہو، کیوں کہ وہ مذموم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ '' الآیۃ (پ:۴،س: آل عمران، آیت:۱۸۸) **ترجمہ:** ''اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو ایسوں کو ہر گز عذاب سے دور نہ جاننا''۔ (کنز الایمان)

اور شک نہیں کہ ان تمام میں سب سے بڑے جنھیں لسانِ صدق، ثنائے حق، ذکر کی رفعت اور مقام و مرتبہ کی بلندی عطا کی گئی وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے سارے جہان اور ساری امتوں میں تعریف فرمائی، جن کا ذکر ہر مذکور پر اور جن کا شکر ہر مشکور پر بلند فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ '' (پ:۳۰،س: الانشراح، آیت:۴) **ترجمہ:** ''اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا'' (کنز الایمان۔

پانچواں جواب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تشبیہ میں ذکر کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کہ وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام نبیوں میں افضل ہیں کیوں کہ وہ رحم کرنے والے باپ ہیں کیوں کہ ابراہیم سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ عربی میں ''اَبٌ رَّحِيْمٌ'' ہے یعنی رحم کرنے والا باپ اور وہ اللہ کے خلیل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی اور شیخ الانبیا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو امام کہا، ارشاد فرمایا: ''وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا '' (پ:۱،س: البقرہ، آیت: ۱۲۴) **ترجمہ:** اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ (کنز الایمان)

اور امت کہا، ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً '' (پ:۱۴،س: النحل، آیت:۱۲۰) **ترجمہ:** بلاشبہ ابراہیم ایک مردِ کامل تھے (ضیاء القرآن) اور امت کا معنیٰ یہاں

کامل نمونہ اور بھلائی کی تعلیم دینے والا ہے۔

اوان کا نام قانت رکھا، فرمایا: ''قَانِتًا لِلّٰہِ حَنِیۡفًا ''(پ: ۱۴،س: النحل، آیت: ۱۲۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے، یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے''۔ (ضیاء القرآن) اور قانت کا مطلب اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرنے والا اور اس کی اطاعت سے لگا رہنے والا ہے اور حنیف کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والا اور اس کے غیر سے اعراض کرنے والا ہے۔

اور بلا شبہ سب سے بڑے امام اور سب سے بڑے قائد وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے پیچھے اسراء کی رات بیت المقدس میں تمام انبیا و مرسلین نے نماز پڑھی۔

اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اماموں کے امام ہیں آخرت میں بھی ان کے امام ہیں جیسا کہ اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرتے ہوئے اس کا اعلان فرمایا، ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا تو میں نبیوں کا امام، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا، کوئی فخر نہیں''۔ اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔

اور اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی، سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے بالوں میں سفیدی دیکھی تو عرض کیا: اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا: وقار، تو عرض کیا: ''رَبِّ زِدۡنِی وَقَارًا'' ''اے میرے رب! میرے وقار میں اضافہ فرما''۔(۱)

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں شہادت دی کہ انھوں نے احکامِ الٰہیہ کو پورے طور پر بجالایا، ارشا فرمایا: ''وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی ''(پ: ۲۷،س: النجم، آیت: ۳۷)

ترجمہ: ''اور ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں جو پوری طرح احکام بجالائے''۔ (ضیاء القرآن)

(۱) مشکوۃ المصابیح، مترجم

اور خلت کے امتحان میں کامیاب ہوئے چنانچہ ان کا دل رحمٰن کے لیے خالی، ان کا لڑکا قربانی کے لیے تیار، ان کا بدن آگ کے حوالے اور ان کا مال مہمانوں کے لیے وقف تھا اور اللہ نے ان کے ذریعہ اہلِ باطل کے ساتھ مناظرہ کرنے اور انھیں دلائل و براہین سے خاموش کرنے کا طریقہ بتایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس ارشاد سے اس کی خبر دی: ''فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ الَّیۡلُ رَاٰ کَوۡکَبًا'' (پ: ۷، س: الانعام، آیت: ۷۷) **ترجمہ:** ''پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا'' (کنز الایمان) اپنے اس ارشاد تک: ''وَتِلۡكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیۡنٰهَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِهٖ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ'' (پ: ۷، س: الانعام، آیت: ۸۴) **ترجمہ:** اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں''۔ (کنز الایمان)

اور انھوں نے عظمت والا گھر کعبہ معظمہ کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اس کے حج کا اعلان کریں، الغرض ان کے مناقب شمار سے باہر اور ذکر سے مستغنی ہیں۔

پس وہ خلیلِ نبیل، سیدِ جلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام مستحق ہیں کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ضمن میں تشبیہاً ان کا ذکر کیا جائے۔

چھٹی قسم ''وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ'' کے معنی پر گفتگو کے بیان میں

برکت کا اشتقاق دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے (۱) ثبوت و دوام (۲) زیادت و نمو۔

صحاح میں ہے: ''کُلُّ شَیۡءٍ ثَبَتَ وَاَقَامَ فَقَدۡ بَرَکَ'' یعنی ہر وہ چیز جو ثابت اور قائم ہو اس کے لیے ''بَرَکَ'' کا استعمال ہوتا ہے۔

اور ''بِرۡکَۃٌ'' با کے کسرہ کے ساتھ حوض کے معنیٰ میں ہے اور اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اس میں پانی قائم رہتا ہے۔

اور کہا جاتا ہے: ''هٰذَا الشَّیۡءُ فِیۡهِ بَرَکَۃٌ: نَمَاءٌ وَزِیَادَۃٌ'' ''اس چیز میں برکت

ہے یعنی زیادتی اور اضافہ ہے" اور "تبریک" کہتے ہیں برکت کی دعا کرنے کو۔

اور کہا جاتا ہے: "بَارَكَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی" "اللہ تعالیٰ اس کو برکت دے"، ارشادِ الٰہی ہے: "اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا" (پ: ۱۹، س: النمل، آیت: ۸) **ترجمہ:** "برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے پاس ہیں یعنی فرشتے"۔ (کنز الایمان)

اور کہا جاتا ہے: "بَارَكَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيهِ" "اللہ تعالیٰ اس کو اس میں برکت دے"، ارشادِ الٰہی ہے: "اَلَّتِی بٰرَكْنَا فِيْهَا" (پ: ۱۷، س: الانبیا، آیت: ۷۱) **ترجمہ:** "جس میں ہم نے برکت رکھی"۔ (کنز الایمان)

اور کہا جاتا ہے: "بَارَكَ عَلَيْهِ" "اس پر برکت دے"، ارشادِ الٰہی ہے: "وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحٰقَ" (پ: ۲۳، س: الصّٰفّٰت، آیت: ۱۱۳) **ترجمہ:** "اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاق پر۔ (کنز الایمان)

اور کہا جاتا ہے: "بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ" "اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کے لیے برکت دے" حدیث میں ہے: "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافَنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ" "اے اللہ! مجھے اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں شامل فرما، مجھے اپنے درگزر کیے ہوئے بندوں میں داخل فرما، مجھے اپنے دوستوں میں داخل فرما اور میرے لیے اپنی عطا کردہ نعمتوں میں برکت نازل فرما"۔

اور "مُبَارَك" وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہو، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ" (پ: ۱۶، س: مریم، آیت: ۳۱) **ترجمہ:** "اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں"۔ (کنز الایمان)

اور "تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" (پ: ۸، س: الاعراف، آیت: ۵۴) **ترجمہ:** "اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے" کا معنی ہے: تَعَاظَمَ فِی كَثْرَةِ صِفَاتِهٖ وَكَمَالَاتِهٖ وَبَقَائِهَا، وَتَعَاظَمَ فِی عَظِيْمِ نِعَمِهٖ وَخَيْرَاتِهٖ وَاِفَاضَاتِهٖ اَنْوَاعَ

الْبِرِّ وَالْاِحْسَانِ عَلٰی مَخْلُوْقَاتِهٖ وَدَوَامِهَا،فَهٰذَا الْوَصْفُ يَدُلُّ عَلٰی كَثْرَةِ كَمَالَاتِ الذَّاتِ وَكَثْرَةِ صِفَاتِ الْاَفْعَالِ الْفَيَّاضَةِ بِالْخَيْرَاتِ عَلَی الْمَخْلُوْقَاتِ "یعنی وہ عظیم ہے اپنی صفات وکمالات کی کثرت اور ان کی بقامیں اور عظیم ہے اپنی عظیم نعمتوں اور بھلائیوں میں اور اپنی مخلوقات پر قسم قسم کی بھلائیوں اور احسانات کا دریا بہانے اور ان کو برقرار رکھنے میں،تو یہ وصف ذات کے کمالات کی کثرت پر اور افعال کی صفات کی کثرت پر دلالت کرتا ہے جو مخلوقات پر بھلائیوں کا دریا بہانے والی ہے۔

تو تمام برکتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن فرمایا جب کہ پانی کا چشمہ آپ کی مبارک انگلیوں سے پھوٹ پڑا تھا،آپ نے فرمایا :"حَيَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی" آؤ برکت والے اور پاک کرنے والے (پانی) کے پاس اور برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔(بخاری)

اور برکت کا مطلب شئ مبارک میں کثرت کے ساتھ الٰہی بھلائی کا ثبوت ہے،ارشادِ الٰہی ہے :"وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ "(پ: ۱۶،س: مریم،آیت: ۳۱)اَیْ مَوْضِعَ الْخَيْرَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ،**ترجمہ:** "میں کہیں رہوں اس نے مجھے مبارک بنایا یعنی الٰہی بھلائیوں کا محل بنایا"۔

اور لیلۃ القدر کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ "(پ: ۲۵،س: الدخان،آیت: ۳)لِكَثْرَةِ الْخَيْرِ الْاِلٰهِیِّ الَّذِیْ يَتَدَفَّقُ فِيْهَا عَلَی الْعِبَادِ ، **ترجمہ:** "بے شک ہم نے اسے ایسی رات میں اتارا جو مبارک ہے،خیر الٰہی کی کثرت کی وجہ سے جو اس رات بندوں پر اترتی ہے"۔

اور ارشاد ہے:"وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا "(پ: ۲۶،س: ق،آیت: ۹) اَیْ كَثِيْرًا خَيْرُهٗ وَنَفْعُهٗ،**ترجمہ:** "اور ہم نے آسمان سے ایسا پانی اتارا جو مبارک ہے یعنی جو بہت خیر اور نفع والا ہے۔پھر اس کی تفصیل بیان فرمائی،ارشاد فرمایا:"فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ

بَلْدَةً مَّيْتًا ''الآیۃ۔(ایضا)**ترجمہ:** ''پس ہم نے اگائے اس سے باغات اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن کے گچھے (پھل سے) گندھے ہوتے ہیں بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے زندہ کر دیا اس پانی سے مردہ شہر''۔(ضیاء القرآن)

اور اس برکت کے سلسلے میں جس کا اللہ سبحانہ نے زمین پر فیضان فرمایا، ارشاد ہے:''وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيهَا ''الآیۃ (پ: ۲۴،س:حم السجدہ ،آیت:۱۰)**ترجمہ:** ''اور اس نے (ہی) بنائے ہیں زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ جو اس کے اوپر (اٹھے ہوئے) ہیں اور اس نے بڑی برکتیں رکھی ہیں اس میں''۔(ضیاء القرآن) اور اسی برکت کا نتیجہ ہے کہ زمین کے پیٹ میں ایک دانہ رکھا جاتا ہے تو وہ اپنے جیسے بہتوں کو اگاتا ہے اور ایک گٹھلی لگائی جاتی ہے تو وہ کافی تعداد میں پھل دیتی ہے اگر برکت نہ ہوتی تو دانہ ایک دانہ دیتا اور گٹھلی ایک گٹھلی دیتی فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ''تو اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

اور سب سے زیادہ برکت والا جس کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی اور جس کو مبارک بنایا وہ جہاں بھی ہو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ذات اور ذرے ذرے میں، جن کے مبارک دل اور سماعت و بصارت میں، جن کی عقل اور تمام پاکیزہ حواس و مدارک میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کے لیے ان تمام چیزوں میں رکت رکھی جو اس نے اپنے محبوب کو عطا کی جیسے ہدایت، علم، عمل اور وہ عام بھلائی جو سارے جہانوں کو عام ہے تو ان کی ذات سے زیادہ عام برکت کوئی برکت نہیں اور ان کی ذات سے بڑی بھلائی کوئی بھلائی نہیں۔

یقیناً آپ کی پاک ذات اور ذرات برکتوں اور بھلائیوں کا فیضان فرمانے والی ہے چنانچہ آپ کے مبارک ہاتھ نے کسی کھانے یا پینے والی چیز کو نہیں چھوا مگر اس میں برکتِ الٰہیہ آگئی، کسی کھانا یا پانی میں اپنا لعابِ اقدس نہیں ڈالے مگر اس میں برکت رکھ دی گئی، کسی انسان کے سر، چہرہ یا جسم کے کسی حصہ پر ہاتھ نہیں پھیرا مگر اس میں برکت، شفاء اور تازگی

حلول کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف کسی کپڑے سے مس نہیں ہوا مگر اس میں برکت داخل ہو گئی۔

اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے وضو کے پانی پر، آپ کی رینٹھ، آپ کا تھوک اور آپ کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے پر مزاحمت کرتے تھے جس کے اطمینان بخش دلائل میں نے اپنی کتاب "حول شمائله الحميدة صلى الله عليه وسلم" میں بیان کیا ہے۔

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی سماعت و بصارت میں وہ برکت رکھی کہ آپ کہتے تھے: "اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ" "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے"۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ نے آپ کے لیے آپ کے اخلاق میں برکت رکھی تو آپ نے اپنے خلق عظیم سے تمام لوگوں پر قدرت پالی۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ نے آپ کے مقدس دل میں برکت رکھی تو اس میں قرآنِ عظیم کے نزول کی طاقت اس کے نص، اس کے معانی، اس کے مفاہیم، اس کے ارشادات، اس کی روح اور اس کے اسرار و انوار کے ساتھ پیدا ہو گئی جو طاقت کسی دوسرے قلب کے اندر پیدا نہ ہو سکی جس کی طرف اللہ سبحانہ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ کیا: "نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ" (پ:۱۹، س: الشعرا، آیت: ۱۹۳) اَیْ عَلٰی قَلْبِکَ خَاصَّةً مِّنْ بَیْنِ سَائِرِ الْقُلُوْبِ کُلِّهَا" **ترجمہ:** "اسے روح الامین لے کر اترا تمھارے دل پر یعنی تمام دلوں کو چھوڑ کر خاص تمھارے دل پر۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی طاقت میں ایسی برکت رکھی کہ کسی کے اندر آپ سے مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رہی، آپ بڑے سے بڑے پہلوان کو پچھاڑ دیتے۔ اس باب میں مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب "الشمائل المحمدية" کا مطالعہ مناسب ہے جہاں تفصیل دلیل کے ساتھ موجود ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی ہدایت اور علم میں برکت دی چنانچہ آپ کو ایسی ہدایت دی جو تمام مخلوق کے لیے عام اور نفع بخش ہے، ارشادِ الٰہی ہے: ''اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ'' (پ: ۱۳،س: الرعد، آیت: ۷) **ترجمه:** ''تم تو محض ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کو راہ دکھانے والے''۔ اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن جریر نے عکرمہ اور ابو الضحیٰ سے روایت کی کہ منذر اور ہادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ''هَادٍ'' معطوف ہے ''مُنْذِرٌ'' پر اور ''لِكُلِّ قَوْمٍ'' اس سے متعلق ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں کے لیے ہادی ہیں آپ کی لائی ہوئی ہدایت تمام امتوں کو محیط ہے اور وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تمام انواعِ ہدایت کو جمع فرما دیا۔

انبیا اور ان کی ہدایت کا ذکر کرنے کے بعد رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ'' (پ: ۷،س: الانعام، آیت: ۹۱) **ترجمه:** ''یہ وہ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی تو آپ ان کی ہدایت کی پیروی کریں''۔ اور اللہ سبحانہ نے ''فَبِهِمُ اقْتَدِهْ'' نہیں فرمایا (جس کا ترجمہ ہوگا آپ ان کی پیروی کریں) کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے پہلے کے کسی نبی کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ فرمایا: ''فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ'' ''آپ ان کی ہدایت کی پیروی کریں'' ظاہر ہے کہ ان سب کی ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تمام ہدایتوں کو جمع فرما دیا اور آپ کو ان تمام کی تعلیم دی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہر قوم کے لیے صالح، مصلح اور ہر جماعت کے لیے نیک بختی کا ضامن ہے۔

تو اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے جس نے نبیوں کے امام صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت میں برکت دی اور جب آسمان سے اترنے والے پانی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی کہ اس سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اور چارہ، گھاس، کھیتیاں، درخت اور جو کچھ بھی اس میں ہے یعنی دانے، پھل، سبزیاں اور دوسری ہری چیزیں اُگ جاتی ہیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ''وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ'' میں گزرا تو یقیناً

برکتِ الٰہیہ ہدایت محمدی میں زیادہ شامل اور زیادہ عام، اس کا اثر دلوں کی زمین میں زیادہ عظیم اور زیادہ اہم ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا اس بارش کی طرح ہے جو کسی زمین کو پہنچی اور اس کا (زمین کا) ایک حصہ عمدہ تھا اس نے پانی کو قبول کرلیا تو بہت زیادہ چارہ اور گھاس اگایا اور اس کا کچھ حصہ قحط زدہ تھا اس نے پانی کو روکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچایا تو لوگوں نے اس کو پیا، پلایا اور کاشت کی اور اس کے ایک دوسرے حصہ کو بھی پہنچا جو محض ہموار ہے نہ پانی کو روکتا ہے اور نہ گھاس اگاتا ہے۔

تو یہی مثال ہے اس شخص کی جو دین الٰہی میں فقیہ ہوا اور اسے اس چیز نے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا تو اس نے سیکھا اور سکھایا اور مثال ہے اس شخص کی جس نے اس کے لیے سر نہیں اٹھایا اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔

تو آسمان کے مبارک پانی سے زمین کے اجسام اور کھیتی اور درخت اگنے کی جگہیں زندہ ہوتی ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہدایت میں بھرپور بارش اور ایسی مدد ہے جس سے اس نے دلوں کی زمین کو تقویت پہنچائی چنانچہ اس کو زندہ کیا اور اس میں ایمان کا وہ درخت اگایا جو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)'' سے نکلتا ہے پھر اس درخت سے کئی شاخیں نکلیں اور اس میں نیک اعمال اور پاکیزہ اقوال کے پھل پیدا ہوئے۔

تو یہ تین اہم چیزیں ہیں ایمانی درخت کی جڑ، اس کی شاخیں اور اس کے پھل اللہ تعالیٰ نے ان تمام کی طرف اس مثال سے اشارہ فرمایا جسے لوگوں کے لیے بیان فرمایا تاکہ لوگ غور و فکر کریں اور سمجھیں، ارشاد فرمایا: ''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ'' (پ: ۱۳، س: ابراہیم، آیت:

۲۵،۲۴)**ترجمہ:** کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ کلمۂ طیبہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، وہ دے رہا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ (انہیں) خوب ذہن نشیں کرلیں۔ (ضیاء القرآن)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور فرمایا: حیا ایمان کی ایک شاخ ہے'' جیسا کہ ''صحیح مسلم'' وغیرہ میں ہے۔

یقیناً سید السادات (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے قسم قسم کی مخلوقات پر بھلائیوں اور سعادتوں کے ذریعہ برکتوں کا جو فیضان فرمایا ہے ان کا احاطہ سوائے زمین و آسمان کے رب کے کوئی نہیں کرسکتا۔

ساتویں قسم ''فِی الْعَالَمِیْنَ'' پر گفتگو کے بیان میں

حافظ سخاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''فی العالمین'' سے سارے جہان میں ابراہیم علیہ السلام کے لیے درود اور برکت کے مشہور ہونے اور عزت و بزرگی کے عام ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ خلق میں پھیلنے اور مشہور ہونے میں ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مطلوب ایسا درود اور ایسی برکت ہے جو اس درود اور اس برکت کے مشابہ ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ'' (پ: ۲۳، س: الصّٰفّٰت، آیت: ۱۰۹،۱۰۸) **ترجمہ:** ''اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر''۔ (کنزالایمان)

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی عزت کی، ان کے چرچے عام کیا اور عالمین میں ان کی تعریف کو پھیلایا لیکن اللہ سبحانہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ذکر کو تمام عالمین، اولین و آخرین میں ہر اس پر بلند فرمایا جس کا ذکر ثنا و شکر کے ساتھ کیا گیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے رب کے حضور اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور کوئی فخر نہیں''۔

اپنے حبیب کے چرچے کو عام کیا، ان کے لیے مدح وثنا کے نشانات پھیلائے اور انھیں بزرگی کا پرچم اور لواء الحمد عطا کیا جس کے نیچے تمام انبیا ہوں گے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدم اور ان کے علاوہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور کوئی فخر نہیں''۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے متبعین میں سے بنائے، ان کے جھنڈے کے نیچے رکھے اور ان کے رفیقوں میں سے بنائے۔ (آمین)

''اَلعَالَمُونَ'' ایسا اسم ہے جو جمع کے ساتھ ملحق ہے، اس کا مفرد ''عالَم'' ہے جس کا معنی ہے: ''مَایُعلَمُ بِہٖ'' جس کے ذریعہ جانا جائے، جیسے ''خَاتَم'' جس کا معنیٰ ہے: ''مَایُختَمُ بِہٖ'' جس کے ذریعہ مہر لگایا جائے اور ''طَابِع'' جس کا معنی ہے: ''مَایُطبَعُ بِہٖ'' جس کے ذریعہ ڈھالا جائے اور عالم کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے پر علامت ہے تو وہ ''عالَم'' ہے بایں معنی کہ اس کے ذریعہ اس کے پیدا کرنے والے اور اس کی تدبیر کرنے والے کو جانا جاتا ہے۔

اور ''اَلعَالَمُونَ'' مخلوقات کی تمام صنفوں کو شامل ہے عالم ملک، عالم ملکوت، عالم جبروت اور اس کے تحت عالم ملائکہ، عالم انس اور عالم جن داخل ہیں اور اس کے تحت تمام ارواح اور عالم اشباح، عالم خلق اور عالم امر داخل ہیں اور عالموں کا شمار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، ارشادِ الٰہی ہے ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ'' (پ:۲۹، س: المدثر، آیت: ۳۱)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' (کنز الایمان) اور ان شاء اللہ عالم کے بعض اقسام کے سلسلہ میں بحث دوسری کتاب میں آئے گی۔ (۱)

اور بعض محققین عارفین نے بیان کیا ہے کہ عوالم عرشیہ یعنی عرش کریم سے متعلق عوالم کو اللہ

---

(۱) اس سے مصنف کا اشارہ اپنی کتاب ''الایمان بعوالم الآخرۃ ومواقفھا'' کی طرف ہے، مترجم

تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور وہاں ایک لاکھ قندیلیں عرش کے ساتھ معلق ہیں اور آسمان وزمین اور جنت وجہنم ان قندیلوں میں سے ایک قندیل ہے اور بقیہ قندیلوں میں جو عوالم ہیں ان کو اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ عالم عرش کے مشمولات ہیں اور بقیہ عوالم کو اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عبد اللہ (عبد اللہ سراج الدین مؤلفِ کتاب) کہتا ہے: مناسب نہیں ہے کہ عقلمند آدمی عرش سے متعلق ان قندیلوں کے وجود میں شک کرے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''ان کی روحیں ان قندیلوں کی طرف پناہ لیتی ہیں جو عرش کے سائے میں معلق ہیں'' الحدیث۔ جیسا کہ امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں اور ابو داؤد وغیرہ نے ذکر کیا۔

پس ''عالم'' اپنے خالق پر علامت ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت، ہر شَی کو محیط اس کے علم اور ہر شَی پر بلند اس کی حکمت کو جانا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا'' (پ:۲۸، س: الطلاق، آیت: ۱۲) **ترجمہ:** ''اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے''۔ (کنز الایمان)

تو اللہ سبحانہ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی کہ اس نے عالم سماوی، عالم ارض اور ان کے درمیان کی چیزوں کو پیدا فرمایا تاکہ جان لیا جائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، پس عوالم آئینے اور روشن جگہیں ہیں جن میں صفاتِ الٰہی کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی عجیب وغریب مصنوعات ومخلوقات دیکھی جاتی ہیں، ارشادِ الٰہی ہے: ''صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ'' (پ:۲۰، س: النمل، آیت: ۸۸) **ترجمہ:** ''یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز''۔ (کنز الایمان) اور ارشادِ الٰہی ہے: ''هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ'' (پ:۲۱، س: لقمان، آیت: ۱۱) **ترجمہ:** ''یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے''۔ (کنز الایمان)

یعنی یہ جسے تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے، تو پھر اس کے سچے خالق ہونے کی گواہی کیوں نہیں دیتے ہو؟ اور کیوں نہیں کہتے ہو؟: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیوں کہ وہ سب سے زیادہ حق اور سچی گواہی ہے، کیوں کہ اس کے شواہد و مشاہد احاطہ و شمار سے باہر ہیں (یعنی اس کی دلیلیں بے شمار ہیں) اور اس میں کافی لمبی بحث ہے۔

آٹھویں قسم ''اَلْحَمِيدُ الْمَجِيدُ'' پر درود کا اختتام

یہ بحث مشتمل ہے: اولاً ''حمید و مجید'' کے معنی اور دونوں کے درمیان فرق پر اور ثانیاً درودِ ابراہیمی کے الفاظ کے ان دونوں پر ختم ہونے کی مناسبت پر۔

''الحمید المجید'' کے بارے میں حافظ سخاوی نے کہا: حمید بروزن ''فعیل'' حمد سے ماخوذ ہے اور محمود کے معنی میں ہے، بلکہ اس سے زیادہ بلیغ ہے یعنی حمید محمود سے زیادہ بلیغ ہے ،پس حمید کا معنیٰ ہے: وہ ذات جسے کامل ترین صفاتِ حمد حاصل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ حامد کے معنیٰ میں ہے اور رب کے حمید ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے افعال کی تعریف کرتا ہے اور مجید ''مجد'' سے مشتق ہے اور وہ یعنی مجد صفتِ اکرام ہے۔

تو حمید مفعول کے معنی میں ہے اور محمود سے ابلغ ہے، اس لیے کہ حمید وہ ہے جس میں صفاتِ کمال اور اسبابِ حمد میں سے وہ جمع ہو جو اس کے محمود ہونے کا مقتضی ہو اگرچہ دوسرا اس کی حمد نہ کرے، تو وہ فی نفسہٖ حمید ہے اور اس کا حق ہے کہ اس کا غیر اس کی حمد کرے اور رہا محمود تو محمود وہ ہے جس کے ساتھ اس کے حامدین کی حمد متعلق ہو۔

تو اللہ تعالیٰ حمد کرنے والی مخلوق کی پیدائش سے پہلے بھی حمید ہے، پس وہ ہمیشہ ہمیش، ازلاً و ابداً اعلیٰ درجے کا محمود ہے، اس لیے کہ تمام عمدہ محامد و کمالات سے متصف ہے، کیوں کہ اس کی ذات میں حمد کے وہ تمام اسباب موجود ہیں جو محمود ہونے کے مقتضی ہیں، تو وہ اِس کا اہل ہے کہ اُس کی تعریف کی جائے اور اِس کا مستحق ہے کہ اُس کی حمد کی جائے اس کے اس کمال پر جو اسے اپنی ذات و صفات میں حاصل ہے اور اس کے اس احسان و نوال (داد و دہش

اور سخاوت) پر جو اس کی تمام مخلوقات کو عام ہے اور تحقیق کہ اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کے لیے اس حقیقت کو اپنے اِس ارشاد میں بیان فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (پ:۱،س: الفاتحہ، آیت:۱،۲،۳)

ترجمہ: "سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان رحمت والا روزِ جزا کا مالک"۔ (کنز الایمان) یعنی اللہ سبحانہ کی تعریف کی جائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام کمالاتِ مطلقہ سے متصف ہے اور اس لیے کہ وہ عالمین کا رب، ان کا خالق و رازق اور ان کا مربی ہے اور ان پر نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے، اور جزا کے دن کا مالک اور بادشاہ ہے، وہ دن کہ جب وہ ان کو بدلہ دے گا اور ان سے حساب لے گا، "لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى" (پ:۲۷،س: النجم، آیت:۳۱) **ترجمہ:** "تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کیے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے"۔ (کنز الایمان)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ "حمید" کا معنی حامد ہو کیوں کہ وہ ہمیشہ اپنی حمد و ثنا کرتا ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" **ترجمہ:** "تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو سارے جہان کا رب ہے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، میں اس طرح تیری تعریف نہیں کرسکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی"۔ اور اس کو اس کا (اپنی تعریف خود کرنے کا) حق حاصل ہے کیوں کہ اس کا کمال اس کا ذاتی ہے، اس نے کمال غیر سے حاصل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ خود اپنی تعریف کرے کیوں کہ اس کا کمال اس کا ذاتی نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس ذات کی تعریف کرے جس نے اس پر کمال کا انعام فرمایا اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

اور اللہ سبحانہ اپنے بندوں کے لیے بھی حامد ہے (یعنی تعریف کرنے والا ہے) جب کہ بندے نیکی کریں اور مخلص ہوں، ارشادِ الٰہی ہے: "مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا" (پ:۵،س: النساء، آیت:۱۴۷) **ترجمہ:** "اور اللہ

تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا"۔ (کنزالایمان) اور اہلِ جنت سے فرمائے گا: "اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا" (پ:۲۹،س: الدھر، آیت: ۲۲) **ترجمہ**: "ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمھاری محنت ٹھکانے لگی"۔ (کنزالایمان) اور اپنے نیک بندوں کی تعریف میں فرمایا: "اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" (پ:۴،س: آل عمران، آیت: ۱۳۴) **ترجمہ**: "وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں"۔ (کنزالایمان)

اور رہا "مجید" تو وہ "مجد" سے مشتق ہے جو عظمت و جلال اور فضل و شرف کی صفات پر دلالت کرتا ہے، وہ اس "فعیل" کے وزن پر ہے جو فاعل کے معنی میں ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ" یعنی وہ قرآن جو تمام کلام پر فضل و شرف اور بزرگی والا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ مفعول کے معنی میں ہو یعنی ملاء اعلیٰ اور ملاء ادنیٰ میں جس کی بزرگی بیان کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کی جاتی ہے اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی تو اللہ سبحانہ مجید یعنی مُمَجَّد ہے"۔

اور ایک ساتھ مل کر حمید و مجید کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وصف بہت ساری آیات و احادیث میں آیا ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (پ:۱۲،س: ھود، آیت: ۷۳) **ترجمہ**: "اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے ابراہیم کے گھر والو! بے شک وہ ہر طرح تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے"۔ (ضیاء القرآن) اور ارشادِ الٰہی ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (پ:۱،س: الفاتحہ، آیت ۱،۲،۳) **ترجمہ**: "سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان، رحمت والا، روزِ جزا کا مالک"۔ (کنزالایمان)

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اَيِ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِي عَبْدِي وَاِذَا قَالَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ اللّٰهُ مَجَّدَنِي عَبْدِي" الحدیث۔

ترجمہ: "اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کردی اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے تو جب بندہ کہتا ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی اور جب وہ کہتا ہے: "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری ثنا کی اور جب کہتا ہے: "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی"، الحدیث۔

اور مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"۔ **ترجمہ:** "اے اللہ! ہمارے رب تیرے ہی لیے تعریف ہے ،ایسی جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد ہر وہ چیز بھر دے جسے تو چاہے، تو تعریف اور بزرگی والا ہے، بندے کی تعریف کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور ہم میں سے ہر ایک تیرا بندہ ہے، اے اللہ! اس چیز سے کوئی روکنے والا نہیں جس کو تو عطا کرے اور اس چیز کو کوئی دینے والا نہیں جس سے تو روک دے اور تیرے سامنے تونگر کی تونگری فائدہ نہ دے گی۔

رہا درودِ ابراہیمی کا ان دونوں عظیم اسموں "حمید و مجید" پر اختتام تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا درود اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، تکریم، تنویہ، ذکر کی بلندی اور محبت و قربت کی زیادتی پر مشتمل ہے، پس وہ درود حمد و مجد پر مشتمل ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے اس بات کو طلب کرتا ہے کہ وہ اس کے حمد و مجد (تعریف و بزرگی) میں اضافہ کرے، کیوں کہ اپنے نبی پر اللہ سبحانہ کے درود میں ایک طرح کی تعریف و بزرگی ہے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود والی دعا کے آخر میں ان دونوں اسم "حمید و مجید" کا ذکر بالکل مناسب ہے اور وہ اس لیے کہ دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے اس اسم کو ذکر کیا جائے جو اس کے مناسب ہو جیسا کہ علامہ ابن حجر وغیرہ نے فرمایا ہے کیوں کہ وہ دعا جلدی قبول ہونے کا وسیلہ اور حصولِ مطلوب کے لیے نیک فال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہما السلام کی دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا: "رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" (پ:۱،س: البقرہ، آیت:۱۲۸) **ترجمہ:** "اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرماں بردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان"۔ (کنزالایمان) تو دعا کو اس کے مناسب لفظ (تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ) پر ختم فرمایا۔

اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا: "رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" (پ:۲۳،س: ص،آیت:۳۵) **ترجمہ:** "اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو ہی ہے بڑی دین والا"۔ (کنزالایمان)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو بار اپنی مجلس میں کہتے: "رَبِّ اغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ" **ترجمہ:** "اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا مغفرت فرمانے والا ہے"۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسی دعا سکھائی جسے وہ اپنی نماز میں مانگتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِی مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِی، اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"

ترجمہ: "اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے، لہٰذا اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی مغفرت فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے۔

تو چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درودِ الٰہی سے مطلوب حمد و مجد ہے اسی لیے دعائے ابراہیمی کو "حمید و مجید" کے الفاظ پر ختم فرمایا۔

نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مطلوب درودِ الٰہی سے حمد و مجد ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے حمد و مجد کی ثنا کو مستلزم ہے کیوں کہ اللہ سبحانہ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنایا تو یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حمد و مجد کی طلب کو اور اللہ تعالیٰ کے لیے حمد و مجد کے ثبوت کی خبر کو متضمن ہوئی اور اس توجیہ سے "حمید و مجید" کے لفظ پر اختتام کی وجہ ظاہر ہے ،یہ توجیہ مفعولیت کی بنیاد پر ہے اور گزشتہ توجیہ فاعلیت کی بنیاد پر اور دونوں ایک دوسرے کو لازم ہے۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے

اَیَا قَمَرًا فِی مَطْلَعِ الْحُسْنِ دَائِبٌ	وَیَا شَمْسَ حُسْنٍ مَالَھَا قَطُّ حَاجِبٌ

اے چاند! ہمیشہ حسن کے مطلع میں نکلنے والا اور اے حسن کے سورج! جس کے لیے کبھی کوئی مانع نہیں ہے۔

اِلَیْکَ وَاِلَّا لَا تَشُدُّ الرَّکَائِبُ	وَیَا سَیِّدًا مِنْہُ الْعَلَا وَالْمَوَاھِبُ

اور اے آقا جس کی طرف سے بلندی اور کمالات ہیں قصد تیری ہی طرف ہے ورنہ تو سواری کے اونٹ نہ چلیں۔

وَعَنْکَ وَاِلَّا فَالْمُحَدِّثُ کَاذِبُ

اور تیری ہی وجہ سے ہے ورنہ تو بیان کرنے والا جھوٹا ہے۔

وَھَامُوا غَرَامًا فِی سَلِیْمٰی وَزَیْنَبِ	وَاِذَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ مِنْ کُلِّ مَشْرَبِ

اور جب عشاق ہر گھاٹ سے پئیں اور سلیمیٰ اور زینب میں عشق کرتے ہوئے آوارہ پھریں۔

وَحُبُّکَ یَا خَیْرَ النَّبِیِّیْنَ مَذْھَبِی	فَاِنَّ غَرَامِی فِیْکَ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ

تو بے شک میری فریفتگی تجھ میں ہے اے نبی! اور اے نبیوں میں سب سے بہتر نبی تیری محبت میرا مذہب ہے۔

وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاھِبُ

اور لوگوں کا مذہب ان کی پسندیدہ شی ہے۔

نماز کے قعدہ میں درود پر سلام کو مقدم کرنے کی حکمت

کبھی احکامِ الٰہیہ شرعیہ میں غور کرنے والے مومن پر نماز کے قعدہ میں درود پر سلام کو مقدم کرنے کی صورت سے اشکال ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ تشہد کے ضمن میں حضور پر سلام مطلوب ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کی تعلیم دی اور حدیثِ تشہد پہلے گزر چکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تشہد کے بعد ہے پس اس میں درود پر سلام کی تقدیم ہے تو ارشادِ الٰہی: "یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کے ساتھ اس کی تطبیق کی کیا صورت ہوگی جس میں درود کا حکم سلام کے حکم پر مقدم ہے؟ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو مقدم کرنے میں جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا اور اس چیز سے ابتدا کرنے میں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمایا سخت حریص اور سخت اہتمام کرنے والے

تھے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو رکن یعنی حجر اسود کی طرف لوٹے اور اس کو بوسہ دیا پھر باب الصفا سے یہ کہتے ہوئے نکلے: ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ'' (پ:۲،س: البقرۃ، آیت: ۱۵۸) **ترجمہ:** ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں'' پھر ارشاد فرمایا: میں اس سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا اور نسائی کی روایت میں ہے: اس سے شروع کرو جس سے اللہ نے شروع کیا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس سے شروع کیا جس سے اللہ نے شروع کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اس سے شروع کریں جس سے اللہ نے شروع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کو اسی سے شروع کرتے جس سے اللہ نے شروع کیا اور اعضائے وضو کو دھونے میں وہی ترتیب رکھتے جو ترتیب اللہ نے اپنے اس ارشاد میں رکھی: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ'' (پ:۶،س: المائدۃ، آیت :۶) **ترجمہ:** ''اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ''۔ (کنزالایمان) تو نماز کے قعدہ میں درود پر سلام کو کیوں مقدم کیا گیا؟

پہلا جواب:

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ نماز کے قعدہ میں درود پر سلام کو مقدم کرنے میں چند عظیم حکمتیں ہیں اور وہ یہ کہ نماز دل کی عبودیت کے ساتھ تمام اعضاو جوارح اور حواس و مدارک کی عبادت و عبودیت پر مشتمل ہے اور عبادت و عبودیت سے ہر عضو کا حصہ ہے، کیوں کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے یعنی اللہ کے لیے بندہ کی ذلت، خضوع وعبدیت کو ظاہر کرتے ہوئے نمازی کے تمام اعضاو جوارح حرکت کرتے ہیں تو جب نمازی نے ان عبادتوں کو مکمل کرلیا اور قیام سے رکوع اور رکوع سے سجدہ کی طرف اس کے حرکات و انتقالات

ختم ہو گئے تو اس کی نماز رب العالمین کے حضور ایک ایسی نشست پر مکمل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے بندے کی ذلت اور عاجزی وانکساری کا اظہار ہے اور ایسی نشست پر مکمل ہوئی جو ربِ جلیل کے حضور عبد ذلیل کی ہے اور وہاں اس نشست میں بندے کو حکم ہوا کہ وہ تعریف کی بلیغ ترین قسم سے اپنے رب جلیل کی تعریف کرے جو" اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ وہ عزت وجلال والے رب کے حضور اس جامع تعریف کو مقدم کرے، کیوں کہ بادشاہوں کے پاس جانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی تکریم و تعظیم سے ان کی تحیت کرے جو ان کے لائق ہو اور بادشاہوں کا بادشاہ، ملک کا مالک، مالکوں کا مالک اور بڑی بارگاہ والا اللہ ہے جو سب سے بڑا اور بلند ہے تو ضروری ہے کہ اس کی تحیت ایسی تعریف و توصیف اور تعظیم و اجلال سے کی جائے جو سب سے زیادہ بلیغ اور سب سے زیادہ جامع ہو تو اس نمازی بندے سے طلب کیا گیا کہ وہ اس نشست میں اپنے عظمت و کبریائی اور عزت و جلال والے رب کے حضور اس طرح کی ثنا اور تعظیم و اجلال پیش کرے تو بندہ کہتا ہے:" اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ"۔

پھر اس کے بعد بندہ ایک مخصوص اور لائق تحیت کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تحیت پیش کرتا ہے کیوں کہ آپ ہی نے اللہ تعالیٰ کی طرف بندوں کی رہنمائی کی اور انھیں بتایا کہ اللہ جو ان کا پیدا کرنے والا ہے کون ہے اور کیوں اس نے ان کو پیدا کیا؟ نیز انسان کو پہچان کرایا کہ انسان کون ہے؟ اور یہ اکوان کیا ہیں؟ جو آنکھوں سے دیکھے جا رہے ہیں یا حجت و برہان والے قرآن سے ثابت ہیں اور انسان کو بتایا کہ دنیا و آخرت کی سعادت کا راستہ کیا ہے؟ تو اس پر ضروری ہو گیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل، عمدہ اور خاص تحیت کے ساتھ مخصوص کرے، تو وہ کہتا ہے:" اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ"، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر وہ اللہ کے تمام نیک بندوں کو تحیت پیش کرتا ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا۔

دوسرا جواب:

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ نماز تقرب الی اللہ حاصل کرانے والی ہے، روزے ڈھال ہیں اور صدقہ گناہ کو اسی طرح ختم کرتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے''۔ پس نماز اللہ تعالیٰ کی طرف ایک عظیم قربت ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ نماز میں کئی مراحل تعبدی جمع ہیں جن سے بندہ اپنے رب سبحانہ کا تقرب حاصل کرتا ہے پس بندہ اپنی نماز میں باری باری ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف اور قرب کی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا ہے اور بندہ کو اپنے رب سے سب سے زیادہ قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، پس نماز کی تمام حالتیں قرب والی ہیں لیکن سب سے زیادہ قرب کی حالت سجدہ کی حالت ہے بہر حال جب قرب کے مراحل سے گزرتے ہوئے قعود تک پہنچا تو وہ منتقل ہوتے ہوئے، کوچ کرتے ہوئے اور روحانی ترقی حاصل کرتے ہوئے قرب کی ایک خاص بارگاہ میں داخل ہوا تو جب وہ اس بارگاہ میں داخل ہوگیا تو اس سے کہا گیا کہ اپنے اس رب کی تحیت کرو جس کی بارگاہ میں داخل ہوئے ہو اور یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے رب کی تحیت اسی طرح کے الفاظ سے کرے جس طرح کے الفاظ سے وہ بندوں کی تحیت کرتا ہے یعنی یوں کہے :''اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰه'' کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے اور حدیث میں گزرا کہ بعض صحابہ اپنے قعدہ میں ''اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰه'' کہتے تھے تو ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰه'' نہ کہو بے شک اللہ ہی سلام ہے لیکن کہو: ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ'' الحدیث، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس تحیت کی تعلیم دی جو ثناو تعظیم اور توحید و تفرید کے اقسام کو جامع ہے کہ وہ اس طرح کہیں:

''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ'' ''تحیتیں اللہ کے لیے ہیں''، یعنی ملاء اعلیٰ اور ملاء ادنیٰ والوں میں سے ہر تحیت کرنے والے کی تحیت اور ہر تعریف کرنے والے کی تعریف صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذاتی طور پر اسی کے لیے ثابت ہے جو اس کے جلال و جمال اور کمال کے لائق ہے۔

"وَالصَّلَوَاتُ" اور "نمازیں" یعنی تمام مخلوق میں سے تمام نمازیوں کی نمازیں اور اس میں فرشتے، جن وانس، پرندے اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق داخل ہے کیوں کہ ان سب کی نماز اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ" (پ۱۸،س: النور، آیت: ۴۱) **ترجمہ:** "کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے، سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے" (کنزالایمان)

"وَالطَّيِّبَاتُ" اور "اچھی باتیں" یعنی اچھے اقوال جو تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر وغیرہ پر مشتمل ہیں، ارشادِ الٰہی ہے: "اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ" (پ: ۲۲،س: فاطر، آیت: ۱۰) **ترجمہ:** "اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام"۔ (کنزالایمان) اور اس سے مراد وہ ہے جو اس کلمۂ طیبہ کے درخت سے نکلے جو کلمۂ طیبہ اصول اور فروع کی اصل ہے جس سے مراد "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" ہے، ارشادِ الٰہی ہے: "اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ" الآیۃ، (پ: ۱۳،س: ابراہیم، آیت: ۲۴) **ترجمہ:** "کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت"۔ (کنزالایمان) حدیث میں ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

تو نمازی نے ان تمام تحیتوں، عملی نمازوں اور پاکیزہ اقوال کو جمع کر کے رب تعالیٰ کی تحیت میں پیش کیا۔

پھر نمازی "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کہتے ہوئے رب اور مخلوق کے درمیان کے واسطۂ کبریٰ، وسیلۂ عظمیٰ، امامِ صاحبین مراتب علیہ، رئیس دیوانِ بارگاہِ الٰہی، اللہ کے حبیب اعظم، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے سلام سے تحیت پیش کرتا ہے جو ان کے منصب نبوت کے لائق ہے وہ نبوت جو جامع اور خاتم ہے۔

تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا سلام پیش کیا جو کامل ہے، اس لام سے معرف

ہے جو سلام کے تمام مراتب کو محیط ہے، رحمت و برکت سے مقرون ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب شریف کے لائق ہے اور سلام میں حضور کو اپنے او پر سلام پر مقدم کیا اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے اس سے زیادہ مستحق ہیں کیوں کہ اگر حضور نہ ہوتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت نہ پاتا، نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی اور نہ یہ جانتا کہ اللہ کے لیے نماز کیسے ہوتی ہے اور اللہ سے تعلق کیسے ہوتا ہے۔

پھر نمازی اپنے او پر اور آسمان و زمین والوں میں سے اللہ کے نیک بندوں پر سلام پڑھنے لگا وہ سلام جو اس کے رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پہلے اپنے کو سلام کیا اس لیے کہ جان زیادہ اہم ہے اور انسان اپنی ذات سے شروع کرتا ہے پھر ان سے جن پر وہ اعتماد کرتا ہے، چنانچہ کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ'' ''سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر''یعنی آسمان اور زمین والوں میں سے جیسا کہ حدیثِ صحیح میں آیا جیسا کہ حدیث گزری۔

پھر نمازی نے شہادت اور گواہی کو لیا تو وہ گواہی طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے تمام نیک بندوں کو اپنی اس شہادت پر گواہ بناتا ہے کہ ''اَشْھَدُ اَن لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''یعنی اس کے مقرب بندے اور اس کے حبیب و محبب (بہت پیارے) رسول ہیں، جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت، عبودیت اور عبدیت میں اشرف مقام پایا، تو وہ بندوں کے سردار اور عبادت گزاروں کے امام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ مقامات پر ان کو قائم فرمایا ان کے ذکر میں ان کی صفت بیان فرمائی چنانچہ انزالِ قرآن کے ذکر میں فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ ''(پ۱۵،س: الکھف ،آیت: ۱)**ترجمہ:** ''سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری''۔ (کنزالایمان) اور مقامِ اسرا جو اللہ نے آپ کو عطا کیا اس کے ذکر میں فرمایا: ''سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی

بِعَبْدِهٖ لَيْلًا "(پ ۱۵،س: بنی اسرائیل، آیت: ۱) **ترجمہ:** "پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا"۔ (کنزالایمان) اور مقامِ معراج کے ذکر میں فرمایا: "فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى "(پ: ۲۷،س: النجم، آیت: ۱۰) **ترجمہ:** "اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی"۔ (کنزالایمان) اور مقامِ نصر و فرقان کے ذکر میں فرمایا: "وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ "(پ: ۱۰،س: الانفال، آیت: ۴۱) **ترجمہ:** "اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا"۔ (کنزالایمان) یعنی بدر کے دن۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت، عبدیت اور عبادت کے اعلیٰ مقامات کو پایا اور آپ کو مقامِ وسیلہ کے ساتھ خاص کیا گیا جو صرف ایک ہی بندہ کے لیے ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہوں"۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے اکمل مراتب عطا کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت عامہ والے ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر نبی اپنی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں" "الحدیث"۔ اور ارشاد فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بغیر گنجائش نہ ہوتی" جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔

تو نمازی بندہ جب اس خاص بارگاہ میں داخل ہوا تو اس نے اولاً تحیتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے پیش کیا پھر ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحیت پیش کی پھر اللہ کے تمام نیک بندوں کے لیے۔

اور یہ تحیت شامل ہے صالحین بصلاحِ نبوت و رسالت کو کیوں کہ ان کی صلاح جس سے وہ متصف ہیں ایسی صلاح ہے جو انبیا و مرسلین کے ساتھ خاص ہے، اللہ تعالیٰ نے خلیل عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی صفت میں ارشاد فرمایا: "وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ "(پ: ۱،س: البقرة، آیت: ۱۳۰) **ترجمہ:** اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص

قرب کی قابلیت والوں میں ہے"۔(کنزالایمان) اور اسحاق علیہ السلام کے بارے میں فرمایا "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"(پ:۲۳،س: الصّٰفّٰت، آیت: ۱۱۲) **ترجمہ:** "اور ہم نے بشارت دی آپ کو اسحاق کی (کہ) وہ نبی ہوگا (زمرۂ)صالحین میں سے"۔(ضیاء القرآن) اور لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:"وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ"(پ:۱۷،س: الانبیاء، آیت: ۷۵) **ترجمہ:** "اور ہم نے اسے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے۔(کنزالایمان) اور ارشاد فرمایا:"وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"(پ:۱۷،س: الانبیاء، آیت (:۸۵،۸۶) **ترجمہ:** "اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے اور انھیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں"۔(کنزالایمان) اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:"تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ"(پ:۱۳،س: یوسف، آیت: ۱۰۱)

ترجمہ: "مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں" ۔(کنزالایمان) اور یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:"وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"(پ:۳،س: آلِ عمران، آیت: ۳۹) **ترجمہ:** "اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔(کنزالایمان)

جیسا کہ اللہ کے صالحین بندوں کے لیے نمازی کی تحیت صالحین بصلاحِ ولایت و قرب کو بھی شامل ہے اور اس صلاح کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور یوم قیامت تک کے اولیائے تابعین اور اگلی امتوں کے اولیائے صالحین بھی داخل ہیں۔

اور یہ تحیت جن وانس میں سے اللہ کے ان بندوں کو بھی شامل ہے جو صالحین بصلاحِ عام ہیں۔

اور یہ تحیت ملائکہ میں سے ملاءِ اعلیٰ، حاملین عرش، اس کے ارد گرد والے اور روسائے ملائکہ سیدنا جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور آسمان کے تمام ملائکہ کو شامل ہے

.اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ یہ تحیت پیش کرتا ہے تو وہ آسمان اور زمین کے ہر نیک بندہ کو پہنچتی ہے''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشہد کی تعلیم دینے سے پہلے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے: ''اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبرِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيكَائِيلَ''، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمادیا اور تشہد کی تعلیم دی اور جبریل اور میکائیل پر سلام اس سلام میں داخل ہے جو اللہ کے نیک اور صالح بندوں پر ہے اور ہر صالح پر اس کے مقامِ صلاح کے مطابق ہے جیسا کہ گزرا۔

پھر اس سلام کے بعد نمازی نے بہت عمدہ کلام ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ'' کو لایا تو اس نمازی بندے نے گواہی دی اور اپنی اس گواہی پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان تمام کو گواہ بنایا تو بارگاہِ الٰہی کے دیوان میں اس کو لکھ لیا گیا اور اس پر رب تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل سمٰوٰت وارض میں سے اللہ کے تمام نیک بندے گواہ ہو گئے، تو یہ مقام کیا ہی عظیم ہے! یہ شہادت کیا ہی بلند ہے! یہ گواہی کیا ہی عظمت و فضیلت والی ہے! اور الفاظِ تشہد معانی اور اسرارِ قدسیہ عالیہ کو کس قدر جامع ہیں!۔

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہمارے نبی، ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزادے جس کے وہ اہل ہیں کیوں کہ انھوں نے ہی ہمیں تشہد سکھایا، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کے سورہ کی طرح تشہد سکھاتے تھے'' الحدیث۔

صحابہ کو الفاظِ تشہد سکھانے میں حضور کا یہ اہتمام ان الفاظ کی عظمتِ شان، رفعتِ معانی اور بلندیٔ اسرار پر دلیل ہے۔

اور تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کے اسرار میں سے یہ ہے کہ اس کے الفاظ بہت زیادہ کامل اور حسین صورت پر آئے ہیں چنانچہ سلام، رحمت اور برکاتِ الٰہیہ کو جامع ہیں

اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کی تکریم و تعظیم ہے جو آباء و اجداد اور اپنی جانوں اور تمام لوگوں کے مقام سے اوپر ہے جو اس ارشادِ الٰہی کے نص سے ثابت ہے: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (پ:۲۱،س: الاحزاب، آیت:۶)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے"۔ (کنزالایمان) لہٰذا ان پر لازم تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحیت کی سب سے زیادہ حسین اور کامل ترین صورت کو پیش کریں۔

اور یہ تحیت خطاب کے اُس صیغے کے ساتھ آئی جو حاضر کے لیے ہے چنانچہ تحیت کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" اس خطاب کے ساتھ جو حضور و اتصال کے لیے ہے نہ کہ غیبت اور انفصال کے لیے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مؤمن صادق کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل میں محبوب مخلوق یعنی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں بلکہ آپ دل میں رہنے والے وہ محبوب ہیں جو دل سے غائب نہیں ہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے:

مِثَالُکَ فِی عَیْنِی وَذِکْرُکَ فِی فَمِی	وَمَثْوَاکَ فِی قَلْبِی فَاَیْنَ تَغِیْبُ؟

ترجمہ: تیری تصویر میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں ہے اور تیرا ٹھکانہ میرے دل میں ہے تو تو غائب کہاں ہے؟

اور کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اِنَّ قَلْبًا اَنْتَ سَاکِنُهٗ	غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ

ترجمہ: یقیناً وہ دل جس میں تو رہتا ہے چراغوں کا محتاج نہیں ہے

وَمَرِیْضًا اَنْتَ عَائِدُہٗ	قَدْ اَتَاہُ اللّٰہُ بِالْفَرَجِ

ترجمہ: اور وہ بیمار جس کی عیادت آپ نے کی اللہ نے اس کو کشادگی فراہم کی۔

وَجْهُکَ الْمَأْمُوْلُ حُجَّتُنَا	يَوْمَ يَأْتِي النَّاسُ بِالْحُجَجِ

ترجمہ: تیرا پُرامید چہرہ ہماری دلیل ہے جس دن لوگ دلیلیں لائیں گے

شَرْعُکَ الْوَضَّاءُ وِجهَتُنَا	خَيْرُ مِنْهَاجٍ لِّمُنْتَهِجِ

ترجمہ: تیری پاکیزہ شریعت ہماری قصد گاہ ہے، راستہ چلنے والے کے لیے بہترین راستہ ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے قریب ہونے اور ان کی محبت کے دل میں رچ بس جانے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سامنے والے اور روبرو والے کا خطاب ہے اور جب محبت مستحکم ہوگئی اور دل میں اپنی جڑیں مضبوط کرلی تو محبوب محب کے دل پر قابض ہوگیا اور اس پر غالب آگیا تو محبوب اس حال میں ہوگیا گویا محب اس کو دیکھ رہا ہے اور اسی وجہ سے تم محبین صادقین کے خطابات کو حضور وشہود پر قائم پاؤ گے اور اہلِ محبت کے لیے اجسام کی دوری ارواح کے ساتھ ہم کلامی سے مانع نہیں ہے اور نہ ہی جگہوں کی دوری دل میں رہنے والے کے ساتھ سرگوشی سے مانع ہے۔

اور سیدی عارف کبیر علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اپنے قصیدۂ دالیہ میں کیا ہی عمدہ ہے ، اللہ ہمیں اس سے نفع پہنچائے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محب کا حال بیان کرتے ہیں جیسا کہ ''مواہب'' اور اس کی شرح میں ہے:

سَكَنَ الْفُؤَادُ فَعِشْ هَنِيئاً يَا جَسَد	ذَاکَ النَّعِيْمُ هُوَ الْمُقِيْمُ إِلَى الْأَبَد

ترجمہ: اس نے دل میں سکونت اختیار کرلی تو اے جسم! تو خوشگوار زندگی گزار اور یہی آرام ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔

أَصْبَحْتَ فِي كَنَفِ الْحَبِيْبِ وَمَنْ يَّكُنْ	جَارَ الْكَرِيْمِ فَعَيْشُهُ الْعَيْشُ الرَّغَد

ترجمہ: تو نے حبیب کے پہلو میں صبح کی اور جو سخی کا پڑوسی ہو اس کی زندگی آسودگی کی زندگی ہے۔

عِشْ فِي أَمَانِ اللّٰهِ تَحْتَ لِوَائِهٖ	لَا خَوْفَ فِي هٰذَا الْجَنَابِ وَلَا نَكَد

ترجمہ: اللہ کے امان میں زندگی گزاران کے جھنڈے کے نیچے، اس بارگاہ میں کوئی خوف اور کوئی تنگی نہیں

لَاتَخْتَشِی فَقْرًا وَّعِنْدَکَ بَیْتُ مَنْ	کُلُّ الْمُنٰی لَکَ مِنْ اَیَادِیْہِ مَدَد

ترجمہ: تو فقر سے نہ ڈر جب کہ تیرے قریب ان کا گھر ہے جس نے اپنی نعمتوں سے تیرے لیے ہر آرزو کو پھیلا دیا ہے

رَبُّ الْجَمَالِ وَمُرْسِلُ الْجَدْوٰی وَمَنْ	هُوَ فِی الْمَحَاسِنِ كُلِّهَا فَرْدٌ اَحَد

ترجمہ: حسن والا اور تحفہ بھیجنے والا ہے اور وہ تمام محاسن میں یکتا ہے۔

قُطْبُ النُّهٰی غَوْثُ الْعَوَالِمِ كُلِّهَا	اَعْلٰی عَلِیٍّ سَادَ اَحْمَدَ مَنْ حَمِد

ترجمہ: مرجع عقول، تمام عالم کا مددگار اور بلند سے بھی بلند ہے، احمد کی سرداری اس نے کی جس نے اس کی تعریف کی۔

رُوْحُ الْوُجُوْدِ حَیَاةُ مَنْ هُوَ وَاجِدٌ	لَوْلَاهُ مَاتَمَّ الْوُجُوْدُ لِمَنْ وَّجَد

ترجمہ: وجود کی روح اور موجود کی زندگی ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو موجود کا وجود تمام نہ ہوتا۔

عِیْسٰی وَاٰدَمُ وَالصُّدُوْرُ جَمِیْعُهُمْ	هُمْ اَعْیُنٌ هُوَ نُوْرُهَا لَمَّا وَرَد

ترجمہ: عیسیٰ اور آدم اور تمام سردار (انبیاء علیہم السلام) آنکھیں ہیں اور وہ ان آنکھوں کا نور ہیں جب تشریف لائے۔

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ	فِیْ وَجْهِ اٰدَمَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَجَد

ترجمہ: اگر شیطان آدم علیہ السلام کے چہرے میں ان کے نور کی جھلک دیکھ لیتا تو سب سے پہلے وہی سجدہ کرتا۔

اَوْ لَوْ رَاَی النَّمْرُوْدُ نُوْرَ جَمَالِهٖ	عَبَدَ الْجَلِیْلَ مَعَ الْخَلِیْلِ وَلَا عَنَد

ترجمہ: یا اگر نمرود ان کے جمال کا نور دیکھتا، تو وہ خلیل کے ساتھ جلیل کی فرمانبرداری کرتا، مخالفت نہیں کرتا۔

لٰكِنَّ جَمَالَ اللّٰهِ جَلَّ فَلَا یُرٰی	اِلَّا بِتَخْصِیْصٍ مِّنَ اللّٰهِ الصَّمَد

ترجمہ: لیکن اللہ کا جمال عظیم ہے اس کو دیکھا نہیں جاسکتا مگر اللہ بے نیاز کے خاص فرمانے سے۔

فَابشِر بِمَن سَكَنَ الجَوَانِحَ مِنكَ يَا	اَنَا قَد مَلَئتُ مِنَ المُنٰى عَينًا وَّيَد

ترجمہ: خوشخبری ہو کہ آپ سے اعضا کو سکون ملے جبکہ میری آنکھیں اور ہاتھ آرزوؤں سے بھر گئے۔

عَينُ الوَفَا مَعنَى الصَّفَا سِرُّ النَّدٰى	نُورُ الهُدٰى رُوحُ النُّهٰى جَسَدُ الرَّشَدِ

ترجمہ: وہ سراپا وفا، خلوص اور بخشش ہے ہدایت کے نور، عقلوں کی روح اور سراپا رہنما ہیں

هُوَ لِلصَّلٰوةِ مِنَ السَّلَامِ المُرتَضٰى	اَلجَامِعُ المَخصُوصُ مَادَامَ الاَبَد

ترجمہ: وہ درود کے لیے چن لیے گئے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے لیے مخصوص ہیں۔

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے

سَاكِنٌ فِى القَلبِ يَعمُرُهٗ	لَستُ اَنسَاهُ فَاَذكُرُهٗ

ترجمہ: وہ دل میں رہتا ہے دل ان سے آباد ہے، میں انھیں بھولتا ہی نہیں کہ انھیں یاد کروں۔

غَابَ عَن سَمعِى وَعَن بَصَرِى	فَسُوَيدَا القَلبِ تُبصِرُهٗ

ترجمہ: اگرچہ وہ میری سماعت و بصارت سے غائب ہیں لیکن دل کا نقطہ ان کو دیکھ رہا ہے۔

اور ان اشعار میں بھی قائل نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

وَمِن عَجَبٍ اَنِّى اَحِنُّ اِلَيهِم	وَاَسأَلُ عَنهُم مَن لَّقِيتُ وَهُم مَّعِى

ترجمہ: تعجب ہے کہ میں ان کا اشتیاق رکھوں اور اپنے ملنے والوں سے ان کے بارے میں پوچھوں حالاں کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

وَتَشهَدُهُم عَينِى وَهُم فِى سَوَادِهَا	وَيُبصِرُهُم قَلبِى وَهُم بَينَ اَضلُعِى

ترجمہ: میری آنکھ ان کو دیکھ رہی ہے اور وہ آنکھ کی سیاہی میں ہیں اور ان کو میرا

دل دیکھ رہا ہے اور وہ میری پسلیوں کے درمیان ہیں۔

اور اہلِ معرفت کے نزدیک مشہور ہے کہ کامل حقیقی محبت محب کا اپنے محبوب میں اس طرح فنا ہو جانا ہے جس طرح محبت کا باءِ اول باءِ ثانی میں فنا ہو گیا اور اس کی عمارت میں داخل ہو گیا اور اس کے سائے سے سایہ حاصل کیا اور اس کے مظہر کے پرچم کے نیچے شامل ہو گیا تو باءِ اول کا کوئی مظہر، کوئی اثر اور کوئی صورت نہیں ہے، تو سمجھو اور عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں وہاں کے (مقامِ محبت کے) تمام اسرار کی توفیق دے۔

بلکہ کبھی قرب کی وجہ سے محب اپنے محبوب کو اپنی روح کی جگہ میں دیکھتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ قریب ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے:

يَا مُقِيمًا مَدَى الزَّمَانِ بِقَلْبِي	وَبَعِيدًا عَنْ نَاظِرِي وَعِيَانِي

ترجمہ: اے ہمیشہ میرے دل میں رہنے والے اور میری نظر و نگاہ سے دور!

اَنْتَ رُوحِي اِنْ كُنْتُ لَسْتُ اَرَاهَا	فَهِيَ اَدْنَى اِلَيَّ مِنْ كُلِّ دَانِي

ترجمہ: تو میری روح ہے، اگرچہ میں روح کو دیکھتا نہیں ہوں، مگر وہ میرے ہر قریب [illegible] سے زیادہ قریب ہے۔

بلکہ کبھی اس کی محبت لطیف ہوتی ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ اس کا محبوب اس کے نزدیک اس کی روح سے بھی زیادہ قریب ہے۔

بلکہ کبھی اس کی محبت اور لطیف ہوتی ہے یہاں تک کہ محب اپنے آپ سے غائب اور فنا ہو کر اپنے محبوب کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا کر اور اے رب، اے عظیم! آخرت سے پہلے دنیا میں انھیں مکمل طور پر میری ذات کی روح بنا دے۔

اور شک نہیں کہ وہ مومن جو اپنے ایمان اور اپنی محبت میں سچا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا دل منور کر دیتا ہے اور اس سے اپنا حجاب اٹھا لیتا ہے تو وہ حاضر اور دیکھنے والے کی

طرح گفتگو کرتا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات عوف بن مالک سے ہوئی تو آپ نے ان سے فرمایا: اے عوف بن مالک! تم نے کس حال میں صبح کی؟ تو انھوں نے کہا: میں نے مومنِ حق ہو کر صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً ہر حق کے لیے ایک حقیقت ہے تو اس کی حقیقت کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کرلیا تو میں نے اپنی رات جاگ کر گزاری اور اپنے دو پہر پیاس میں گزارے (یعنی یارسول اللہ! میرا معمول ہے کہ میں رات میں عبادت کرتا ہوں اور دن میں روزہ رکھتا ہوں) اور گویا میں اپنے رب کا عرش دیکھ رہا ہوں اور گویا میں جنتیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت میں باہم ملاقات کر رہے ہیں اور گویا میں جہنمیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس میں چیخ رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے معرفت حاصل ہوگئی، تو (اس خصلت کو) لازم کرلے، تو ایسا بندہ ہے جس کے دل کو اللہ نے منور کردیا ہے۔ اس قسم کی حدیث حارثہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اس طرح وہ بندہ جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے منور کردیا ہے وہ وہاں کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اور تشہّد باب تفعُّل کا مصدر ہے جو شہادت اور شہود سے مشتق ہے اور وہ حضور اور استحضار کو چاہتا ہے جیسا کہ دریائے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے چلو لینے والے عارفین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

''المواہب اللدنیۃ'' اور اس کی شرح میں ہے: تشہد کے لطائف میں سے وہ ہے جو بیضاوی نے شرحِ مصابیح میں ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سکھایا کہ وہ ان کی فضیلت اور عظیم حق کے سبب (سلام میں) ان کے ذکر کو سب سے الگ رکھیں یعنی اس طرح کہیں: '' اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' پھر (سلام میں) پہلے اپنے آپ کو خاص کریں کیوں کہ اپنی جان پر توجہ زیادہ اہم ہے پھر سلام کو صالحین پر عام کریں اور آگاہ فرمایا کہ مؤمنین کی دعا تمام مؤمنین کو عام ہو۔

اعتراض (۱):
اگر یہ کہا جائے کہ اس لفظ کو کیسے مشروع کیا گیا جب کہ یہ بشر سے خطاب ہے اور نماز میں بشر سے خطاب ممنوع ہے؟

جواب:
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ نمازی اس لفظ سے آپ کو خطاب کا قصد کرے اور اس کی نماز صحیح ہو برخلاف اس کے جب کہ نمازی سلام کے ذریعہ دوسرے کو خطاب کا قصد کرے کیوں کہ فقہا کی تصریح کے مطابق اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

اعتراض (۲):
پھر اگر یہ کہیں کہ نمازی کے قول ''اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' میں غیبت سے خطاب کی طرف عدول کرنے میں کیا حکمت ہے جبکہ سیاقِ لفظ غیبت ہی کا تقاضا کرتا ہے مثلاً یوں کہا جائے ''اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ'' کیوں کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی تحیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحیت کی طرف، پھر اپنی تحیت کی طرف پھر صالحین کی تحیت کی طرف منتقل ہوتا ہے؟

جواب:
اس کا جواب علامہ طیبی نے دیا ہے. جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم بعینہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لفظ کی اتباع کرتے ہیں جس کی تعلیم آپ نے صحابہ کو دی اگر چہ ہم اس کا راز نہیں جانتے ،انھوں نے کہا: یہ بھی احتمال ہے کہ اہلِ معرفت کے طریقے پر یوں کہا جائے کہ نمازی نے بابِ ملکوت کو التحیات سے کھولدیا تو ان کو اس ذات کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی جس پر موت طاری نہیں ہوگی پس ان کی آنکھیں مناجات سے ٹھنڈی ہوگئیں پھر انھیں بتایا گیا کہ یہ نبی رحمت کے طفیل اور ان کی پیروی کی برکت سے ہے تو وہ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے حریم میں حاضر ہیں تو وہ یہ کہتے ہوئے متوجہ ہوئے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ''۔

اور اس کو حافظ ابن حجر نے ''فتح''، میں نقل کرنے کے بعد اللہ کے نیک بندوں سے متعلق سلام پر گفتگو کی اور حکیم ترمذی سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: جو اس سلام سے حصہ پانا چاہے جو تمام نمازی نماز میں کرتے ہیں تو وہ نیک بندہ بن جائے (تا کہ اللہ کے ان نیک بندوں کی لڑی میں پرو دیا جائے جن پر نمازی اپنی نمازوں میں قیامت تک سلام بھیجتے رہیں گے) ورنہ وہ اس عظیم فضل سے محروم رہے گا۔

پھر حافظ نے فاکہانی کا یہ قول ذکر کیا کہ نمازی کو چاہیے کہ وہ اس مقام پر یعنی وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِین کہتے وقت تمام انبیا، تمام فرشتے اور جن وانس میں سے تمام مؤمنین کا تصور کرے۔

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ قفّال نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا کہ نماز چھوڑنا تمام مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے اس لیے کہ نمازی کہتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَلِلمُؤمِنِینَ وَالمُؤمِنَات'' ''اے اللہ! میری اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت فرما'' اور تشہد میں یہ کہنا ضروری ہے ''اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِین'' ''سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر'' پس نماز چھوڑنے والا اللہ کی عبادت میں اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ نماز چھوڑنا بڑا گناہ ہے۔

اور سبکی نے یہ نکتہ نکالا کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ بندوں کا بھی حق ہے، جس نے نماز چھوڑی اس نے تمام مؤمنین کے حق میں خلل ڈالا ان کے حق میں بھی جو گزر گئے اور ان کے حق میں بھی جو قیامت تک آئیں گے کیوں کہ نماز میں نمازی کا ''اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِین'' کہنا واجب ہے۔

پھر نمازی بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتے ہوئے تشہد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے لگا کیوں کہ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: ''یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا'' ''اے ایمان والو! ان پر خوب درود وسلام بھیجو'' اور اللہ کے نزدیک

بندے کی حالتوں میں سب سے اشرف و اقرب اللہ کے لیے پڑھی جانے والی نماز کی حالت ہے اور بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ذریعہ اللہ کے حکمِ درود کو بجالانے سے ان بزرگیوں کو پالے گا جن کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے ہے چنانچہ طاعتِ الٰہی کا مرتبہ پائے گا کیوں کہ حکمِ الٰہی پر عمل کیا اور عبادتِ الٰہی کا مرتبہ پائے گا اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بندے کا اپنے رب سے یہ دعا کرنا ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور حدیث میں آیا ہے کہ دعا عبادت ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔

نیز اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے درود، فرشتوں کے درود اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درودوں کا مستحق ہوگا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ احادیث میں دلیل گزری۔

نیز رضائے الٰہی، رضائے رسول اور محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول کا حقدار ہوگا اور اس کے لیے رحمت اور اجابت و قبول کا دروازہ کھل جائے گا۔(۱)۔

پھر نمازی بندہ سے کہا گیا جو دعا چاہو اختیار کرو اور دعا مانگو کیوں کہ تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت و برکت سے عطا اور قبول کا دروازہ کھل چکا ہے تو بندہ جلال و اکرام اور فضل و انعام والے (اللہ) سے دعاء و سوال کرنے لگا اور ہر دعا کرنے والے کی دعا اس کی خواہش کے مطابق اور ہر سوال کرنے والے کا سوال اس کی معرفت کے مطابق ہوتا ہے۔

اے اللہ! ہماری خواہش کو اپنی طرف موڑ دے اور ہماری ذات کے ہر ذرہ کو اپنی جانب متوجہ فرما۔

تو نماز کے قعدہ میں سلام کو درود پر مقدم کرنا ہی مقامِ تحیت کے مقتضیٰ کے زیادہ مناسب ہے۔ اور یہاں اس کے علاوہ بھی حکمت و اسرار ہیں۔

---

(۱) جب درود پڑھنے پر اس کے لیے اس قدر شرافت و فضیلت ہے تو پھر نمازی نماز میں تشہد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیوں پڑھے؟، مترجم

سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ ہمیش درود کی کثرت کرنے والوں کے لیے روشن بشارتیں

ابن بشکوال اور نمیری وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابو العباس احمد بن منصور کا جب انتقال ہوگیا تو اہلِ شیراز میں سے ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ جامع شیراز کے محراب میں جوڑا زیب تن کیے ہوئے (یعنی نئے کپڑے پہن کر) کھڑے ہیں اور سر پر تاج ہے جو موتیوں سے مزین ہے تو اس شخص نے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھے بخش دیا، میری عزت کی اور تاج پہنا کر جنت میں داخل کیا تو اس شخص نے پوچھا کس چیز کی وجہ سے؟ تو انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے۔

''القول البدیع'' میں ابن بشکوال کے حوالے سے صوفیا میں سے ایک شخص سے منقول ہے کہ میں نے مسطح نامی شخص کو اس کی وفات کے بعد دیکھا جو اپنی زندگی میں گنہگار تھا تو میں نے اس سے کہا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے کہا: مجھے بخش دیا، تو میں نے کہا: کس بنیاد پر؟ اس نے کہا: میں نے ایک محدث سے ایک مسند حدیث لکھ کر دینے کی درخواست کی تو شیخ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو ان کے ساتھ میں نے بھی درود پڑھا اور میں نے درود میں اپنی آواز بلند کی تو اہلِ مجلس نے سنا تو ان سبھوں نے بھی حضور پر درود پڑھا تو اللہ نے اس دن ہم سب کو بخش دیا۔

نیز ابو الحسن بغدادی دارمی کی نسبت ذکر کیا کہ انھوں نے عبد اللہ بن حامد کو ان کی موت کے بعد دیکھا اور پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا، انھوں نے پوچھا: ایسا کوئی عمل بتاؤ جس کی وجہ سے مجھے جنت میں دخول نصیب ہو؟ تو انھوں نے کہا: ایک ہزار رکعت نماز پڑھ اور ہر رکعت میں ایک ہزار بار ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کی تلاوت کر تو وہ بولے: میرے اندر اس کی طاقت نہیں، تو انھوں نے کہا: نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر رات ایک ہزار بار درود پڑھ، دارمی نے ذکر کیا کہ وہ ہر رات پڑھتا ہے۔

انھیں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے ابو جعفر کاغذی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور وہ ایک بڑے سردار تھے تو اس شخص نے کہا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ انھوں نے کہا: مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا تو ان سے کہا گیا کس وجہ سے؟ انھوں نے کہا: جب میں اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوا تو اس نے فرشتوں کو حکم دیا، فرشتوں نے میرے گناہوں کو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے درودوں کو شمار کیا تو انھوں نے میرے درودوں کو میرے گناہوں سے زیادہ پایا تو مولیٰ جَلَّتْ قُدرَتُہٗ نے ان سے فرمایا: اے میرے فرشتو! یہ تمھارے لیے کافی ہے، اس سے حساب نہ لو، اس کو میری جنت کی طرف لے جاؤ۔

اور حافظ سخاوی نے کہا کہ صالحین میں سے ایک شخص نے خواب میں ایک بری صورت دیکھی تو اس سے کہا: تو کون ہے؟ وہ بولی میں تیرا برا عمل ہوں، اس نے کہا: تجھ سے کیسے نجات ملے گی؟ اس نے کہا: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے سے۔

اور امام شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میرے پڑوسیوں میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تو اس نے کہا: اے شبلی! مجھ پر عظیم خطرات گزرے اور وہ یہ کہ سوال کے وقت مجھ پر بند کر دیا گیا (میرے حواس مبہوت ہو گئے اور جواب بھول گیا) تو میں نے اپنے دل میں کہا: یہ آفت مجھ پر کہاں سے آ گئی، کیا میں اسلام پر نہیں مرا؟ تو میرے پاس ندا آئی یہ تیری سزا ہے دنیا میں اپنی زبان کو آزاد چھوڑنے کی پھر جب دونوں فرشتوں نے مجھے مارنے کا ارادہ کیا تو میرے اور ان کے درمیان عمدہ خوشبو والا ایک خوبصورت شخص حائل ہو گیا اور اس نے مجھے میری حجت یعنی جواب یاد دلا دیا اور میں نے جواب دے دیے، میں نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ وہ بولے: میں ایسا شخص ہوں جو تیرے واسطے پیدا کیا گیا ہوں اور حکم دیا گیا ہوں کہ ہر پریشانی میں تیری مدد کروں کیوں کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا تھا۔(۱)

---

(۱) الصلات والبشر

"الصلات والبشر" میں محمد بن سعید بن مطرف سے منقول ہے جو معزز بزرگوں میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر رات سوتے وقت اپنے لیے ایک خاص عدد لازم کرلیا تھا ، جب اپنی خواب گاہ کی پناہ لیتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی بار درود پڑھتا، ایک رات جیسے ہی گنتی مکمل کر کے فارغ ہوا کہ میری آنکھیں بند ہوگئیں ، میں ایک کمرے میں سو رہا تھا، اچانک دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمرے کے دروازے سے داخل ہوئے اور کمرہ نور سے منور ہوگیا، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والے اس منہ کو لاؤ میں اسے بوسہ دوں گا، وہ کہتے ہیں مجھے شرم آنے لگی کہ کیسے حضور کے منہ میں اپنا منہ رکھوں ،لہٰذا میں نے اپنا چہرہ دوسری جانب کرلیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار چوم لیے تو میں گھبرا کر فوراً بیدار ہوگیا اور میری بیوی جو میرے پہلو میں تھی وہ بھی بیدار ہوگئی تو دیکھا کہ گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے مشک کی طرح مہک رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ سے پھوٹنے والی مشک کی خوشبو میرے رخسار میں تقریباً آٹھ دن تک باقی رہی تھی ،میری بیوی ہر دن میرے رخسار میں خوشبو پاتی تھی۔

ہاں !اللہ کی قسم، اللہ جسے جس چیز سے چاہتا ہے خاص فرمالیتا ہے ،اے اللہ! ہمیں اپنے معزز بندوں میں سے بنا۔

حافظ سخاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: مروی ہے کہ ایک عورت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی اے شیخ! میری ایک بیٹی تھی جو وفات پاگئی ہے میں اس کو خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں تو حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء آخرہ کی نماز کے بعد چار رکعت نماز پڑھ، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" ایک بار، پھر لیٹ جا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے پڑھتے سوجا تو اس نے ایسا ہی کیا تو اس کو خواب میں اپنی بیٹی نظر آگئی مگر وہ عذاب وعقوبت میں مبتلا تھی اس کے جسم پر تارکول کا لباس تھا ،دونوں ہاتھ بندھے ہوئے اور دونوں پاؤں آگ کی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے، وہ جب بیدار ہونے کے بعد حسن بصری کے پاس آئی اور انہیں صورتِ حال کی خبر دی تو

حضرت حسن نے فرمایا: صدقہ کرو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادے، حضرت حسن بصری اس رات سوئے تو دیکھا کہ جیسے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہیں اور ایک تخت لگا ہوا ہے، اس کے اوپر ایک حسین وجمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے جس کے سر پر ایک نورانی تاج ہے، پھر لڑکی نے کہا: اے حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، تو لڑکی بولی میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا تھا تو حضرت حسن نے اس لڑکی سے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے برعکس بیان کیا تھا تو وہ بولی اس نے ٹھیک ہی کہا تھا، حضرت حسن نے فرمایا: پھر تو اس مقام پر کیسے پہنچی؟ وہ بولی ہم ستر ہزار لوگ عذاب وعقوبت میں تھے جیسا کہ میری والدہ نے آپ سے بیان کیا لیکن ہماری قبروں پر ایک صالح آدمی کا گزر ہوا ،اس نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب کے لیے وقف کردیا جس کو پروردگارِ عالم نے قبول فرمالیا اور ہم سب کو اس عقوبت اور سزا سے آزاد کردیا اور میرا نصیب اس مقام تک پہنچا جسے آپ نے دیکھا اور مشاہدہ فرمایا۔

ابوالفضل قومسانی کا بیان ہے کہ میرے پاس خراسان سے ایک شخص آیا اور بولا میرے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس وقت میں مسجد میں تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم ہمذان جانا تو فضل بن زیرک سے میرا اسلام کہنا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس چیز کے سبب؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ مجھ پر ہر دن سو بار درود پڑھتا ہے، پھر اس شخص نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی وہ درود سکھادیں تو میں نے کہا کہ میں ہر دن ایک سو یا اس سے زائد بار کہتا ہوں: ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ،جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ“ ”اے اللہ! نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج ۔اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا دے جس کے وہ اہل ہیں“ وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے درود کے کلمات سیکھ لینے کے بعد قسم کھائی کہ وہ مجھ پر اپنا

نام وغیرہ ظاہر نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر فرمادیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو ایک بہترین انعام پیش کیا کیوں کہ میں نے سمجھا کہ وہ اپنی بات میں مبالغہ کر رہا ہے تو اس نے میرے انعام کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کسی سامان کے عوض نہیں بیچتا۔(۱)

خطیب، ابوالیمن بن عساکر اور ابن بشکوال نے محمد بن یحییٰ کرمانی سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ ایک دن ابوعلی بن شاذان کے پاس حاضر تھے کہ ایک جوان ہمارے پاس آیا جس کو ہم میں سے کوئی نہیں پہچانتا تھا، اس نے ہم سب کو سلام کیا پھر کہا تم میں ابوعلی بن شاذان کون ہے؟ محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہم نے ابوعلی کی طرف اشارہ کر دیا تو جوان نے ان سے کہا: اے شیخ! میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مسجدِ ابوعلی شاذان کے بارے میں پوچھو تو جب اس سے (ابوعلی بن شاذان سے) ملو تو اس سے میرا اسلام کہو پھر جوان واپس چلا گیا تو ابوعلی رو پڑے اور بولے میں اپنے کسی ایسے عمل کو نہیں جانتا جس کی وجہ سے اس شرف کا مستحق ہوسکوں سوائے اس کے کہ میں حدیث شریف پڑھتا ہوں اور جب جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے تب تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔

ابن عساکر نے جعفر بن عبداللہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان میں فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا آپ نے اس شرف کو کیسے پایا؟ تو انھوں نے کہا میں نے اپنے ہاتھوں سے ہزار ہا حدیثیں لکھیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے ''الطبقات'' میں ابومواہب شاذلی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو عرض کیا: یا

---

(۱) الصلات والبشر

رسول اللہ! آپ مجھے نہ چھوڑیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم تمھیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تم حوضِ کوثر پر میرے پاس آؤ گے اور اس سے پیو گے کیوں کہ تم سورہ کوثر پڑھتے ہو اور مجھ پر درود بھیجتے ہو لیکن درود کا ثواب تو میں نے اس کو تیرے لیے ہبہ کر دیا ہے اور رہا کوثر کا ثواب تو میں اس کو تیرے لیے باقی رکھوں گا پھر ارشاد فرمایا: جب تم اپنے عمل کو دیکھو یا تیرے کلام میں کوئی خلل واقع ہو تو یہ کہنا نہ چھوڑو "اَستَغفِرُ اللّٰهَ العَظِیمَ الَّذِی لَآاِلٰهَ اِلَّاھُوَ الحَیُّ القَیُّومُ وَاَتُوبُ اِلَیهِ،وَاَسأَلُهُ التَّوبَةَ وَالمَغفِرَةَ اِنَّهٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ" **ترجمہ:** میں اللہ عظیم سے مغفرت کا طلبگار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو حی و قیوم ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اس سے توبہ اور مغفرت کی درخواست کرتا ہوں بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ابو مواہب شاذلی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا تو آپ نے میرا منھ چوم لیا اور ارشاد فرمایا: میں اس منھ کو چوم رہا ہوں جو مجھ پر ہزار بار دن میں اور ہزار بار رات میں درود پڑھتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر رات کو "اِنَّآ اَعطَینٰكَ الکَوثَرَ" (۱) تیرا ورد ہوتا پھر مجھ سے فرمایا: اپنی دعا میں یہ کہو: "اَللّٰھُمَّ فَرِّج کُربَاتِنَا، اَللّٰھُمَّ اَقِل عَثَرَاتِنَا، اَللّٰھُمَّ اغفِر زَلَّاتِنَا" "اے اللہ! ہمارے غموں کو دور کر دے، اے اللہ ہماری لغزشوں کو درگزر کر دے، اے اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے" اور مجھ پر درود پڑھو اور کہو: "وَسَلٰمٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِینَ" (پ: ۲۳، س: الصّٰفّٰت، آیت: ۸۱_۸۲)

"اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے"۔ (کنز الایمان)

اور ابو مواہب شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک بار اپنے ورد کو ہزار بار مکمل کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں جلدی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے؟ پھر

---

(۱) اس سے مراد پورا سورۂ کوثر ہے، مترجم

ارشاد فرمایا: کہو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیب کے ساتھ، مگر جب وقت تنگ ہو جائے تو جلدی کرنے میں تجھ پر کوئی حرج نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور یہ جو میں نے تم سے ذکر کیا بطور افضلیت ہے ورنہ جیسے بھی درود پڑھو درود ہی ہے اور بہتر یہ ہے کہ تم درود کامل سے شروع کرو اگرچہ ایک ہی بار ہو اور اسی طرح ختم بھی اسی پر کرو اور درودِ کامل یہ ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ"۔ **ترجمہ:** "اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام پر اور ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام پر اور ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تمام جہان میں تعریف کیا ہوا ہے، بزرگ ہے، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں"۔

محمد بن مالک کا بیان ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد مقری کے پاس پڑھنے کے لیے بغداد گیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن ان کے پاس پڑھ رہے تھے اور ہم ایک جماعت تھے کہ اسی اثنا میں ابو بکر کے پاس ایک شیخ تشریف لائے جن پر ایک پرانی پگڑی، پرانی قمیص اور پرانی چادر تھی تو شیخ ابو بکر ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھالیا اور ان سے ان کا اور ان کے بچوں کا حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا: رات کو میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد طلب کیا ہے جب کہ میں ایک ذرے کا بھی مالک نہیں؟ شیخ ابو بکر کا بیان ہے کہ میں اس مرد کی محتاجی کے سبب مغموم دل سو گیا تو میں نے خواب میں نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: یہ غم کیسا؟ خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور اس کو میرا اسلام پیش کرو اور اس سے کہو کہ اس بچے کے باپ کو سو دینار دے دو تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرے اور اس کو یہ نشانی بتاؤ کہ تم ہر جمعہ کی رات کو مجھ پر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایک ہزار بار درود پڑھنے کے بعد ہی سوتے ہو اور اس جمعہ کو تم نے ستر (۷۰) بار درود پڑھا پھر تیرے پاس خلیفہ کا قاصد آیا اور خلیفہ نے تم کو اپنے پاس بلا لیا تو تم وہاں گئے ،واپس ہو کر ایک ہزار بار درود مکمل کیا، وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر بن مجاہد مقری بچے کے باپ کے ساتھ اٹھے اور وزیر کے پاس گئے تو شیخ ابو بکر نے وزیر سے کہا: اس مرد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو وزیر کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور اس سے اس کا واقعہ دریافت کیا تو اس نے واقعہ بتایا تو وزیر خوش ہو گیا اور اپنے غلام کو مال نکالنے کا حکم دیا جس میں سے سو دینار نکال کر بچے کے باپ کو سپرد کیا پھر شیخ ابو بکر کو دینے کے لیے نکالا تو وہ لینے سے انکار کر گئے پھر وزیر نے اس مرد سے کہا کہ آپ اسے بھی قبول فرمائیں کیوں کہ آپ کے ذریعہ مجھے ایک سچی خبر کی بشارت حاصل ہوئی ہے جو میرے اور اللہ عز وجل کے درمیان ایک راز تھی اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں، پھر کچھ اور دینار دیا اور کہا: آپ اسے بھی لیں یہ عوض ہے آپ کی اس بشارت کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ہر جمعہ کی رات کے درود کا علم ہے، پھر اور دینار نکالا اور کہا: آپ اسے بھی لیں کیوں کہ آپ کو ہمارے پاس یہاں تک آنے میں تھکاوٹ لاحق ہوئی ہے اس طرح انھوں نے ایک ہزار دینار دیا تو اس مرد نے کہا: میں اتنا ہی لوں گا جتنے کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے حکم فرمایا۔

عبد اللہ بن نعمان اپنی کتاب ''مصباح الظلام'' میں فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں سے خلاد بن کثیر بن مسلم کے بارے میں روایت کیا گیا کہ جب وہ نزع میں تھے تو لوگوں نے ان کے سر کے پاس ایک پرچہ پایا جس میں لکھا ہوا تھا ''هٰذِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَلَّادِ بْنِ كَثِيْرٍ'' ''یہ خلاد بن کثیر کے لیے جہنم سے نجات کا پروانہ ہے'' تو لوگوں نے ان کے بارے میں

پوچھا کہ ان کا عمل کیا تھا؟ تو ان کی بیوی نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود پڑھتے تھے، وہ کہتے تھے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ"۔

اور سید محمود کردی نے "الباقیات الصالحات" میں خلاد بن کثیر کی حکایت کو تھوڑا اختلاف کے ساتھ ذکر کیا کہ ان کی ماں نے ان کو خبر دی کہ اس کے والد محمد نے اس کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں گا اور لوگ مجھے غسل دے کر فارغ ہوں گے تو گھر کی چھت سے میرے کفن پر ایک سبز رنگ کا پرچہ گرے گا جس میں لکھا ہوا ہوگا "هٰذِهٖ بَرَآءَةُ مُحَمَّدٍ الْعَامِلِ بِعِلْمِهٖ مِنَ النَّارِ" یعنی یہ اپنے علم پر عمل کرنے والے محمد کے لیے جہنم سے نجات کا پروانہ ہے، تم وہ پرچہ کفن میں رکھ دینا، تو لوگوں کے پرچہ کو پڑھ لینے کے بعد اس نے پرچہ ان کے سینے پر رکھ دیا اور لکھا ہوا جملہ پرچہ کے ظاہر و باطن سے یکساں پڑھا جاتا تھا، خلاد بن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے اس کے والد کے عمل کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی کہ ان کا زیادہ تر عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تھا۔

وضاحت: کتاب "مصباح الظلام" میں یہ پرچہ والا واقعہ براہِ راست خلاد بن کثیر کی طرف منسوب ہے جب کہ "الباقیات الصالحات" میں ان کے نانا محمد کی طرف منسوب ہے۔ مترجم۔

اور مدینہ منورہ کے مقیم سید محمود کردی قادری شیخانی نے اپنی کتاب "الباقیات الصالحات" میں بیان کیا کہ مجھ پر اللہ کے احسانات میں سے یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے اپنی گود میں لیا اور اوپر اٹھایا تو میرا سینہ آپ کے سینے پر، میرا منہ آپ کے منہ پر اور میری پیشانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر تھی، پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: مجھ پر بکثرت درود پڑھو اور مجھے اپنی رضا کی بشارت دی جو رضائے الٰہی کو شامل ہے تو میں اپنے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کرم فرمائی کو دیکھ کر محبت سے رو پڑا اور میں نے حضور کی آنکھوں کو دیکھا کہ میرے دل میں اپنی محبت کی شدت تپش کو دیکھ کر مجھ پر شفقت ومحبت کے آنسو بہا رہی ہیں، پھر میں بیدار ہوا تو آنسو میرے رخسار پر تھے۔

اور فاکہانی نے اپنی کتاب ''الفجر المنیر'' میں ذکر کیا کہ ہمیں شیخ صالح موسیٰ ضریر نے خبر دی کہ وہ موج مارتے سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے، وہ کہتے ہیں کہ ہم پر ایک ہوا چلی جس کو اقلابیہ کہا جاتا ہے جس سے لوگ کم ہی نجات پاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے نیند آ گئی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھ سے فرما رہے ہیں: کشتی والوں سے کہو کہ وہ ایک ہزار بار کہیں ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّينَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الأَهْوَالِ وَالآفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الخَيْرَاتِ فِي الحَيَاةِ وَبَعْدَ المَمَاتِ'' **ترجمہ:** ''اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیج جس کی برکت سے تو ہمیں خطرات و آفات سے نجات دے، جس کی برکت سے تو ہماری تمام ضرورتیں پوری کرے، جس کی برکت سے تو ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرے، جس کی برکت سے تو ہمیں بلند درجات پر بلند کرے اور جس کی برکت سے تو ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں کی غایتوں کی انتہا کو پہنچائے''، وہ کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا اور میں نے کشتی کے لوگوں کو خواب کی خبر دی تو ہم لوگوں نے تقریباً تین سو بار درود پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مصیبت دور کر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی برکت سے ہوا رک دی۔

اور شیخ عارف سید احمد صاوی نے اپنی صلوات القطب الدردیر رضی اللہ عنہ کی شرح (۱) میں لکھا کہ ''دلائل الخیرات'' کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ نماز کا وقت ہوا تو اس کے مؤلف سیدی شیخ محمد بن سلیمان جزولی نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَرَكَاتِهِمْ أَجْمَعِينَ وضو کرنے کے لیے اٹھے تو انھوں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکالتے اتنے میں ایک بلند مکان سے ایک بچی نے انکو دیکھا اور بولی آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے بچی کو بتایا تو بچی بولی کہ آپ وہ شخص ہیں جن کی نیکی اور بھلائی کی تعریف ہوتی ہے اور آپ ایسی چیز میں پریشان ہیں جس کے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکلتا ہے اور اس بچی نے کنوئیں میں تھوک دیا

(۱) کتاب کا نام ہے الاسرار الربانیة والفیوضات الرحمانیة علی الصلوات الدردیریة، مترجم

تو اس کا پانی جوش مار کر باہر آگیا تو وضو سے فارغ ہونے کے بعد شیخ نے اس بچی سے کہا: مجھے تیری قسم! تو نے یہ مرتبہ کو کیسے پایا؟ تو وہ بولی اس ذات پر درود کی کثرت سے کہ جب وہ بے آب و گیاہ خشکی میں چلتے تو جنگل کے جانور برکت حاصل کرنے کے لیے ان کے دامن سے لٹک جاتے تو شیخ جزولی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھنے کی قسم کھائی۔

اور ابن بشکوال نے ابوالقاسم قشیری کی سند سے تخریج کی کہ منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا: مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا: تو منصور بن عمار ہے؟ میں نے کہا: ہاں، رب نے فرمایا: تو ہی وہ ہے جو لوگوں کو دنیا سے بے رغبت کرتا تھا اور آخرت کا شوق دلاتا تھا، میں نے کہا: ہاں اور یہ بھی کہ میں نے جو بھی مجلس منعقد کی تو سب سے پہلے تیری تعریف کی اور درود کے ذریعہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور ایک تہائی حصہ تک تیرے بندوں کو نصیحت کی ،رب نے فرمایا: تو نے سچ کہا ،اس کے لیے میرے آسمانوں میں ایک کرسی لگاؤ، یہ میرے فرشتوں کے درمیان میری بزرگی بیان کرے جیسا کہ اس نے میرے بندوں کے درمیان زمین میں میری بزرگی بیان کی۔

ابن ملقن نے ”کتاب الحدائق“ میں ذکر کیا کہ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا: میں اپنے بھائی (دینی بھائی) عثمان کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تو انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! مرحبا میں نے رات خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مجھے ایک ڈول عطا فرمایا جس میں پانی تھا تو میں نے پیا یہاں تک کہ سیراب ہوگیا اور ابھی تک میں اس کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں ،تو میں نے کہا: اے عثمان! آپ نے یہ شرف کیسے پایا ؟ تو انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے کی برکت سے۔

اور ابن ابی الدنیا وغیرہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: میں حضرت عثمان کے پاس سلام کرنے آیا جب انھیں گھیر لیا گیا تھا یعنی جب ان

کے قتل کے لیے ان کا محاصرہ کرلیا گیا تھا تو میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! مرحبا میں نے رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روشن دان میں یعنی گھر کے روشن دان میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے عثمان! لوگوں نے تمھیں گھیر لیا؟ میں نے کہا: ہاں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے تمھیں پیاسا رکھا؟ میں نے کہا: ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول نکالا جس میں پانی تھا تو میں نے پیا اور اتنا سیراب ہوا کہ اب تک اپنے دونوں کندھوں اور سینہ کے درمیان اس کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اگر تو چاہے تو ان کے خلاف تمھاری مدد کی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے پاس افطار کرے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس افطار کرنے کو ترجیح دی، تو وہ اسی دن شہید کر دیے گئے۔

ابن ملقن نے ''کتاب الحدائق'' میں اور دوسرے لوگوں نے (اپنی کتابوں میں) ذکر کیا کہ ایک جوان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل درود پڑھ رہا تھا تو اس سے پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: میں اور میرے والد دونوں حج کے لیے نکلے کہ ایک جگہ میرے والد بیمار ہو گئے اور مر گئے تو ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، آنکھیں نیلی ہو گئیں اور پیٹ پھول گیا تو میں رونے لگا اور میں نے کہا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون''، آہ! میرے والد سفر میں ایسی موت مرے! پھر جب رات ہو گئی تو مجھ پر نیند غالب آ گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ پر سفید کپڑے تھے اور آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، آپ میرے والد سے قریب ہوئے اور ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید ہو گیا پھر ان کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہو گیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پلٹنے کا ارادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: تمھارے والد بہت زیادہ گناہ کرتے تھے مگر مجھ پر بہت زیادہ درود پڑھتے تھے تو جب ان پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے مدد کی درخواست کی تو میں نے ان کی مدد کی اور میں ہر اس شخص کا مدد گار ہوں جو دنیا میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھے۔

کتاب "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الیقظۃ والمنام" میں ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ مجھے ایک بار بھوک لگی جب کہ میں مدینہ میں تھا اور پندرہ دن سے مجھے کھانا میسر نہیں ہوا تھا تو میں نے اپنے پیٹ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی دیوار سے لگا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے مہمان کو آسودہ فرمائیں کہ بھوک نے اسے کمزور کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پھر مجھ پر نیند غالب آگئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں اس کو کھانے لگا پھر میں بیدار ہوا تو میں آسودہ تھا اور آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

اور محتاجِ بارگاہِ الٰہی عبداللہ (عبداللہ سراج الدین، مؤلف کتاب) کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمارے آقا، ہماری روحوں کی روح، ہماری نگاہوں کا نور اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک، اللہ کے حبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں اقامت کا شرف عطا فرمایا تو اس نے مجھے ایسے اشعار الہام فرمائے جو بارگاہِ نبوی میں مدح ونعت اور کئی التجاؤں پر مشتمل ہے یہاں تمام اشعار کی گنجائش نہیں لہٰذا چند کا ذکر کرتا ہوں۔

يَا قَلْبُ بُشْرَاكَ آيَّامُ الرِّضَا رَجَعَت	وَهٰذِهِ الدَّارُ لِلْأَخيَارِ قَدْ جَمَعَت

ترجمہ: اے دل تجھے خوشخبری ہو کہ خوشی کے دن لوٹ آئے اور اس شہر میں نیک لوگ جمع ہیں۔

اَمَا تَرَى نَفَحَاتِ الحَيِّ قَدْ عَبَقَت	مِنْ طِيبَةٍ وَّبُرُوقُ الحُبِّ قَدْ لَمَعَت

ترجمہ: کیا تو محلہ کی بھڑکتی ہوئی اچھی خوشبوؤں کو نہیں دیکھ رہا ہے جہاں محبت کی بجلیاں چمک اٹھی ہیں۔

فَعِشْ هَنِيئاً بِوَصْلٍ غَيْرِ مُنْصَرِمٍ	مَعَ مَنْ تُحِبُّ وَحُجُبُ البُعْدِ قَدْ رُفِعَت

ترجمہ: پس خوشگوار زندگی گزار کہ تجھے اپنے محبوب کے ساتھ نہ ٹوٹنے والا وصل حاصل ہے اور دوری کے حجاب اٹھا لیے گئے ہیں۔

وَاشهد جَمَالَ الَّذِی مِن اَجَلِ طَلعَتِهٖ	قُلُوبُ عُشَّاقِهٖ مِن نُّورِهَا انصَدَعَت

ترجمہ: اور اس ذات کے جمال کا مشاہدہ کر جس کے دیدار کے سبب اس کے عاشقوں کے دل دید کی روشنی سے منور ہو گئے۔

وَاَبشِر بِنَیلِ الَّذِی قَد کُنتَ تَاَمِّلُهٗ	فِی جَبهَةِ المُصطَفٰی شَمسُ الضُّحٰی طَلَعَت

ترجمہ: اور اس ذات کو پانے پر بشارت قبول کر جس کی آرزو کرتا تھا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی میں روشن سورج طلوع ہے۔

وَافرَح بِفَضلِ الَّذِی اَعطَاکَ مَکرُمَةً	قَد کُنتَ تَسأَلُهٗ فَالسُّحُبُ قَد هَطَلَت

ترجمہ: اور وہ ذات جس نے تجھے اعزاز بخشا اس کے فضل وعنایت پر خوش ہو کہ تو اس کا طالب تھا پس بادل برس پڑے۔

وَاقرَاِ السَّلَامَ قَرِیبًا عَن مُشَاهَدَةٍ	شَمسَ الوُجُودِ الَّتِی اَنوَارُهَا سَطَعَت

ترجمہ: اور وجود کے اس سورج کو سلام کر جس کی روشنیاں پھیل چکی ہیں، اور حال یہ ہے کہ تو مشاہدہ و زیارت سے قریب ہے۔

وَاَحضِرِ القَلبَ جَمعًا مُصغِیًا اَدَبًا	عَسَاکَ تُسمَعُ بِالبُشرٰی وَمَا جُمِعَت

ترجمہ: اور دل جمعی، توجہ اور ادب کے ساتھ حاضری دے، ہو سکتا ہے کہ تجھے بشارت سنائی جائے اور وہ عام نہیں رکھی گئی ہے

خوابوں کے تعلق سے ملامت کا ازالہ اور دلوں میں گزرنے والے خطرات کا دفعیہ

بعض لوگ مجھ پر تعجب کریں گے کیوں کہ میں نے اپنی اس کتاب "الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں ایسے بہت سے خوابوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرنے والوں اور درود لکھنے والوں کے لیے بشارتیں ہیں۔

تو میں جواب میں کہوں گا کہ اس پر تعجب وتنقید اور اعتراض وتنقیص مناسب نہیں کیوں کہ مومن کا سچا خواب ایسی سچائی ہے جو خواب دیکھنے والے یا دکھائے جانے والے کے لیے ایک طرح کی خوشخبری لاتا ہے اور کبھی اس کو کسی کام سے ڈرا اور خوف دلاتا ہے اور کبھی اس کے لیے وعظ ونصیحت یا ایسے کام پر تنبیہ بن کر آتا ہے جس سے وہ غفلت کرتا ہے تو مومن کا سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو صاحب خواب پر اللہ سبحانہ کی عنایت وتوجہ کی دلیل ہے۔
اور آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ اس بات پر دلیل ہیں کہ خواب کا عالم بیداری میں ایک اثرِ واقعی ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بلکہ اس میں شک کرنا درست نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے خواب کا واقعہ ذکر کیا کہ انھوں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے ان کو سجدہ کیا، پھر اس کی تاویل اور اثرِ واقعی کا ذکر فرمایا کہ یہ اشارہ تھا ان کے لیے ان کے والدین اور بھائیوں کے سجدہ کی طرف، چنانچہ ارشاد فرمایا: ”اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ“ الآیة، (پ: ۱۲، س: یوسف، آیت: ۴، ۵) **ترجمہ:** یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انھیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ (کنزالایمان) اور ان کا یہ خواب ان کے نبی بنائے جانے سے پہلے بچپن کا تھا۔

پھر فرمایا: وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا“ الآیات الکریمۃ، (پ: ۱۳، س: یوسف، آیت: ۱۰۰) **ترجمہ:** اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لیے سجدے میں گرے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا۔ (کنزالایمان)

تو یہ آیتیں اس امر میں صریح ہیں کہ سچے خواب کے لیے واقع اور خارج میں ایک ثبوت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور سچا خواب اوہام یا خیالاتِ باطلہ کے قبیل سے نہیں ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کے جزؤں میں سے ایک جز ہے، چنانچہ شیخین نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا خواب جس کو وہ دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

سچا خواب نبوت کا ایک جز ہوتا ہے اس سلسلے میں چند اقوال ہیں اور ہر قول کی ایک وجہ اور دلیل ہے جس کی وضاحت میں ان شاء اللہ کتاب ''الادعیة والاذکار'' میں کروں گا (جو ایک مستقل تصنیف ہوگی) جن میں ایک یہ ہے کہ سچا خواب صفتِ صدق اور تحقق فی الواقع میں نبوت کے جزءوں میں سے ایک جز ہے جیسا کہ اس پر وہ حدیث دلیل ہے جس کو شیخین نے محمد بن سیرین سے روایت کیا اور الفاظ بخاری کے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب زمانہ قریب ہوگا تو وہ ہمیشہ مومن کے خواب کو جھٹلائے گا حالاں کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے اور جو نبوت سے ہو تو بے شک اسے جھٹلایا نہیں جاتا، ''قَالَ مُحَمَّدٌ اَی اِبنُ سِیرِینَ وَاَنَا اَقُولُ هٰذِهٖ'' محمد بن سیرین نے کہا: اور یہ میں کہہ رہا ہوں۔ الحدیث حافظ نے ''فتح'' میں کہا کہ ان کا قول ''وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ لَا یُكَذَّبُ''

''اور جو نبوت سے ہو تو بے شک اسے جھٹلایا نہیں جاتا'' اتنا حصہ حدیث مذکور کے طرق میں نہیں گزرا اور یہاں اس کے ذکر سے ظاہر یہی ہے کہ یہ مرفوع ہے یعنی یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ہے، اگر ایسا ہی ہے تو اس مقام پر نبوت سے مراد کی جو تفسیریں کی گئی ہیں ان میں صفتِ صدق کے ساتھ کی گئی تفسیر سب سے بہتر ہے یعنی یہ صفتِ صدق میں نبوت کے اجزا میں سے ایک جز کے ساتھ تشبیہ ہے جیسا کہ اس پر محققین نے تنبیہ کی ہے۔

حافظ فرماتے ہیں کہ پھر مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ اس کے بعد بخاری کے قول: "قَالَ مُحَمَّدٌ اَی اِبنُ سِیرِینَ وَاَنَا اَقُولُ هٰذِهٖ" میں "هٰذِهٖ" سے اشارہ جملہ مذکورہ کی طرف ہے اور "هٰذِهٖ" کے بعد "قَالَ" کے اعادہ میں یہی راز ہے۔

حافظ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ابن مواق کی "بغية النقاد" میں دیکھا کہ عبدالحق اس بات پر تنبیہ کرنے سے غافل رہے کہ یہ زیادتی مدرج ہے۔ اس کے ادراج میں کوئی شک نہیں، لہٰذا یہ ابن سیرین کا قول ہے، مرفوع نہیں۔

یہ جملہ مرفوع ہو یا ابن سیرین کی طرف سے مدرج بہرحال اس میں اس معنیٰ کی وضاحت ہے کہ مومن کا خواب صدق و تحقق میں نبوت کا ایک جز ہے۔

مسلم کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچا خواب نبوت کے ستر (۷۰) جزؤں میں سے ایک جز ہے جیسا کہ یہ امام احمد کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ نبوت کی طرف ان اجزا کی نسبت دیکھنے والے کے اختلافِ حال کے اعتبار سے ہے چنانچہ نیک آدمی کا خواب ایک خاص عدد پر ہے اور جو اس سے کم ہے وہ اس سے کم ہے۔

حافظ نے "فتح" میں کہا کہ ان روایتوں کے درمیان جن میں مومن کے خواب کی نسبت نبوت کے اجزا کی طرف کی گئی ہے ایک جماعت نے تطبیق دی ہے۔ جن میں اول طبری ہیں، چنانچہ وہ (یعنی طبری) فرماتے ہیں کہ ستر کی روایت ہر مسلمان کے ہر سچے خواب میں عام ہے اور چالیس کی روایت نیک اور سچے مومن کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا کہ ترمذی اور طبری کی روایت میں ہے اور جو ان کے درمیان (کا عدد) ہے تو وہ مومنین کے احوال کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔

سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا ہے کہ سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بخاری و مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ''سچا خواب اللہ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے'' بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ''اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالحُلْمُ مِنَ الشَّيطَانِ'' اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''اَلرُّؤيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤيَا السُّوءُ مِنَ الشَّيطَانِ''۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرمادیا ہے کہ سچا خواب دیکھنے والے یا دکھائے جانے والے کے لیے کبھی بشارت یعنی خوش خبری لاتا ہے اور کبھی وعظ و نصیحت کا سبب ہوتا ہے اور اس میں دیکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و توجہ کی دلیل ہے۔

سچے خواب کا بشارت ہونا ہی غالب ہے:

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: نبوت میں سے باقی نہیں رہا سوائے بشارتوں کے، صحابہ نے عرض کیا: وہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''سچا خواب''۔

مسلم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں پردہ ہٹایا اس حال میں کہ آپ کے سر میں پٹی بندھی ہوئی تھی اور لوگ حضرت ابو بکر کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے باقی نہیں رہا سوائے اس سچے خواب کے جس کو مسلمان دیکھتا یا دکھایا جاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بشارتوں میں سے باقی نہ رہا سوائے خواب کے۔

اور یہ بشارتیں ان آیتوں کے مصداق ہیں ''اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ البُشْرٰى فِي الحَيٰوةِ الدُّنيَا وَفِي الاٰخِرَةِ لَاتَبدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الفَوزُ العَظِيمُ'' (پ: ۱۱، س: یونس، آیت: ۶۳، ۶۴) **ترجمہ:** وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انھیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنز الایمان)

امام احمد نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ارشادِ الٰہی "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا کہ میری امت میں سے کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا، وہ سچا خواب ہے جس کو مرد دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔

اسی طرح امام احمد نے ارشادِ الٰہی "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" کے بارے میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ سچا خواب ہے جس کو مسلمان دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔

ابن جریر نے اپنی سندِ متصل کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں وہ سچا خواب ہے جس کو بندہ دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے اور آخرت میں وہ جنت ہے۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رسالت و نبوت ختم ہوگئی لہٰذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں، حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں پر یہ گراں گزرا تو آپ نے فرمایا: لیکن بشارتیں، تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: مسلمان کا خواب نبوت کے جزؤں میں سے ایک جز ہے۔

سچا خواب بسا اوقات وعظ و نصیحت بھی ہوتا ہے:

چنانچہ بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب خواب دیکھتے تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیان کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو اللہ چاہتا اور میں ایک نو عمر لڑکا تھا اور

شادی سے پہلے میرا گھر مسجد تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر تم میں کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور تم بھی ان لوگوں کی طرح دیکھتے، تو جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا: اے اللہ! اگر تیرے علم میں میرے حق میں کوئی بھلائی ہے تو مجھے ایک خواب دکھا، تو میں اسی حال میں تھا یعنی وہ سو گئے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اچانک میرے پاس دو فرشتے آئے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا وہ دونوں میری طرف متوجہ ہوئے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے کر چلے اور مجھے اپنے بیچ میں رکھا ،میں اللہ سے دعا مانگنے لگا: اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں پھر مجھے یہ دکھایا گیا کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا آنکڑا تھا اس نے مجھ سے کہا: تم پر کوئی خوف نہیں تو اچھا آدمی ہے کاش کثرت سے نماز پڑھتے پھر وہ سب مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ مجھے جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا تو دیکھا کہ وہ کنوئیں کی تہ کی طرح تہ بہ تہ ہے اور کنوئیں کے کناروں کی طرح اس کے کئی کنارے ہیں، ہر دو کناروں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک آنکڑا ہے اور مجھے اس میں کچھ ایسے لوگوں کو دکھایا گیا جو زنجیروں سے لٹک رہے تھے، جن کے سر ان کے نیچے تھے، وہاں میں نے قریش کے کچھ لوگوں کو پہچانا تو وہ لوگ میرے دائیں طرف پلٹ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خواب اپنی بہن یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حفصہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عبد اللہ ایک نیک مرد ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے : بے شک عبد اللہ ایک نیک مرد ہے کاش وہ رات کو کثرت سے نماز پڑھتا اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے: تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ کیا ہی اچھا مرد ہے کاش وہ رات کو نماز پڑھتا، سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں: لہٰذا عبد اللہ رات کو کم ہی سوتے تھے۔

تو یہ خواب اللہ تعالیٰ کی عنایت و توجہ کے طور پر ابن عمر کے لیے رات کو جاگنے اور نماز کی کثرت کے سلسلے میں وعظ و نصیحت بن کر آیا۔

اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا ہے کہ خواب کی چند قسمیں ہیں جن میں ایک سچا خواب ہے جس پر گفتگو ہو چکی اور خواب کے اقسام میں سے وسوسہ اور شیطانی فکر بھی ہے، جیسا کہ ''صحیح مسلم'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب کی تین قسمیں ہیں، سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے اور ایک خواب شیطان کی طرف سے پریشان کرنا ہے اور ایک خواب ایسا ہے کہ آدمی اپنے دل میں سوچتا ہے تو اگر تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے۔ لوگوں سے بیان نہ کرے۔

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہیں، ایک خواب حق ہے اور ایک خواب وہ ہے جو مرد اپنے دل میں سوچتا ہے اور ایک خواب شیطان کی طرف سے پریشان کرنا ہے تو جو ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ کر نماز پڑھے۔

لہٰذا مومن کا سچا خواب حق ہے جس میں شک کرنا مناسب نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مومن کے دیکھے ہوئے خوابوں میں سب سے زیادہ حق اور سچا وہ خواب ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کیوں کہ شیطان آپ کی صورت اختیار کرنے، آپ کے مشابہ ہونے، آپ کا سراپا اختیار کرنے، شکل بننے اور آپ کی ہیئت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

امام بخاری نے فرمایا: ''بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ'' یعنی اس شخص کا بیان جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو یقیناً اس نے مجھے دیکھا کیوں کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے تو جو ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرے وہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے پناہ مانگے کیوں کہ یہ خواب اسے نقصان نہیں دے گا، بے شک شیطان میری ہیئت اختیار نہیں کرسکتا۔ ایک روایت میں یوں ہے: وہ میری شکل میں دکھائی نہیں دے سکتا۔

نیز ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے دیکھا تو اس نے واقعی مجھے دیکھا۔

نیز بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حق دیکھا کیوں کہ شیطان میرا وجود اختیار نہیں کرسکتا۔

مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نیند میں مجھے دیکھا تو بلا شبہ اس نے مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان کی مجال نہیں کہ وہ میرے مشابہ ہو۔

نیز شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، یا گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خواب تین طرح کے ہیں، ایک خواب حق ہے'' الحدیث جیسا کہ گزری اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ فرماتے تھے جس نے مجھے دیکھا تو بے شک وہ میں ہی ہوں کیوں کہ

شیطان کے لیے یہ چھوٹ نہیں ہے کہ وہ میری صورت اختیار کرے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ”گزشتہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا چاہے کسی بھی صفت کے ساتھ ہو تو اس کے لیے خوش خبری ہے کہ یقیناً اس نے سچا خواب دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے، غلط خواب نہیں جس کو ”حُلُم“ کہا جاتا ہے جو شیطان کی طرف منسوب ہے کیوں کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ”فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ اَیْ رُؤیَۃَ الْحَقِّ لَا الْبَاطِلِ یعنی اس نے حق دیکھا باطل نہیں بلفظِ دیگر اس نے سچ دیکھا غلط نہیں (۱) اور یہی معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ”مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَانِی“ کا کیوں کہ شرط و جزا جب متحد ہوں تو دونوں غایتِ کمال پر دلالت کرتے ہیں ”اَیْ فَقَدْ رَایٰ رُؤْیَا لَیْسَ بَعْدَ ھَا شَیْءٌ“ یعنی اس نے ایسا خواب دیکھا جو غلط نہیں (۲) یہ طیبی کا کلام ہے جیسا کہ ”فتح“ میں ہے۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کہ ”شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا“ کی صحیح تاویل یہ ہے کہ کسی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا باطل اور بے بنیاد نہیں ہے بلکہ وہ فی نفسہٖ حق ہے اور اگر آپ کو آپ کی صورت کے علاوہ دوسری صورت پر دیکھا جائے تو اس صورت میں بدلنا شیطان کی طرف سے نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اور امام نووی علیہ الرحمہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا حقیقتاً حضور ہی کو دیکھتا ہے عام ازیں کہ حضور اپنی معروف صورت پر ہوں یا اس کے علاوہ دوسری صورت پر۔

اور حافظ سیوطی کی ”الحاوی“ میں ہے کہ کسی سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند لوگ

(۱) اسی حدیث کا ترجمہ میں نے ماقبل میں ایک جگہ یوں کیا ہے: تو اس نے واقعی مجھے دیکھا اور دوسری جگہ یوں کیا ہے: تو اس نے حق دیکھا۔ مترجم

(۲) اسی حدیث کا ترجمہ میں نے ماقبل میں یوں کیا ہے: جس نے مجھے دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا۔ مترجم

چند ملکوں میں کیسے دیکھ سکتے ہیں تو وہ کہنے لگے:

كَالشَّمْسِ فِي كَبِدِ السَّمَآءِ وَضَوْئُهَا	يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّمَغَارِبًا

ترجمہ: سورج کی طرح جو آسمان کے بیچ میں ہے اور اس کی روشنی ملکوں اور مشارق و مغارب پر چھا جاتی ہے۔

رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا"، تو اس ارشاد کو شیخین اور ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

علامہ مناوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: "يَرَاهُ رُؤْيَةً خَاصَّةً فِي الْأٰخِرَةِ بِصِفَةِ الْقُرْبِ وَالشَّفَاعَةِ" یعنی حضور کو آخرت میں صفتِ قرب و شفاعت کے ساتھ دیکھے گا (مطلب یہ ہوا کہ اسے آخرت میں حضور کا قرب حاصل ہوگا اور شفاعت نصیب ہوگی)۔

بہت سے علمائے متقدمین نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے جیسا کہ "فتح" وغیرہ میں ہے اور معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اپنے دیکھنے والے کو بشارت دے رہے ہیں کہ عنقریب وہ مجھے آخرت میں ایک خاص طریقے پر دیکھے گا جس میں اسے اپنے درجے کی بلندی، مرتبے کی اونچائی اور دوسری خصوصیتوں کے باعث میرا قرب اور میری مخصوص شفاعت حاصل ہوگی، اس لیے کہ آخرت میں ہر مومن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویتِ عامہ حاصل ہوگی لیکن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا تو عنقریب اسے آخرت میں خاص رویت نصیب ہوگی جس میں خاص فضیلتیں اور خصوصیتیں ہوں گی۔

علامہ مناوی نے علامہ دمامینی سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کے لیے اسلام پر مرنے کی بشارت ہے یعنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے گا تو عنقریب اس کا خاتمہ بہترین خاتمہ ہوگا اور وہ اسلام پر مرے گا، کیوں کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھنا کہ دیکھنے والے کو حضور کا قرب حاصل ہو اسی شخص کے لیے ممکن ہوگا جس کی وفات اسلام پر متحقق ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہمیں انہیں میں سے بنائے۔

پھر علامہ مناوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک جماعت نے کہا یعنی اکابر علمائے متقدمین کی جماعت نے جن میں ابن ابی جمرہ بھی ہیں: بلکہ وہ دنیا میں حضور کو حقیقتاً دیکھے گا اور یہ اہلِ توفیق میں عام ہے اور دوسروں میں اس کا احتمال ہے۔

معنی یہ ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے گا تو عنقریب وہ ان کو دنیوی زندگی میں بیداری کی حالت میں دیکھے گا اگرچہ وفات سے کچھ پہلے یا جانکنی کے وقت، لہٰذا یہ دیکھنے والے کے لیے ایک بشارت ہے۔

عبداللہ (عبداللہ سراج الدین، مؤلفِ کتاب) کہتا ہے: اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ بیداری کو عام رکھا جائے جو دنیا کی بیداری اگرچہ موت سے کچھ پہلے یا موت کے وقت دیدار ہو اور موت کے بعد برزخ کی بیداری اور آخرت کی بیداری سب کو شامل ہو پس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والے کے لیے تمام عالم، دنیا، برزخ اور آخرت میں بیداری کی حالت میں دیکھنے کی بشارت ہوگی۔

حافظ سیوطی ''الحاوی'' میں فرماتے ہیں: عام لوگوں کو بیداری کی حالت میں حضور کی رویت زیادہ تر موت سے پہلے جانکنی کے وقت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اس کی روح اس کے جسم سے نہیں نکلتی ہے یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا ہے اور حضور اپنے وعدہ کو پورا فرما دیتے ہیں، لیکن خاص لوگ تو ان کو اپنی زندگی ہی میں رویت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور یہ ان فضیلتوں کے باب سے ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

عبداللہ (عبداللہ سراج الدین، مولف کتاب) عرض کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے کہ: پروردگار عالم نے مجھے کئی بار مسلسل ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے شرف سے نوازا ہے جس میں مختلف بشارتیں تھیں اور بسا اوقات خاص موقع پر عزائم میں چستی پیدا کرنے کے لیے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر میں ان میں سے بعض کو ذکر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

اعتراض وتنقید کرنے والوں کے لیے اہلِ علم ورشد کا جواب

بعض لوگ کہیں گے کیا بات ہے؟ تم اپنی کتابوں میں بعض ایسی حدیثیں لاتے ہو جن میں ضعف ہے؟

تواس کا جواب یہ ہے کہ میں اس معاملے میں جمہور علمائے محدثین کے علمی وعملی طریقے پر چلتا ہوں اور شک نہیں کہ حق جمہور کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کے ساتھ ہے۔

رہا جمہور محدثین کا علمی طریقہ جس کو انھوں نے اختیار کیا تو حافظ سخاوی نے اپنی کتاب ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم'' کے خاتمہ میں صفحہ: ۲۵۸ رمیں بیان کیا کہ شیخ الاسلام ابوزکریا نووی علیہ الرحمہ نے ''الاذکار'' میں فرمایا: علمائے محدثین اور فقہا وغیرہ نے فرمایا ہے کہ فضائل اور ترغیب وترہیب میں حدیثِ ضعیف پر عمل جائز ومستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو اور رہا احکام جیسے حلال وحرام، بیع اور نکاح وطلاق وغیرہ توان میں صرف حدیثِ صحیح یا حسن پر عمل کیا جائے گا مگر جب کہ احتیاط حدیثِ ضعیف میں ہو جیسا کہ جب حدیثِ ضعیف کسی بیع یا نکاح کی کراہت پر وارد ہو تو اس سے بچنا مستحب ہوگا البتہ واجب نہیں ہوگا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں: ابن العربی مالکی نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ حدیثِ ضعیف پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حافظ ابن حجر سے کئی بار سنا اور انھوں نے مجھے لکھ کر بھی دیا کہ حدیثِ ضعیف پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف زیادہ نہ ہو اور یہ متفق علیہ ہے، لہٰذا اس سے وہ روایت خارج ہوگئی جس میں کذابین اور متہمین بالکذب اور فحش غلطی والوں میں سے کوئی موجود ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی عام اصل کے تحت مندرج ہو، لہٰذا وہ حدیث خارج ہو جائے گی جس کا اختراع اس طور پر ہو کہ اس کے لیے بالکل کوئی اصل نہ ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثابت ہونے کا اعتقاد نہ رکھے تا

کہ ہرگز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جو آپ نے نہیں فرمائی۔
حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آخری دونوں شرطیں ابن عبد السلام اور ان کے صاحب ابن دقیق العید سے مروی ہیں اور پہلے پر علائی نے اتفاق نقل کیا ہے۔

حافظ سخاوی کہتے ہیں: اور یہی امام احمد سے منقول ہے کہ حدیثِ ضعیف پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب کہ دوسری حدیث موجود نہ ہو اور اس کے خلاف بھی حدیث نہ ہو اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ہمارے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے بہتر ہے اور ایسا ہی ابن حزم نے ذکر کیا کہ تمام حنفی اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث رائے اور قیاس سے اولیٰ ہے۔

اور امام احمد سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایسے شہر میں ہو جہاں صرف ایک صاحب حدیث ہو جو صحیح اور غیر صحیح کو نہ جانتا ہو اور دوسرا اصحاب رائے ہو تو وہ شخص کس سے سوال کرے گا؟ انھوں نے کہا: وہ صاحب حدیث سے سوال کرے صاحب رائے سے سوال نہ کرے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں: ابو عبد اللہ ابن مندہ نے ابو داؤد صاحبِ سنن سے نقل کیا جو امام احمد رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں کہ وہ ضعیف حدیث بیان کرتے جب کہ اس سلسلہ میں دوسری حدیث نہ ہوتی کہ وہ ان کے نزدیک لوگوں کی رائے سے زیادہ قوی ہے۔

تو حاصل یہ ہوا کہ ضعیف میں تین مذاہب ہیں:

(۱) اس پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) اس پر مطلقاً عمل کیا جائے گا جب کہ دوسری حدیث نہ ہو۔

(۳) تیسرا مذہب جمہور کا ہے کہ فضائل میں عمل کیا جائے گا احکام میں نہیں جیسا کہ اس کا ذکر مع اس کی شرطوں کے گزرا۔

حافظ سخاوی نے کہا: رہا موضوع تو اس پر کسی بھی حال میں عمل جائز نہیں ہے اسی طرح اس کی روایت بھی مگر جب کہ موضوع ہونے کا ذکر کر دیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

ارشاد کی وجہ سے جس کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری طرف سے ایسی حدیث بیان کرے جس کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

انھوں نے فرمایا: اور یہ جملہ اس شخص کے حق میں سخت وعید کے لیے کافی ہے جو حدیث کو اس گمان کے ساتھ روایت کرے کہ وہ جھوٹ ہے چہ جائیکہ جھوٹ ہونا متحقق اور یقینی ہو اور ایسی حدیث اس لیے بیان نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیان کرنے والے کو اس کی وضع میں اس کے کاذب کا مشارک قرار دیا۔

پھر حافظ سخاوی نے فرمایا: ابن صلاح علیہ الرحمہ اپنی ''علوم'' میں صحیح کی تعریف کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند تمام اوصافِ مذکورہ کے ساتھ متصل ہے، اس کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ نفس الامر میں یقینی اور حتمی ہو یہاں تک کہ ابن صلاح نے کہا: اسی طرح جب وہ لوگ کسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ صحیح نہیں ہے تو اس کا قطعاً یہ معنیٰ نہیں کہ وہ نفس الامر میں جھوٹ ہے بلکہ مراد صرف یہ ہے کہ اس کی اسناد شرطِ مذکور پر صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اور یہی امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا ہے کہ جس شخص کو فضائلِ اعمال میں سے کچھ معلوم ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس پر عمل کرے اگر چہ ایک بار ہو تا کہ وہ اس کا اہل ہو جائے اور مناسب نہیں کہ وہ اس کو مطلقاً چھوڑ دے بلکہ جہاں تک میسر ہو بجالائے کیوں کہ اس حدیث میں جس کی صحت پر اتفاق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے بجالاؤ''۔

پھر حافظ سخاوی نے ''جزء الحسن بن عرفة'' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی جو حضرت ابو سلمہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما تک پہنچتی ہے۔ ان دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ عزوجل کی طرف سے ایسی چیز ملے جس میں کوئی فضیلت ہو اور وہ اس کو ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز

عطا فرمادے گا اگرچہ وہ ایسی (فضیلت والی) نہ ہو۔

پھر انھوں نے فرمایا: اسی طرح اس کی تخریج ابویعلیٰ نے سندِ ضعیف کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں کی کہ جس کو اللہ کی طرف سے کوئی فضیلت پہنچے اور وہ اس کی تصدیق نہ کرے تو وہ اس کو حاصل نہیں کر سکے گا۔

سخاوی فرماتے ہیں: اور اس حدیث کے لیے ابن عباس، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے شواہد ہیں۔

اور حدیثِ ضعیف پر عمل کے جواز کے سلسلے میں جو دلائل ہیں ان پر تفصیلی گفتگو اس کے محل میں ہوگی، یہاں ہم بتادیں کہ ہم نے اپنی "شرح المنظومة البيقونية" میں اس پر تھوڑی بہت گفتگو کی ہے۔

رہا جمہور محدثین کا عملی طریقہ تو بلاشبہ ائمہ حدیث اپنی کتبِ احادیث میں بہت سی ایسی ضعیف احادیث ذکر فرماتے ہیں جو فضائل اعمال، ترغیب وترہیب اور مناقب سے متعلق ہیں جن کے ذریعہ وہ ان پر (فضائل اعمال وغیرہ پر) استدلال واستشہاد پیش کرتے ہیں، مثلاً امام بخاری "الادب المفرد" میں، امام ترمذی اپنی "جامع" میں، امام ابوداود اپنی "سنن" میں، امام نسائی اپنی "سنن" میں، امام ابن ماجہ اپنی "سنن" میں، امام احمد اپنی "مسند" میں اور ان حضرات کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث، سنن، مسانید، معاجم اور اجزا کے مصنفین، یہ سب حدیثِ ضعیف کو فضائل، ترہیب وترغیب اور مناقب میں لانے پر متفق ہیں جس کے ذریعہ وہ کسی عنوان یعنی ابواب یا فصول وغیرہ کے تحت استشہاد پیش کرتے ہیں۔

ابو عبد اللہ رصاع مالکی "تحفة الاخيار في فضل الصلاة على النبي المختار" میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی فضیلت کی احادیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ بعض کمزور ایمان والے ان احادیث میں سے بعض میں نظر ڈالتے ہیں تو ان میں جرح وقدح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صحاح میں وارد نہیں ہیں جب کہ یہ بدعقیدگی

اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں جرح وقدح ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اس چیز کو اختیار کیا جائے جس کو علما نے اختیار کیا ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عدالت امت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب سے مانع ہے اور تحقیق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اہلِ علم اس سے خارج ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصداً جھوٹ باندھیں جب کہ احادیثِ ترغیب میں جو ہے وہ علما کو معلوم ہے۔

پھر بے شک یہ تمام احادیث اللہ کے نبی پر درود کی فضیلت میں شریک ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے اور یہ ایسا یقین ہے جس میں کسی عاقل کو شک نہیں اور روایتوں کا اختلاف اور الفاظ کی کمی بیشی فقط ثواب کی مقدار اور درجات کی بلندی کے سلسلے میں ہے۔ یہ بات کتاب "سعادۃ الدارین" کی ہے جو فاضل، عالم، عارف باللہ، عاشقِ حبیب اللہ، تیر اکِ بحرِ اہل اللہ شیخ یوسف نبہانی کی ہے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَنَفَعَنَا بِبَرَكَاتِهٖ۔

اسی پر اس کتاب کی تالیف ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ بروز بدھ مکمل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں محبوب بنائے، اس کے ذریعہ مجھے اور دوسروں کو نفع پہنچائے، میری عمر، عقل اور عمل میں برکت عطا فرمائے اور کتاب کو اپنی طاعت اور اپنے دین و شریعت کی خدمت کے لیے معاون و مددگار بنائے۔ آمین

اللهم صل علیٰ سیدنا محمد کما أمرتنا ان نصلی علیه وکما تحب ان یصلی علیه وکما یحب ان یصلی علیه وکما هو أهله وکما تحبه وترضاه له وعلیٰ آله وصحبه وسلم وعلینا معهم اجمعین۔

اللهم ببرکة الصلاة علیه مسکنا بشریعته واجعلنا علی سنته وتوفنا علی ملته واحشرنا فی زمرته وأوردنا حوضه الأصفی وأسقنا بکاسه الأوفیٰ وادخلنا تحت لوائه واجعلنا من رفقائه وعطّف علینا قلبه الشریف

وأفض علينا من بركاته وانفحنا بنفحاته واجعلنا مزايا لأنواره ومخازن لأسراره ولسان حجته وترجمان حكمته هداة مهتدين بسيره وسيرته وحَمَلَةً لشريعته۔

اسمع واستجب يا ذا الجلال والاكرام والطول والانعام فأنت يا رب الولى لمن تولاک والمجيب لمن دعاک أنت أمرتنا بدعائک ووعدتنا باجابتک حيث قلت وقولک الحق "وقال ربكم ادعونى استجب لكم"۔

فها نحن قد دعوناک كما أمرتنا فاستجب لنا كما وعدتنا انک لاتخلف الميعاد۔

وصلى الله العظيم علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه وسلم، كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون۔

سبحٰن ربك رب العزة عما يصفون وسلٰم على المرسلين والحمد لله رب العٰلمين۔ آمين

بحمدہ تعالیٰ وہ کام یعنی ترجمۂ "الصلاۃ علی النبی" جس کی ذمہ داری میں نے ۱؍جنوری ۲۰۰۴ء مطابق ۷؍ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ بروز جمعرات اٹھائی، آج یعنی ۱۳؍جولائی ۲۰۰۴ء مطابق ۲۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز منگل اتمام و تکمیل کو پہنچی پروردگار عالم سے دعا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مترجم

محمد نوشاد عالم اشرفی جامعی کشنگنجوی خلیفہ حضور قائد ملت،

مدرس جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (یوپی)

السید محمود اشرف دار التحقیق و التصنیف
کی مطبوعات

- فسق یزید (اردو، انگریزی)
- تشہد میں انگلی ہلانا (اردو)
- فرقہ مرجیہ وہابیہ (اردو، ہندی)
- ترک رفع یدین (اردو، ہندی)
- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (اردو)
- لقب امام اعظم (اردو)
- محسن انسانیت (اردو، ہندی، انگریزی)
- حبیب الفتاوی ([illegible])
- مطالعہ تفسیر قرآن (اردو)
- اظہار [illegible]
- اظہار عقیدت (اردو)

ہیڈ آفس
دکان نمبر ۸، پی اسمٰعیل کوارٹر، اپوزٹ اگروال اسٹریٹ سمت مارگ، جوگیشوری ویسٹ ممبئی، مہاراشٹر، ہندوستان

www.ahlesunnatresearchcentre.com

info@ahlesunnatresearchcentre.com

/AhleSunnatResearchCentre

/AhleSunnatResearchCentre